سلسلۂ مطبوعات مجلس
۵۵

ہندوستانی مسلمان

ایک نظر میں

یعنی

موجودہ ہندوستانی مسلمانوں کا مذہبی، تمدنی اور معاشرتی تعارف،
ان کے عقائد، عبادات، مذہبی تہواروں، رسم ورواج، عادات و اخلاق
اور ان کی ملّی خصوصیات کا بیان

ایک غیر جانبدارانہ جائزہ ــــ ایک واقعی تصویر

مولانا ابوالحسن علی ندوی

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

(جملہ حقوق محفوظ)

بار چہارم

۱۴۰۵ھ ــــ ۱۹۸۵ء

(چوتھا ایڈیشن ترمیمات و اضافہ کے بعد)

تصنیف ــــــــــــ مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی

کتابت ــــــــــــ ظہیر احمد کاکوروی

طباعت ــــــــــــ لکھنؤ پبلشنگ ہاؤس

صفحات ــــــــــــ ۱۲۸

قیمت ۔ اعلیٰ ایڈیشن ــــــــــــ

عام ایڈیشن ــــــــــــ

باہتمام

محمد غیاث الدین ندوی

طابع و ناشر

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام پوسٹ بکس ۱۱۹ لکھنؤ

(ندوۃ العلماء)

www.abulhasanalinadwi.org

ہندوستانی مسلمان
ایک نظر میں

۱۴۰۵ھ — ۱۹۸۵ء

اردو .. .. چوتھا ایڈیشن .. .. لکھنؤ
انگریزی .. .. دوسرا ایڈیشن .. .. لکھنؤ
ہندی .. .. پہلا ایڈیشن .. .. لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

www.abulhasanalinadwi.org

فہرست عناوین

"ہندوستانی مسلمان ایک نظر میں"

پیش لفظ	۱۱ – ۱۸
باب اول - ولادت سے لے کر بلوغ تک	۱۹ – ۳۱
بنیادی اسلامی عقائد	۱۹
بچے کی پیدائش اور اس کے کانوں میں اذان اور اقامت	۲۲
بچے کا عقیقہ اور اس کا طریقہ	۲۳
بچے کا نام اور اس میں اسلامیت کا اظہار	۲۳
برکت و نیک فالی کی خاطر انبیاء و صحابہ کے ناموں کو ترجیح	۲۴
وہ نام جن میں شرک کی آمیزش ہے	۲۵
مرکّب ناموں کا رواج	۲۶
ہندوستانی ساخت کے نام اور عُرفیت	۲۶
ختنہ کی رسم جو ابراہیمی تہذیب کا شعار ہے	۲۷
بسم اللہ خوانی کی رسم اور اس کا طریقہ	۲۷
قرآن شریف کی تعلیم کی ابتدا	۲۸
ختم قرآن اور اس کی تقریب	۲۹
پاکی اور طہارت کی تعلیم و تربیت	۲۹
نماز کی تلقین، اس کی تعلیم اور عملی مشق	۳۰
اسلامی آداب و معاشرت کی تعلیم و تربیت	۳۰
روزہ کشائی کی تقریب	۳۱

www.abulhasanalinadwi.org

باب دوم بلوغ کے بعد سے موت تک ۳۲-۵۲

نکاح اور شادی	۳۲
شادی کے تخیل و رسوم میں ہندوستانی اثرات	۳۲
عزیزوں اور برادری میں شادی	۳۳
شادی کا پیام	۳۴
نکاح میں اسلاف کا طریقۂ کار	۳۴
موجودہ دور میں شادی کو بڑی پیچیدہ اور پریشان کن رسم بنا لیا گیا ہے	۳۵
رقص و سرود اور راگ رنگ کا رواج جو اسلام کے سراسر خلاف ہے	۳۶
ہندوستانی مسلمانوں کی شادیوں کے کچھ مقامی اجزاء اور طور طریق	۳۶
نکاح ثانی کی رسم اور اس کا طریقہ	۳۸
نکاح کے وقت مختصر سی تقریب اور حقوق زوجین کا ذکر	۳۹
ایک تقریر کا نمونہ	۳۹
مہر ضروری، مگر اس کی زیادتی اچھی بات نہیں	۴۵
پیش آنے والے قدرتی مراحل اور مسلمانوں کا مخصوص طرز	۴۵
موت کا ناگزیر مرحلہ اور مسلمانوں کے مخصوص طریقے	۴۶
خاتمہ کی فکر اور اس کی تیاری	۴۶
تجہیز و تکفین میں سنت کا خیال	۴۸
نماز جنازہ	۴۸
جنازہ کو کاندھا دینا اور قبر تک ساتھ چلنا	۵۰
قبر میں رکھنے کا طریقہ اور مٹی دینے کا معمول	۵۰
غمی والے گھر کے افراد کے لئے عزیزوں کی طرف سے کھانا اور شریک غم ہونے کا طریقہ	۵۱
ایصال ثواب کے مروجہ طریقے اور ان میں ہندوستانی تخیل	۵۱

www.abulhasanalinadwi.org

باب سوم ۔ مسلمانوں کی معاشرت اور ان کے گھر کا نقشہ ۵۳ ۔ ۶۵

مسلمانوں کی معاشرت کا مخصوص رنگ اور اس میں ہندوستانی اور اسلامی رنگ	۵۳
شرعی اور غیر شرعی پردہ کا رواج	۵۴
لڑکی کی نسبت کے بعد سسرالی عورتوں سے پردہ کی ہندوستانی رسم	۵۴
صلہ رحمی، مہمان نوازی اور حقوق ہمسائیگی	۵۵
ایک دستر خوان پر اجتماعی کھانا اور چھوت چھات سے پرہیز	۵۵
طبقاتی نظام کا اثر مسلمانوں پر	۵۶
اسلامی معاشرہ میں پیشے نہ مستقل ہیں نہ حقیر!	۵۷
مسلمانوں کا مخصوص لباس مختلف تہذیبوں کی یادگار	۵۸
مسلمانوں کا طرز تعمیر اور ان کا رہائشی ذوق	۵۸
مکانوں کی زیب و آرائش اور اسلامی تہذیب کی عکاسی	۵۹
مسلمان گھرانوں میں نماز کا اہتمام اور ان کے اسباب و وسائل کا انتظام	۶۰
مسلمان معاشرہ میں عورت کا احترام اور بچوں کی تعلیم و تربیت میں ان کا ہاتھ	۶۱
معمّر اور سن رسیدہ حضرات کی شخصیت مرکز عقیدت ہوتی ہے	۶۱
بیوہ کا عقد ثانی اور اس میں ہندوستانی مسلمانوں کا امتیازی معاملہ	۶۲
سلام کرنے کا رواج اور اس کے مختلف طریقے	۶۳
اٹھتے بیٹھتے خدا کا نام	۶۴
آنے جانے والوں کی تواضع اور اس کے آداب	۶۴
عطر اور خوشبو کا ذوق اور اس میں امتیاز	۶۵

باب چہارم ۔ مسلمانوں کے تہوار ۶۶۔۷۸

دو بڑے تہوار	۶۶
عید کا استقبال اور اس دن کے اعمال	۶۷
عید کی نماز	۶۸

www.abulhasanalinadwi.org

عید کی نماز کے بعد ایک دوسرے سے ملنا اور تواضع کرنا	۶۹
بقرعید میں قربانی کا اہتمام اور اس کی عظمت	۶۹
دونوں تہوار مسلمانوں کے بین الاقوامی تہوار ہیں	۷۱
دوسرے تہوار	۷۱
بارہ ربیع الاول کی پُرمسرّت تقریب	۷۱
محرّم اور اس کے مختلف رسوم و رواج	۷۳
ایک غم انگیز واقعہ کی یاد اور اس سلسلہ میں مختلف طبقات کے رسوم	۷۳
شب برات میں مسلمانوں کا معمول	۷۵
ایک غلط اور غیر اسلامی فعل	۷۶
جمعۃ الوداع کی سالانہ تقریب اور نماز کا اہتمام	۷۶
کچھ اور تاریخی دن اور ان کے مراسم	۷۷
بعض خالص ہندوستانی مسلمان تہوار	۷۷
باب پنجم۔ مسلمانوں کی عبادات اور دینی فرائض	**۷۹-۱۱۴**
ہر مسلمان پر چار چیزیں فرض ہیں	۷۹
پنج وقتہ نماز سب سے بڑا فریضہ ہے، جو ہر حالت میں ضروری ہے	۸۰
پانچوں نمازوں کے اوقات	۸۰
نماز کیسے پڑھی جائے	۸۲
اذان	۸۳
نماز سے پہلے وضو کیا جاتا ہے	۸۴
مسجد میں مسلمان کا معمول اور طریقہ	۸۵
صف بندی اور امام و مقتدی کی جماعت	۸۵
امام کا نماز پڑھانے کا اور مقتدیوں کے پڑھنے کا طریقہ	۸۶
جمعہ ہفتہ کی عید اور مسلمان کے یہاں اس عید کا اہتمام	۹۰
جمعہ کا خطبہ	۹۰

www.abulhasanalinadwi.org

ایک عربی خطبہ کا ترجمہ	۹۱
دوسرے خطبے کے اجزاء	۹۳
نماز جمعہ اور اس کے بعد عام مشغولیت	۹۳
پچھلی رات کی نماز تہجد	۹۴
زکوٰۃ جو اسلام کا دوسرا رکن ہے	۹۴
زکوٰۃ ٹیکس یا جرمانہ نہیں بلکہ مستقل عبادت اور الٰہی نظام ہے	۹۶
عام صدقہ و خیرات	۹۶
روزہ اسلام کا تیسرا رکن ہے، جو ہر عاقل بالغ مسلمان پر فرض ہے	۹۷
رمضان کے آنے سے مسجدوں میں رونق اور مسلمان گھروں میں بہار آجاتی ہے	۹۷
نماز تراویح اور قرآن شریف کا ختم	۹۸
پچھلے پہر اٹھ کر سحری کھانا	۹۸
روزہ	۹۹
روزہ اور برت میں فرق	۹۹
رمضان میں عبادت کا شوق اور دینی مشغولیت	۱۰۰
روزے کے ممنوعات	۱۰۰
افطار کی تیاری اور اس وقت کی فرحت و مسرّت	۱۰۰
افطار	۱۰۱
مسجدوں میں قرآن کے ختم اور اس ختم پر تقریب	۱۰۲
رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف	۱۰۲
شب قدر کی برکت اور اس میں عبادت کا اہتمام	۱۰۳
عید کے چاند پر رمضان ختم ہو جاتا ہے	۱۰۳
حج اسلام کا چوتھا رکن	۱۰۴
حج کا فریضہ ایک خاص زمانہ اور مقام سے مخصوص ہے	۱۰۴
مکہ مدینہ کا سفر اور مسلمانوں کا ذوق و شوق اور ارمان	۱۰۶
بندرگاہ پر حاجیوں کا معمول	۱۰۶

www.abulhasanalinadwi.org

احرام باندھنا اور عشق و مستی کی ادائیں	۱۰۷
برہنہ سر، کفن بر دوش	۱۰۷
کعبہ پر ایک نظر، دل پر عجب اثر	۱۰۹
عرفات کے میدان میں	۱۱۰
عرفات کی ایک خاص دعا	۱۱۰
خیموں کے ایک شہر میں عاشقانِ خدا کا ہجوم	۱۱۲
عرفات سے مزدلفہ، مزدلفہ سے منیٰ اور منیٰ میں دو روزہ قیام	۱۱۲
محبوب کے دیار میں	۱۱۳
حاجی کے لقب کا استحقاق	۱۱۴
باب ششم ۔ ہندوستانی مسلمانوں کی چند دینی و ملّی خصوصیات	۱۱۵ - ۱۲۸
مسلمانوں کی پہلی خصوصیت، ایک متعیّن عقیدہ اور مستقل دین و شریعت ہے	۱۱۵
امّت مسلمہ کا خطاب	۱۱۶
عقیدہ اور دین و شریعت مسلمانوں کے نزدیک بنیادی اہمیت رکھتے ہیں	۱۱۷
قوانین شریعت میں ترمیم یا تغیّر کا کسی کو حق نہیں	۱۱۸
دوسری ملّی خصوصیت، طہارت کا مخصوص تخیّل اور نظام ہے	۱۱۹
تیسری ملی خصوصیت ان کی غذا کا نظام ہے، جو قرآن کریم کے احکام کے تابع ہے	۱۱۹
چوتھی خصوصیت حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے قلبی ربط و تعلق (اگر غلو و مبالغہ سے پاک ہے)	۱۲۱
مسلمانوں کو اپنے نبی سے جو محبت و عشق ہے اس کی مثال نہیں ملتی	۱۲۲
عقیدۂ ختم نبوتؐ	۱۲۴
صحابۂ کرام اور اہل بیت نبوی سے محبّت	۱۲۴
قرآن مجید کی عظمت اور اس کا مقام	۱۲۵
قرآن مجید کے حفظ کا مسلمانوں میں رواج	۱۲۵
حدیث و سنّت اور فقہ سے تعلق	۱۲۷
مسلمانوں کی پانچویں ملّی خصوصیت، عالمگیر اسلامی برادری سے ربط و تعلق اور اس کے مسائل سے دلچسپی	۱۲۷

www.abulhasanalinadwi.org

پیش لفظ

ہندوستان میں تقریباً ایک ہزار برس سے ہندو مسلمان اکٹھے رہتے ہیں، شہروں، قصبات، دیہاتوں اور محلوں میں ان کی ملی جلی آبادی اور مشترک سکونت ہے، بازاروں، منڈیوں، تعلیمی مرکزوں، کچہریوں، دفتروں اور اب سو برس سے زیادہ عرصہ ہو رہا ہے کہ سیاسی تحریکات، سماجی کاموں، اسٹیشن اور ڈاک خانوں، ریلوں اور بسوں میں ان کو ایک دوسرے سے ملنے جلنے اور ایک دوسرے کو جاننے پہچاننے کے مواقع آسانی سے میسر ہیں لیکن یہ دنیا کا حیرت انگیز واقعہ، اور ایک طرح کی پہیلی ہے جس کا بوجھنا آسان نہیں کہ ایک کو دوسرے کے مذہبی عقائد، تہذیب و معاشرت، طور طریق اور قومی خصوصیات سے قریب قریب اتنی بیگانگی اور اجنبیت ہے، جیسی پرانے زمانے میں اکثر دو ملکوں کے باشندوں کے درمیان ہوا کرتی تھی، ہر ایک کی معلومات دوسرے کے متعلق ناقص، سطحی، سرسری اور زیادہ تر سنی سنائی باتوں اور قیاسات و تخیلات پر مبنی ہیں، ہر فرقہ دوسرے فرقہ کے بارے میں بہت سی شدید غلط فہمیوں میں مبتلا، اور بعض اوقات منافرت انگیز لٹریچر، سیاسی پروپیگنڈے، زہر آلود اور رنگ آمیز تاریخ، نصاب کی کتابوں اور بے تحقیق داستانوں اور کہانیوں کی بنا پر اپنے ذہن و دماغ میں اس کی ایک غلط اور مکروہ تصویر قائم کئے ہوئے ہے، ایک فرقہ کے کٹر اور متعصب نہیں، نیک دل اور سادہ طبیعت افراد سے اگر دوسرے فرقہ کے بنیادی عقائد، مراسم اور معاشرت کے اصولوں کے متعلق دریافت کیا جائے تو

www.abulhasanalinadwi.org

یا تو وہ لاعلمی کا اظہار کریں گے یا ایسے جوابات دیں گے جن سے ایک واقف آدمی کو بے اختیار ہنسی آجائے گی، راقم سطور کو جو بکثرت سفر کرتا ہے، اور ریلوں اور بسوں میں ہر طبقہ اور ہر سطح کے لوگوں سے اس کا بکثرت ملنا جلنا ہوتا ہے، بارہا اس کا تجربہ ہوا۔

لیکن یہ ہنسی کی بات نہیں، رونے کا مقام ہے کہ سیکڑوں برس سے ساتھ رہنے کے باوجود ہم ایک دوسرے سے اتنے ناواقف ہیں، اس کی ذمہ داری تنہا ایک فرقہ پر نہیں، سب پر ہے اور خاص طور پر مذہبی، سماجی کام کرنے والوں، اپنے ملک سے سچی محبت رکھنے والوں، اور انسانیت دوستوں پر ہے کہ انھوں نے ایک کو دوسرے سے صحیح طور پر واقف کرانے کی کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی، یا کی تو ناکافی، مہذب دنیا میں اب یہ اصول تسلیم کرلیا گیا ہے کہ محبت، احترام و اعتماد اور امن و سکون کے ساتھ رہنے اور نیک مقاصد کے لئے ایک دوسرے سے تعاون اور اشتراک عمل کرنے کے لئے ایک دوسرے سے متعلق صحیح معلومات حاصل کرنا ضروری ہے، آبادی کے ہر عنصر، اور ملک کے ہر فرقہ اور ہر گروہ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ دوسرا عنصر، دوسرا فرقہ اور گروہ کن اصولوں پر عقیدہ رکھتا ہے، کن ضابطوں کا اپنے کو پابند اور ان کو اپنے لئے ضروری سمجھتا ہے، اس کی تہذیب و معاشرت کا خاص رنگ کیا ہے؟ اس کو زندگی کی کون سی قدریں عزیز ہیں؟ اس کو قلبی سکون اور پُر اعتماد زندگی گذارنے کے لئے کیا چیزیں درکار ہیں؟ کون سے عقائد و مقاصد اس کو جان سے زیادہ عزیز اور اولاد سے زیادہ پیارے ہیں؟ ہم اس سے گفتگو کرنے میں، اس کے ساتھ خوشی اور مسرت کے ساتھ وقت گزارنے میں کن جذبات و احساسات کا لحاظ رکھنا چاہیئے، اتفاقِ باہم کے لئے جو شائستہ اور پُرسکون زندگی کا مانا ہوا اصول ہے، شرطِ اوّلین ہے کہ ضروری حد تک واقفیت

www.abulhasanalinadwi.org

حاصل ہو ایک ایسے ملک کے لئے یہ اصول اور بھی ضروری قرار پاتا ہے جس کو اپنی رنگا رنگ تہذیب پر ناز اور "جیو اور جینے دو" کے زرّیں اصول پر اس کا عقیدہ ہے اس وقت ساری دنیا میں دور دراز ملکوں کے مذاہب اور فلسفوں، تہذیبوں اور معاشرتوں، زبانوں اور کلچروں، لہجوں اور محاوروں، یہاں تک کہ عادات و اخلاق، شوق اور لت (HOBBY) کھیلوں اور تفریحات کھانوں اور لباسوں کی باریکیوں سے واقف ہونے کا عام رجحان پایا جاتا ہے اس کے لئے یونیورسٹیوں میں مستقل مضامین داخل اور مستقل شعبے قائم ہیں ایک ملک سے دوسرے ملک میں وفود جاتے ہیں پروفیسروں اور طالب علموں کی ٹیمیں روز آتی جاتی ہیں یہ بڑے غضب کی بات ہے کہ ایک ہی ملک کے باشندے سیکڑوں برس سے ساتھ رہنے سہنے کے باوجود ایک دوسرے سے اتنے بھی آشنا اور شناسا نہ ہوں، جتنے ایک ملک کے لوگ دوسرے ملک کے لوگوں سے ہوتے جارہے ہیں۔

اس صورت حال کا نقصان ہندوؤں مسلمانوں کو یکساں، اور نتیجہ کے طور پر ہندوستان کو، بلکہ بالآخر انسانیت کو پہونچ رہا ہے، ملک کے فرقوں کے درمیان بڑی بڑی خلیجیں قائم ہیں، دلوں میں تلخیاں، اور دماغوں میں شکوک ہیں، محبت و الفت کے ساتھ رہنے ہنسنے بولنے، زندگی کا لطف اٹھانے اور ایک دوسرے پر اعتماد اور ایک دوسرے کی تہذیب اور مسلک کے احترام کی دولت سے (جو زندگی کا حسن و رونق اور خدا کی ایک بے بہا نعمت ہے) مجموعی طور پر یہ ملک محروم ہے، اور اس کا نتیجہ ہے کہ بعض فرقوں، اور اس کے کہنے میں کوئی خوف اور حرج نہیں کہ خاص طور پر مسلمانوں کی بہترین صلاحیتیں اور توانائی اپنی صفائی اور مدافعت اور اپنے مذہب، تہذیب اور زبان کی حفاظت میں صرف ہو رہی ہے، اور ان کی وہ توانائیاں جو ان کو قدرتی

www.abulhasanalinadwi.org

طور پر ورثہ میں ملی ہیں، اور جنھوں نے ماضی میں زندگی کے مختلف شعبوں میں، اور فلسفۂ تصوّف سے لے کر فنِ تعمیر اور فنونِ لطیفہ تک، اور مملکت کے نظم ونسق سے لے کر خدمتِ خلق کے میدانوں تک اپنے روشن اور لافانی نقوش چھوڑے ہیں، ابھی اس ملک کی تعمیر و ترقی میں، اور اس کے استحکام و آراستگی میں اس طرح صرف نہیں ہو رہی ہیں، جیسی صرف ہونی چاہئیں نفسیاتی طور پر اس کے لئے یہ اطمینان ضروری ہے کہ وہ صحیح طور پر سمجھے جاتے ہیں، ان کو خیالی اور بے جا حد تک نہیں، واقعی اور ضروری حد تک اعتماد اور احترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے، ان کے اور دوسرے فرقوں کے درمیان دبیز پردے پڑے ہوئے نہیں ہیں، ان کو شک و حقارت اور بے گانگی و اجنبیت کی نظر سے نہیں دیکھا جاتا ہے، ایک ایسی نسل اور فرقہ کی طرح جو ایک ہزار برس سے ہمارے ساتھ دیوار بہ دیوار اور دوش بدوش رہ رہا ہے، ہم اس کے چہرہ کے خط و خال سے واقف، اس کی خوبیوں اور کمزوریوں سے آگاہ اور اس کے ماضی و حال سے آشنا ہیں، ہمیں اس کے مذہبی عقائد کا بھی اتنا علم ہے جتنا ان لوگوں کو ہو سکتا ہے، جو ساتھ دینے پر نہیں لیکن ساتھ رہنے پر مجبور ہیں، ان کے رسم و رواج، ان کی تہذیب و معاشرت، ان کے تقریبات و تہواروں اور ان کی خوشی و غمی سے ہماری واقفیت ایک یوروپین سے زیادہ اور ایک ہم وطن اور ہم سفر کے شایانِ شان ہے۔

جہاں تک مسلمانوں کے گزشتہ دور اور گزشتہ تاریخ کا سوال ہے، اور یہ کہ مسلمانوں نے اس ملک کی تعمیر و ترقی اور تنظیم و استحکام میں کیا کردار ادا کیا، اور اس کی تہذیب و تمدن اس کے شعر و ادب اور اس کے علوم و فنون میں کیا اضافے کئے، کس طرح اس ملک کے سنوارنے اور بنانے میں حصہ لیا، اور یہاں کیا یادگاریں چھوڑیں اس پر

www.abulhasanalinadwi.org

کئی اچھی کتابیں ہندو اور مسلمان اہل قلم کے قلم سے نکل چکی ہیں، خود ان سطور کے لکھنے والے کی تصنیف "ہندوستانی مسلمان" کئی سال ہوئے عربی، اردو اور انگریزی میں شائع ہو چکی ہے[1]، لیکن یہ ایک تاریخی موضوع ہے اور زیادہ تر طلبہ اور تحقیقی کام کرنے والوں کی دلچسپی کا ہے، ضرورت اس سے زیادہ وسیع اور عام ہے، ضرورت ایک ایسی کتاب کی ہے جس میں مسلمانوں کے ماضی کی نہیں بلکہ حال کی تصویر پیش کی جائے، مسلمان جو کچھ ہیں اور جیسے کچھ ہیں، اس سے قطع نظر کہ ان کو کیسا ہونا چاہئے، اور اس سے بھی قطع نظر کہ یہ تصویر کسی کو پسند آتی ہے یا ناپسند ہوتی ہے، ان کو ان کے حقیقی رنگ اور صحیح شکل میں ان کے ہم وطنوں کے سامنے پیش کر دیا جائے، نہ رنگ آمیزی کی جائے نہ خیال آفرینی، نہ مبالغہ سے کام لیا جائے نہ تخیل اور حق تلفی سے مصنف یا کتاب کی حیثیت نقاش کے موئے قلم، یا مصور کے کیمرہ کی ہو، نہ کہ شاعر کی قوتِ متخیلہ اور انشا پرداز کے جادو نگار قلم کی، اس میں حقیقت حال (FACTUAL) ہو نہ کہ استدلال (ARGUMENTATIVE) میں یہ نہیں کہتا کہ آدمی جو کچھ سمجھتا ہے اس کو ثابت کرنے کی کوشش اور اپنے مسلک کی تبلیغ و دعوت بُری چیز ہے لیکن اس کا اس کتاب میں موقع نہیں، اور اس سے اس کے مقصد کو نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہے، استدلالی رنگ کی کتابیں بہت ہیں، جن لوگوں کو استدلال اور علمی رنگ میں اسلام اور مسلمانوں کو

---

[1] عربی میں اس کا نام "المسلمون فی الہند" اور انگریزی میں "MUSLIMS IN INDIA" ہے، یہ دراصل اس کی ان تقریروں کا مجموعہ ہے، جو ۱۹۵۱ء میں مشرق وسطی کے طویل سفر سے واپس آنے پر عربوں کی واقفیت کے لئے آل انڈیا ریڈیو دہلی سے عربی میں نشر ہوئی تھیں اور جو معتد بہ اضافہ کے ساتھ پہلی بار عربی میں دمشق سے شائع ہوئیں پھر بالترتیب اردو اور انگریزی میں ان کا ترجمہ ہوا، اس کتاب کا اردو، انگریزی اور عربی ایڈیشن "مجلس تحقیقات و نشریات اسلام لکھنؤ" سے مل سکتا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

سمجھنے کی ضرورت ہے، ان کے لئے ہماری لائبریریوں میں اچھی اچھی کتابیں ہیں[1] ان کتابوں کے مطالعہ سے کوئی نہیں روکتا، لیکن مصنف اس حقیقت کے اظہار میں کسی قسم کی خاکساری نہ روا رکھتا ہے نہ کسی معذرت کی ضرورت سمجھتا ہے کہ یہ ہلکی پھلکی اور عام دلچسپی کی کتاب ہے، جو ہندوستانی مسلمانوں کی زندگی کا ایک عکس پیش کرتی ہے، یہ بہت پڑھے لکھوں، علمی اور فلسفیانہ ذوق رکھنے والوں کے لئے نہیں لکھی گئی، متوسط درجہ کے ہندوستانیوں کے لئے خاص طور پر غیر مسلموں کے لئے لکھی گئی ہے، جن کو کسی وجہ سے اپنے مسلمان بھائیوں کی زندگی سے بقدر ضرورت واقف ہونے کا موقع نہیں ملا، اور سیاسی خدمت یا سماجی کام یا اپنے صحافتی فرائض کو خوش اسلوبی سے انجام دینے کے لئے ان کو صحیح معلومات کی ضرورت ہے، میرے خیال میں یہ کتاب ان کی ایک حد تک مدد کرے گی، اور زیادہ گہرا مطالعہ کرنے، اور زیادہ تفصیل سے واقف ہونے میں ان کا ہاتھ بٹائے گی۔

اس کتاب میں میں نے زیادہ تر ہندوستانی مسلمانوں کے سب سے بڑے فرقہ "اہلسنت والجماعت" کو (جس کو بطور اختصار کے سُنّی مسلمان کہا جاتا ہے) سامنے رکھا ہے، اس لئے نہیں کہ دوسرے فرقے ناقابلِ ذکر ہیں، بلکہ اس لئے کہ اس فرقہ سے تعلق ہونے کی وجہ سے مصنف کو اس کے متعلق زیادہ مستند معلومات حاصل ہیں، اور

---

[1] محمد اسد (سابق LEOPOLD WEISS) کی کتاب "ROAD TO MECCA" مولانا سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی کی کتاب "TOWARDS UNDERSTANDING ISLAM" ڈاکٹر حمید اللہ کی کتاب "INTRODUCTION TO ISLAM" اور مولانا محمد منظور صاحب نعمانی کی کتاب "WHAT ISLAM IS?" علمی طبقہ کے لئے رائٹ آنریبل سید امیر علی کی کتاب "SPIRIT OF ISLAM":

www.abulhasanalinadwi.org

انھیں کو اعتماد کے ساتھ پیش کرنے کا وہ اخلاقی طور پر حق رکھتا ہے، دوسرے فرقوں کے متعلق بیان کرنے میں بہت سی غلطیوں کا اندیشہ ہے، پھر ان فرقوں میں چوٹی کے فضلاء اور اہل قلم موجود ہیں، اور مصنّف کا مخلصانہ مشورہ ہے کہ ان کو بھی اس موضوع پر قلم اٹھانا چاہئے، البتہ جہاں ضروری سمجھا گیا اثنا عشری فرقہ کے بعض اختلافات اور خصوصیات کا ذکر کر دیا گیا ہے، اگر اس میں کچھ تشنگی یا نقص رہ گیا ہے تو کتاب کے مختصر ہونے کی بنا پر مصنف اس کی مؤدّبانہ معافی چاہتا ہے، اسی طرح اصلاً اس کتاب کا موضوع "ہندوستانی مسلمان" ہے، اور انھیں کی تہذیب و معاشرت تقریباً اور خیالات کو پیش کرنا مدِنظر ہے، اس لئے ہر جگہ یہ سامنے نہیں رکھا گیا ہے کہ باہر کے مسلمان کیا سمجھتے اور اور کیا کرتے ہیں، لیکن چونکہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے، اور اس کی بنیاد کتاب و سنت پر ہے، اس لئے عقائد و عبادات میں حقیقتاً کوئی اختلاف نہیں، اگر فرق ہے تو برائے نام، البتہ معاشرت اور رسم و رواج میں ہندوستانی مسلمان قدرتی طور پر اس ملک کے طور و طریق سے متاثر ہوئے ہیں، جہاں وہ صدیوں سے زندگی گزارتے آئے ہیں، اس کا موقع پر ہند و بیرونِ ہند کے فرق کی کہیں کہیں نشاندہی کر دی گئی ہے۔

مصنف نے اس کی کوشش نہیں کی ہے کہ اس کتاب میں کہیں سے اس کا ذاتی رجحان، عقیدہ و مسلک ظاہر نہ ہونے پائے اس لئے کہ ایسی کوشش مصنف کے خیال میں مصنوعی اور غیر فطری ہے، اور وہ کسی حد تک منافقت سے بھی خالی نہیں، اس کوشش سے کتاب بالکل بے جان اور بے اثر ہو جاتی، البتہ جہاں تک مصنف کا خیال ہے، یہ بات اعتدال سے بڑھنے نہیں پائی ہے، اور اس میں جارحیت و دل آزاری کا رنگ نہیں پیدا ہوا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

مصنف کا قلب اس بارہ میں مطمئن و مسرور ہے کہ وہ اس کتاب کی تصنیف سے (جس کا کوئی بڑا علمی و تحقیقی مقام نہیں) اپنے عزیز ملک اور وطن کی ایک اہم خدمت انجام دے رہا ہے، اور ہندی و انگریزی اور علاقائی زبانوں میں اس کی اشاعت ایک بڑے خلا کو پُر کرے گی جس کو اس سے بہت پہلے پُر ہو جانا چاہئے تھا اور اگر ایسا ہوتا تو مسلمانوں اور عام ہندوستانیوں کے حق میں بہت اچھا ہوتا۔

مصنف خلوص کے ساتھ توقع رکھتا ہے کہ ہندوستان کے دوسرے فرقوں، بالخصوص سب سے بڑے فرقہ ہندوؤں کے متعلق بھی ایسی معلوماتی کتابیں آسان اور عام فہم زبان میں شائع کی جائیں گی جن میں استدلال اور فلسفہ کا رنگ اور تبلیغ و تلقین کا انداز نہ ہوگا، مصنف نے غیر مسلم بھائیوں کی مسلمانوں سے لاعلمی یا ادھوری واقفیت کا جو شکوہ کیا ہے، تقریباً وہی حال ہندو اور دوسرے فرقوں سے متعلق مسلمانوں کی واقفیت کا ہے، اس لئے مسلم اور غیر مسلم اہل قلم کو یکساں اس موضوع کی طرف توجہ کی ضرورت ہے، مصنف نے بڑے بھلے طریقہ پر اپنا فرض انجام دینے کی کوشش کی ہے، ملک کے غیر مسلم فضلاء اور دانشور اپنا فرض انجام دیں تاکہ یہ بیگانگی اور اجنبیت دور ہو، اور ایک دوسرے کے مزاج و مذاق، عقائد و خیالات، تہذیب و معاشرت اور رسوم و عادات سے واقف ہوں اور کسی نیک مقصد کی راہ میں ناواقفیت حائل نہ ہو۔

ابوالحسن علی

دائرہ شاہ علم اللہ رائے بریلی

۲۳ محرم الحرام ۱۳۹۲ھ یوم جمعہ

۱۰ مارچ ۱۹۷۲ء

www.abulhasanalinadwi.org

باب اوّل

ولادت سے لے کر بلوغ تک

بنیادی اسلامی عقائد

سب سے پہلے ان باتوں کو معلوم کرنے کی ضرورت ہے، جن پر ایک مسلمان کے لئے عقیدہ رکھنا (ایمان لانا) اور ان کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے، اور جن کے یقین کے بغیر کوئی شخص مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں، وہ عقائد جو دنیا کے تمام مسلمانوں کے درمیان مشترک ہیں، اور ہندوستانی مسلمان بھی ان پر ایسا ہی عقیدہ رکھتے ہیں، جیسے مکہ مدینہ کا مسلمان، یا مغرب اقصیٰ (مراکش) یا انڈونیشیا کا مسلمان، وہ عقائد یہ ہیں۔

اس کارخانۂ قدرت کا ایک بنانے والا ہے، جو ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا، وہ تمام خوبیوں، تعریف کی باتوں اور کمالات کا حامل اور ہر طرح کے عیوب و نقائص اور کمزوریوں سے پاک ہے، تمام موجودات اور تمام معلومات اس کے علم میں ہیں، یہ پوری کائنات (UNIVERSE) اسی کے ارادہ سے ہے، وہ زندہ ہے، سمیع (سننے والا ہے) بصیر (دیکھنے والا) ہے، نہ کوئی اس کی طرح ہے،

www.abulhasanalinadwi.org

نہ اس کا کوئی مقابل اور برابری والا ہے، وہ بے مثال ہے، وہ کسی مدد کا محتاج نہیں، کائنات کے چلانے اور اس کا انتظام کرنے میں اس کا کوئی شریک، ساتھی اور مددگار نہیں، عبادت (یعنی انتہائی تعظیم) کا صرف وہی مستحق ہے، صرف وہی ہے جو مریض کو شفا دیتا، مخلوق کو روزی دیتا اور ان کی تکلیفوں کو دور کرتا ہے، خدا کے علاوہ دوسروں کو معبود بنانا، ان کے سامنے انتہائی ذلت و مسکنت کا اظہار، ان کا سجدہ کرنا، ان سے دعا اور ایسی چیزوں میں مدد مانگنا جو انسانی طاقت سے باہر اور صرف خدا کی قدرت سے تعلق رکھتی ہیں (مثلاً اولاد دینا، قسمت اچھی بری کرنا، ہر جگہ مدد کے لئے پہونچ جانا، ہر فاصلہ کی بات سن لینا، دل کی باتوں اور چھپی ہوئی چیزوں کا جان لینا) اسلام کی اصطلاح میں شرک ہے، اور وہ سب سے بڑا گناہ ہے جو بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتا۔

قرآن مجید میں کہا گیا ہے کہ "اس کی شان یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے کہہ دیتا ہے کہ "ہو جا" تو وہ ہو جاتی ہے" (سورہ یٰس۔ ۸۲)

اللہ تعالیٰ نہ کسی کے جسم میں اترتا ہے، نہ کسی کا روپ بھرتا ہے، نہ اس کا کوئی اوتار ہوتا ہے، وہ کسی جگہ یا سمت میں محدود نہیں ہے، جو وہ چاہتا ہے سو ہوتا ہے، جو نہیں چاہتا نہیں ہوتا، وہ غنی و بے نیاز ہے، کسی چیز کا بھی محتاج نہیں، اس پر کسی کا حکم نہیں چلتا، اس سے پوچھا نہیں جا سکتا کہ وہ کیا کر رہا ہے؟ حکمت اس کی صفت ہے، اس کا ہر فعل حکیمانہ ہے، اور اچھائی لئے ہوئے ہے، اس کے علاوہ کوئی (حقیقی) حاکم نہیں، تقدیر اچھی ہو یا بری اللہ کی طرف سے ہے، وہ پیش آنے والی چیزوں کو پیش آنے سے پہلے جانتا اور ان کو وجود بخشتا ہے

www.abulhasanalinadwi.org

اس کے بلند مرتبہ اور مقرب فرشتے ہیں، خدا تعالیٰ کی مخلوق شیاطین بھی ہیں، جو آدمیوں کے لئے شر کا سبب بنتے ہیں، اس کی مخلوقات میں سے جنّات بھی ہیں۔

قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اس کے الفاظ و معانی سب اللہ کی طرف سے ہیں، وہ مکمل ہے، تحریف (کمی بیشی اور تبدیلی) سے محفوظ ہے، جو شخص اس میں تحریف یا کمی زیادتی کا قائل ہو وہ مسلمان نہیں۔

مُردوں کا اپنے جسموں کے ساتھ مرنے کے بعد زندہ ہونا برحق ہے، جزا و سزا اور حساب برحق ہے، جنّت و دوزخ برحق ہیں۔

پیغمبروں کا اللہ کی طرف سے دنیا میں آنا برحق ہے، اور انبیائے کرامؑ کی زبانی اور ان کے واسطہ سے خدا تعالیٰ کا اپنے بندوں کو حکم کرنا اور تعلیم دینا برحق ہے، محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے آخری پیغمبر ہیں، آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں، آپؐ کی دعوت و رسالت، ساری دنیا کے لئے ہے، اس امتیاز و خصوصیت میں اور اس کے علاوہ اس جیسی دوسری خصوصیات میں وہ سب نبیوں میں افضل ہیں، آپؐ کی رسالت پر ایمان لائے بغیر ایمان معتبر نہیں اور کوئی دین حق نہیں، اسلام ہی واحد دین حق ہے، اس کے سوا کوئی اور دین خدا کے یہاں مقبول اور آخرت میں ذریعۂ نجات نہیں، شریعت کے احکام بڑے سے بڑے خدا رسیدہ اور پرہیزگار و عبادت گزار ہستی سے بھی ساقط نہیں ہوتے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امام اور خلیفۂ برحق تھے، پھر حضرت عمرؓ پھر حضرت عثمانؓ پھر حضرت علیؓ، صحابۂ کرامؓ

www.abulhasanalinadwi.org

مسلمانوں کے دینی قائد و رہنما ہیں، ان کو برا بھلا کہنا حرام ہے، اور ان کی عزت و تعظیم واجب ہے۔[1]

بچہ کی پیدائش اور اس کے کانوں میں اذان اور اقامت

کسی مسلمان کے گھر میں جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو سب سے پہلے خاندان یا محلہ کے کسی نیک آدمی یا بزرگ خاندان کے پاس لاتے ہیں، وہ اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہتا ہے، یہ اذان و اقامت (جس کے الفاظ اور ترجمہ نماز کے مضمون میں آئے گا) نماز کے لئے مخصوص ہے اور بچہ نماز تو در کنار اس اذان و اقامت کا مطلب اور مقصد بھی نہیں سمجھتا، شاید اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ سب سے پہلے اس کے کان میں اللہ کا نام اور اس کی عبادت کی پکار پڑے، ایسے موقع پر کسی بزرگ کے چبائے ہوئے کھجور یا چھوہارے کا ایک ریزہ برکت کے لئے اس کے منہ میں دینے کا بھی رواج ہے یہ بات پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقۂ عمل سے بھی ثابت ہے اور یہ سنت وہیں سے چلی ہے۔

ہندوستانی مسلمانوں کے یہاں اپنی اپنی حیثیت و درجہ کے مطابق بچہ کی پیدائش پر مبارکباد دینے اور اعزہ کے اپنے خوشی و تعلق کا اظہار کرنے کے وہ طریقے بھی رائج ہیں جو کسی حد تک فطری تقاضا ہونے کے ساتھ غالباً ہندوستان کے رسم و رواج سے لئے گئے ہیں اس لئے کہ دوسرے ملکوں اور عرب میں اس کا دستور نہیں دیکھا، مثلاً کرتہ ٹوپی بھیجنا، اس بارہ میں ہندوستان کی مختلف ریاستوں اور علاقوں میں مختلف طریقے رائج ہیں۔

---

[1] ماخوذ از "دستور حیات" (صفحات ۶۹-۷۴) معمولی ترمیم کے ساتھ۔

www.abulhasanalinadwi.org

بچہ کا عقیقہ اور اس کا طریقہ

ساتویں دن بچہ کا عقیقہ (مونڈن) کرنا مستحب[1] ہے کسی وجہ سے اگر ساتویں دن نہ ہو سکے تو چودھویں دن اور اسی حساب سے بعد میں ہوتا ہے' اگر بچہ ہے تو دو بکرے اور اگر بچی ہے تو ایک بکرا ذبح کیا جاتا ہے' اور اس کا گوشت غریبوں اور عزیزوں کو تقسیم کیا جاتا ہے' اور گھر میں بھی پکا کر کھایا اور کھلایا جاتا ہے لیکن نہ عقیقہ شرعی حیثیت سے فرض اور واجب ہے' اور نہ ان جانوروں کا ذبح کرنا، اگر کسی کو اس کی مقدرت نہیں تو ضروری نہیں ہے۔

عقیقہ کا طریقہ ہندوستانی مسلمانوں میں عام طور پر یہ رائج ہے کہ گھر کی حیثیت کے مطابق اعزّہ اور دوست احباب جمع ہو جاتے ہیں' حجّام بلایا جاتا ہے' اور وہ بچہ کے سر کے بال مونڈ دیتا ہے' اس موقع پر بالوں کے ہم وزن چاندی یا اس کی رقم غریبوں میں تقسیم کر دی جاتی ہے' اور یہ عمل سنت ہے' بہت سی برادریوں میں حجام کو (جو برصغیر کی حیثیت سے خاندانوں میں بٹے اور ایسی خدمتوں کے لئے موروثی طور پر مقرر ہوتے ہیں) مخصوص اعزّہ اور تعلق والے کچھ نقد کی شکل میں پیش کرتے ہیں' اور یہ ایسے افراد کی (جو باقاعدہ تنخواہ اور اپنے کام کی مزدوری نہیں پاتے) آمدنی کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔

بچہ کا نام اور اس میں اسلامیت کا اظہار

عام طور پر ایسے ہی عقیقہ کے موقع پر بچہ کے نام کا اعلان کر دیا جاتا ہے' اکثر

---

[1] جس کام کے کرنے پر اجر ملے' نہ کرنے پر کوئی مواخذہ یا گناہ نہ ہو' اسے مستحب کہتے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

خاندان کے کسی بزرگ یا محلہ و مسجد کے کسی صاحب علم اور نیک آدمی سے نام تجویز کرایا جاتا ہے یا خود والدین یا ان کے بزرگ اپنی پسند کا کوئی نام انتخاب کر لیتے ہیں، نام رکھنے میں ہندوستانی مسلمان اکثر عربی طرز کے ناموں کو ترجیح دیتے ہیں، ہندوستانی مسلمانوں نے دنیا کے ملکوں کے مسلمانوں کی طرح اس کی پابندی کی ہے کہ بچوں کے نام سے اسلامیت کا اظہار ہو اور نام ہی سے سمجھ لیا جائے کہ وہ مسلمان ہے، مسلمان دانشور اس میں بہت سے نفسیاتی (PSYCHOLOGICAL) فوائد بتاتے ہیں، اور بعض ایسے ملکوں (مثلاً چین) کا حوالہ دے کر اس پابندی کی اہمیت پر زور دیتے ہیں، جہاں نام سے یہ اندازہ نہیں کیا جاسکتا کہ آدمی مسلمان ہے یا غیر مسلم، جہاں تک اسلامی شریعت کا تعلق ہے، اس بارے میں شریعت نے قانونی طور پر مسلمانوں کو خاص ناموں کا پابند نہیں کیا ہے، صرف اتنی رہنمائی کی ہے کہ بہترین نام وہ ہیں جن سے خدا کی بندگی (یعنی توحید) کا اظہار ہو اس لئے دنیا کے تمام اسلامی ملکوں بشمول ہندوستان کے مسلمانوں کے نام کی اکثریت وہ ہے جو عبد (بندہ) کے لفظ سے شروع ہوتی ہے، مثلاً عبداللہ، عبدالرحمٰن، عبدالواحد، عبدالاحد، عبدالصمد، عبدالعزیز، عبدالماجد، عبدالمجید وغیرہ[1]، یہ بھی ضروری قرار دیا گیا ہے کہ نام سے شرک، تکبر یا نافرمانی کا اظہار نہ ہوتا ہو اسی بنا پر ملک الملوک اور شاہنشاہ کے الفاظ ناپسند کئے گئے ہیں۔

برکت و نیک نامی کی خاطر انبیاء و صحابہ کے ناموں کو ترجیح

ناموں کے سلسلہ میں ایک مسلمان کا ذہن سب سے پہلے قدرتی طور پر اپنے پیغمبر، اس کے

---

[1] ان ناموں کا دوسرا جزء مثلاً الرحمٰن، الواحد، الاحد وغیرہ اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں، رحمٰن کے معنی بڑا مہربان، واحد کے معنی اکیلا، احد کے معنی ایک، صمد کے معنی بے نیاز وغیرہ وغیرہ۔

www.abulhasanalinadwi.org

جلیل القدر رفیقوں اور ساتھیوں اور اس کے خاندان کے قابل احترام و محبت افراد کی طرف جاتا ہے، اور وہ برکت و نیک فالی کے لئے ان کے ناموں کو ترجیح دیتا ہے، اسی لئے ہندوستان میں محمد و احمد کے ناموں کی بڑی کثرت ہے، بہت جگہ محمد اور احمد دونوں کو ملا کر نام رکھا جاتا ہے، اور ایک ہی آدمی کا نام "محمد احمد" ہوتا ہے، جن کا عقیقہ کا نام محمد نہیں ہوتا وہ بھی تبرکاً اپنے نام سے پہلے محمد لاتے ہیں، مثلاً محمد سعید، محمد عزیز، محمد حسین، پیغمبر صاحب کے نام کے بعد مردوں میں صحابۂ کرام، اہلِ بیت اور عورتوں میں ازواج مطہرات اور صاحبزادیوں کے نام بکثرت رائج ہیں۔

ناموں کے سلسلے میں یہ بات خالی از دلچسپی نہ ہوگی کہ اگرچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نسلی تعلق اور مسلمانوں کی زیادہ تر ذہنی و تاریخی وابستگی اسماعیلی شاخ سے ہے، اور بنی اسماعیل اور بنی اسرائیل (عربوں اور یہودیوں) میں بُعد اور اختلاف شروع سے چلا آرہا ہے لیکن چونکہ مسلمانوں کے عقیدہ میں خدا کے سب پیغمبر قابل احترام اور قابلِ تعظیم ہیں، اور ان پر ایمان لانا ضروری ہے، قطع نظر اس بات سے کہ وہ اسماعیلی شاخ میں ہوئے ہوں یا اسرائیلی شاخ میں، اس لئے مسلمان، ناموں کے بارے میں کسی نسلی تعصّب کا شکار نہیں، اسی کا نتیجہ ہے کہ تنہا ہندوستان میں لاکھوں کی تعداد میں ایسے مسلمان ہوں گے جن کا نام اسحٰق علیہ السلام اور ان کی اولاد کے نام پر رکھا گیا ہوگا اور وہ اسحٰق، یعقوب، یوسف، داؤد، سلیمان، موسیٰ، ہارون، عیسیٰ، عمران، زکریا اور یحییٰ کہلاتے ہیں، اور یہ سب اسرائیلی شاخ سے تعلق رکھنے میں، اسی طرح عورتوں میں مریم، صفورا، اور آسیہ نام پائے جاتے ہیں، جو اسرائیلی شاخ کی بزرگ خواتین کے نام ہیں۔

وہ نام جن میں شرک کی آمیزش ہے

ناموں کے معاملہ میں بھی ہندوستانی مسلمان کئی حیثیتوں سے ہندوستان کے

www.abulhasanalinadwi.org

مخصوص حالات، ماحول شخصیت پرستی اور غالیانہ عقیدت سے متاثر ہوئے ہیں، اور یہاں بکثرت وہ نام ملتے ہیں، جو ہندوستان کی دینی و روحانی شخصیتوں سے انتساب رکھتے ہیں، اور وہ بعض اوقات عقیدۂ توحید کے منافی ہوتے ہیں مثلاً مسلمان کا عقیدہ ہے کہ رزق دینے والا، اولاد عطا کرنے والا، اور گناہوں کا معاف کرنے والا خدا ہے لیکن یہاں ناموں میں بکثرت اس کی نسبت بزرگوں اور ولیوں یا ائمۂ اہل بیت کی طرف کی گئی ہے، مثلاً سالار بخش، مدار بخش، قلندر بخش، صابر بخش، علی بخش، حسین بخش، عبدالحسن اور عبدالحسین[1] وغیرہ۔

مرکّب ناموں کا رواج

ناموں کے بارے میں یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ ہندوستان میں مرکّب ناموں کا بڑا رواج ہے مثلاً محمد حسین، محمود حسن، عثمان احمد، علی مرتضیٰ وغیرہ جب کہ عرب ممالک میں زیادہ تر اکہرے (مفرد) نام رکھے جاتے ہیں، اور جہاں مرکّب نام ہوتے ہیں تو پہلے نام کو اصل نام اور دوسرے نام کو باپ کا نام سمجھا جاتا ہے یا دوسرا جزء خاندانی نسبت اور لقب ہوتا ہے ہندوستان میں صرف گجرات میں لڑکے اور باپ کا نام ملا کر لیا جاتا ہے اور اس کا پہلا جزء اصل نام اور دوسرا جزء ولدیت ہوتا ہے۔

ہندوستانی ساخت کے نام اور عرفیت

ہندوستان میں خالص ہندوستانی ساخت کے ناموں کا بھی رواج ہے اور یہ وہ نام ہیں جن میں ایک جزء یا دونوں جزء اردو یا فارسی زبان یا مقامی بولیوں کے ہوتے ہیں اور ان سے

---

[1] بہت سے علماء کو ان ناموں پر اعتراض ہے، اور ہندوستان کے مشہور مجاہد اور مصلح مولانا سید احمد شہید (م ۱۲۴۶ھ مطابق ۱۸۳۰ء) سے منقول ہے کہ وہ ایسے ناموں کو فوراً بدل دیتے تھے انھوں نے اپنے اصلاحی تبلیغی دوروں میں ایسے ہزاروں نام تبدیل کر دیئے۔

www.abulhasanalinadwi.org

آسانی سے پہچانا جاسکتا ہے کہ یہ ہندوستانی ہیں مثلاً بنیاد حسین، گلزار علی، اللہ دیا، برخوردار، عمر دراز بیگ وغیرہ بعض نام خالص ہندوستان کی پیداوار ہیں، اور وہ نام ہندوستان سے باہر کہیں سننے میں نہیں آئے بعض بعض ناموں کے معنی اور ان کی اصلیت کا پتہ لگانا بھی مشکل ہے مثلاً حیدار خاں، امراؤ مرزا، امیر باز خاں، باز میر۔

یہاں عُرف رکھنے کا بھی بڑا رواج ہے بعض عُرف ایسے مشہور ہو جاتے ہیں کہ قریبی تعلق والوں کو بھی بعض اوقات اصل نام کا پتہ نہیں ہوتا، یہ عام طور پر لاڈ پیار کے الفاظ یا دعائیہ کلمات یا بڑے ناموں کا مخفف ہوتے ہیں مثلاً نوشہ میاں، پیارے میاں، بساون میاں، بنّے میاں، جی میاں یا ننّھن صاحب، کبّن صاحب ان عُرفیتوں کا رواج اودھ بالخصوص لکھنؤ میں بہت ہے۔

ختنہ کی رسم جو ابراہیمی تہذیب کا شعار ہے

عقیقہ کے بعد دوسری رسم ختنہ کی ہے، جو ابراہیمی تہذیب کا شعار عربوں کا دستور اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی ہوئی سنت ہے، یہ فرض بھی عام حالات میں حجّام ادا کرتا ہے، اب ترقی اور تعلیم کے اس دور میں یہ کام اسپتالوں میں بھی انجام دے دیا جاتا ہے اس موقع پر بھی خاندانی افراد اور اعزّہ جمع ہو جاتے ہیں، اور خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے۔

بسم اللہ خوانی کی رسم اور اس کا طریقہ

عام طور پر رواج ہے کہ جب بچہ بولنے اور بات سمجھنے کے قابل ہو جاتا ہے تو کسی پڑھے لکھے اور بابرکت شخص سے اس کی بسم اللہ کرائی جاتی ہے، اور اس کو پڑھنے

www.abulhasanalinadwi.org

بٹھا دیا جاتا ہے اشرافِ اور کھاتے پیتے خاندانوں میں یہ رسم اہتمام کے ساتھ ادا کی جاتی ہے اور اس کو تسمیہ خوانی یا مکتب نشینی کے لفظ سے یاد کیا جاتا ہے بہت سے مقامات اور خاندانوں میں یہ رسم اس وقت ادا کی جاتی ہے جب بچہ چار برس چار مہینہ چار دن کا ہوتا ہے اس عددی خصوصیت کا ماخذ اور بنیاد کیا ہے یہ ہم کو معلوم نہیں البتہ اتنا معلوم ہے کہ اس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں، اس موقع پر بسم اللہ کرانے والا "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" جس کا ترجمہ ہے کہ "میں شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحیم ہے" بچے کی زبان سے کہلاتا ہے، پھر اس بات کی دعا کرتے ہوئے کہ علم اس کے لئے آسان ہو اور اس کا نتیجہ اچھا نکلے، اس کو "قاعدہ بغدادی" کی ایک دو سطریں حروف پر انگلی رکھوا کر پڑھواتا ہے، اس کو یوں بھی کہتے ہیں کہ فلاں بچے کی "بسم اللہ" ہو گئی، عام طور پر حسب حیثیت مٹھائی تقسیم کی جاتی ہے یا حاضرین کی موسم کے مطابق کوئی ضیافت کی جاتی ہے، اور سب اس بچے کی عمر واقبال کے لئے دعا کرتے ہیں، والدین بہت خوش ہوتے ہیں، اور شکر ادا کرتے ہیں کہ ان کا بچہ پڑھنے کے قابل ہوا۔

قرآن شریف کی تعلیم کی ابتدا

اس تسمیہ خوانی کے علاوہ تعلیم کے سلسلہ میں دو رسمیں اور بھی مروج ہیں جن کی موجودہ نظامِ تعلیم کے اثر کی وجہ سے اکثر نوبت نہیں آتی، ایک اس وقت کی جاتی ہے جب بچہ کا قرآن شریف شروع ہوتا ہے اس وقت بجائے "قاعدہ بغدادی" کے اس سے سورۂ علق[1] کی وہ تین آیتیں

[1] یہ سورہ قرآن شریف کے تیسویں اور آخری پارہ میں شامل ہے اور اس کو سورۂ اقراء بھی کہتے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سب سے پہلے نازل ہوئیں، پڑھائی جاتی ہیں، یہ آیتیں اس موقع کے لئے بڑی مناسب اور معنی خیز ہیں، یہاں وہ مع ترجمہ کے لکھی جاتی ہیں:۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ	شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان
اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ ۚ	نہایت رحم والا ہے (اے محمدؐ) اپنے
خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ عَلَقٍ ۚ اِقۡرَاۡ	پروردگار کا نام لے کر پڑھو جس نے
وَرَبُّکَ الۡاَکۡرَمُ ۙ الَّذِیۡ عَلَّمَ	(عالم کو) پیدا کیا جس نے انسان کو
بِالۡقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الۡاِنۡسَانَ	خون کی پھٹکی سے بنایا، پڑھو اور تمہارا
مَا لَمۡ یَعۡلَمۡ ؕ	پروردگار بڑا کریم ہے جس نے قلم سے علم سکھایا
(سورۂ العلق ۱ تا ۵)	اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جن کا اس کو علم نہ تھا۔

ختم قرآن اور اس کی تقریب

دوسری رسم ختم قرآن کی ہے یعنی جب بچہ قرآن شریف ختم کر لیتا ہے تو پھر ایک مختصر سی تقریب منائی جاتی ہے اور شیرینی یا شربت سے حاضرین کی تواضع کی جاتی ہے، اس موقع پر کہیں کہیں استاد کو جوڑا یا انعام دیا جاتا ہے، اس تقریب کو "نشرہ" بھی کہتے ہیں۔

پاکی اور طہارت کی تعلیم و تربیت

بچہ جب کچھ سیانا ہو جاتا ہے اور کچھ سمجھنے بوجھنے لگتا ہے تو اس کو طہارت لینے کی

www.abulhasanalinadwi.org

تعلیم دی جاتی ہے، یعنی پیشاب پاخانہ کے بعد پانی سے پاکی حاصل کرنا، ناپاک چیزوں سے بچنے، اور جسم اور کپڑوں کو ناپاکی سے بچانے کی ہدایت کی جاتی ہے ظاہر ہے کہ بچہ پورے طور پر اس بارے میں احتیاط نہیں کر سکتا، اور اس میں ماحول، تعلیم و تربیت، اور خاندانی مشغلہ اور پیشہ کو بھی بہت کچھ دخل ہے لیکن پھر بھی دیندار ماں باپ اس کا اہتمام کرتے ہیں۔

نماز کی تلقین اس کی تعلیم اور عملی مشق

اس عمر میں بچہ کو وضو کرنا بھی سکھا دیا جاتا ہے، اور نماز کا بھی شوق دلایا جاتا ہے، باپ یا خاندان کے بزرگ بچہ کو اکثر اپنے ساتھ مسجد لے جاتے ہیں، اور وہ اپنے بزرگوں اور محلہ والوں کے ساتھ کھڑا ہو کر نماز کی نقل کرنے لگتا ہے، حدیث میں آتا ہے کہ بچہ جب سات برس کا ہو جائے تو نماز پڑھنے کی ہدایت کی جائے اور جب دس برس کا ہو تو تاکیدِ بلیغ اور نماز نہ پڑھنے پر تنبیہ کی جائے۔

اسلامی آداب و معاشرت کی تعلیم و تربیت

اسی عمر میں دیندار ماں باپ اور پڑھی لکھی مائیں بچہ کو اسلامی آداب کی تعلیم دیتی ہیں، مثلاً سب اچھے کام (کھانا کھانا، پانی پینا، مصافحہ کرنا وغیرہ) دائیں ہاتھ سے کئے جائیں اور استنجا وغیرہ بائیں ہاتھ سے پاک کیا جائے، پانی بیٹھ کر اور حتی الامکان تین سانسوں میں پیا جائے، بڑوں کو سلام کیا جائے، چھینک آنے پر الحمد للہ (اللہ کا شکر ہے) کہا جائے، کھانا "بسم اللہ" کہہ کر شروع کیا جائے اور حمد و شکر پر ختم کیا جائے، اسی عمر میں اس کو قرآن شریف کی چھوٹی چھوٹی سورتیں اور روزمرہ کے اذکار یاد کرائے جاتے ہیں، خدا کے پیغمبروں، اور

www.abulhasanalinadwi.org

نیک بندوں کے ایسے واقعات اور حالات سنائے جاتے ہیں جن سے اس کے عقائد درست اور پختہ، خیالات نیک اور اچھے بنیں، اور وہ ان کو مثالی کردار سمجھنے لگے۔

روزہ کشائی کی تقریب

یوں تو روزہ مسلمان پر بالغ ہونے کے بعد فرض ہوتا ہے، لیکن عام طور پر مسلمان بچے شوقیہ اپنے گھر کے ماحول کے اثر سے چھوٹی عمر سے روزہ رکھنا شروع کر دیتے ہیں، بعض چھپ کر روزہ رکھ لیتے ہیں، اور اکثر والدین گیارہ بارہ سال کی عمر میں پہلا روزہ رکھاتے ہیں، اس دن خوشی میں اعزّہ واحباب اور بچے کے ہمجولیوں اور اس کے دوستوں کو مدعو کرتے ہیں، اس دن افطاری میں خاص اہتمام اور تنوع ہوتا ہے، اور معمولی حیثیت کے لوگ بھی اس دن کچھ نہ کچھ تکلّف کرتے ہیں، اس کا نام "روزہ کشائی" ہے، تمدن اور ترقی کے ساتھ ساتھ اس میں غلو ومبالغہ ہوتا گیا، اور اس نے بھی بہت سے علاقوں میں ایک اچھی خاصی تقریب اور چھوٹی موٹی دعوت ولیمہ کی شکل اختیار کرلی۔

بلوغ[1] کے ساتھ لڑکے پر نماز روزہ اور خاص شرطوں کے ساتھ (جن کی تفصیل مسئلہ مسائل کی کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہے) زکوٰۃ اور حج فرض ہو جاتے ہیں، اور ان کے چھوڑنے پر وہ گنہگار ٹھہرتا ہے، اب حلال، حرام، ثواب، عذاب کا قانون اس پر جاری ہو جاتا ہے، اور وہ ایک ذمہ دار اور عاقل بالغ انسان کی طرح اپنے اعمال کا، اس زندگی اور مرنے کے بعد کی زندگی میں جواب دہ ہو جاتا ہے۔

---

[1] بلوغ کے لئے ۱۵ سال کی عمر کافی سمجھی جاتی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

بابِ دوم

بلوغ کے بعد سے موت تک

نکاح اور شادی

بلوغ کے بعد مسلمان کی زندگی میں جو اہم مرحلے آتے ہیں، اور جو فطری بھی ہیں، اور شرعی بھی، ان میں ایک مرحلہ نکاح اور شادی کا ہے، اسلامی شریعت کے نقطۂ نظر سے بلوغ کے بعد (خاص حالات کو مستثنیٰ کر کے) شادی میں زیادہ تاخیر پسند نہیں کی گئی تاکہ لڑکے کے لئے بے راہ روی اور اخلاقی مفاسد کے رجحانات کم سے کم رہ جائیں، شریعت نے اس کے لئے کسی عمر کا تعیّن نہیں کیا، اس کا انحصار لڑکے کے نشو و نما صحت، ملک کی آب و ہوا، اور اس کے حالات پر ہے، لیکن اس کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا گیا ہے کہ جب وہ شادی کی عمر کو پہونچ جائے تو اس میں حتی الامکان تعجیل سے کام لیا جائے۔

شادی کے تخیّل اور رسوم میں ہندوستانی اثرات

ہندوستانی مسلمانوں نے دوسرے اسلامی ملکوں اور خاص طور پر عرب ممالک کے مقابلہ میں خاندانی معیار کی پابندی کو زیادہ سخت اور تنگ بنا لیا ہے، یہاں عام طور پر ایک خاندان اپنے برابر کے خاندان ہی میں، اور ایک برادری اسی برادری ہی میں شادی کرنا

www.abulhasanalinadwi.org

ضروری سمجھتی ہے، اور اس میں نسبی طور پر برابری اور برادری کا بہت زیادہ لحاظ کیا جاتا ہے، اس میں یہاں اچھا خاصا غلو اور مبالغہ پایا جاتا ہے، یہ غالباً ہندوستان کے حالات اور ہمسایہ قوموں کے تمدن اور معاشرت کا اثر ہے جس میں برادریوں کا نظام قدیم زمانہ سے بہت سخت اور بے لوچ ہے، دوسرے ملکوں کے مسلمان اس میں زیادہ وسیع النظر اور رسم ورواج سے زیادہ آزاد نظر آتے ہیں، وہاں معاشی یا تمدنی یا تعلیمی طور پر مناسبت اور ہمسری کسی حد تک ضروری سمجھی جاتی ہے، لیکن ہندوستان میں خاص طور پر جو لوگ اپنے کو اشراف اور اونچے طبقہ کا آدمی سمجھتے ہیں، اپنے ہی ہم خاندان یا ہم نسب لوگوں یا اپنے ہی برادری میں رشتہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں، اس بارے میں وہ بہت سی حقیقتوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں، اور اس میں بعض اوقات بڑے مفاسد دیکھنے میں آئے ہیں، اب معاشی ضرورتوں کے دباؤ، دنیا کے اقتصادی اور اخلاقی ڈھانچہ کے بدل جانے اور جدید تعلیم کے اثر سے اس میں خاصا ڈھیلا پن پیدا ہو گیا ہے، اب زیادہ تر لڑکے یا لڑکی کی تعلیم، خاندان کی معاشی حیثیت اور شکل وصورت کو دیکھا جانے لگا ہے، یہ تجربہ کبھی کامیاب اور کبھی ناکام ہوتا ہے، لیکن محدود خاندانوں اور برادریوں کے علاوہ اب نسبی حیثیت کی برابری، اور کفو کے مسئلہ کو بکثرت نظر انداز کیا جانے لگا ہے۔

عزیزوں اور برادری میں شادی

مسلمانوں میں اپنے قریبی عزیزوں اور ان عزیزوں کے علاوہ جن سے شادی کرنا دائمی طور پر حرام ہے[1]، سے رشتہ کرنا ہندو رسم ورواج کے برخلاف قطعاً معیوب نہیں، بلکہ اس کا رواج زیادہ ہے، اور بہت سے خاندانوں میں اس کو ترجیح دی جاتی ہے، مثلاً چچازاد،

---

[1] ان کا بیان قرآن شریف کے چوتھے پارہ کے آخری رکوع "حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ" الخ میں دیکھا جا سکتا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

ماموں زاد، پھوپھی زاد، خالہ زاد، بھائی بہنوں کا رشتہ، البتہ پہلے کے مقابلہ میں اس کا رواج تعلیم، اقتصادی حالت، اور صحت اور طبی و نسلی مصلحتوں کی بنا پر کم ہوتا جارہا ہے۔

شادی کا پیام

شادی کا پیام یا منگنی کی رسموں کے بارے میں غالباً ہندو اور مسلمانوں میں کچھ زیادہ فرق نہیں ہے، اس میں خاندانی حیثیت، اقتصادی حالت، اور رسم ورواج کی پابندی اور عدم پابندی کو بہت دخل ہے، جدید تعلیم اور تمدن ان سب چیزوں پر یکساں اثر انداز ہوتا ہے۔

نکاح میں اسلاف کا طریقۂ کار

اسلام میں نکاح کا فریضہ اور شادی کی تقریب بہت سادہ اور مختصر تھی، اس کو زندگی کے ایک فریضہ، ایک فطری تقاضہ اور ایک عبادت کی حیثیت سے ادا کیا جاتا تھا، صرف ایجاب و قبول[1] کے دو لفظ اور دو گواہ اس کے لئے ضروری ہیں، اس کا مقصد یہ ضمانت ہے کہ یہ تعلق مجرمانہ، اور رازدارانہ طریقہ پر اور چوری چھپے نہیں ہے، اسی لئے کسی قدر اعلان اور تشہیر کے ساتھ اس کا ہونا ضروری ہے، اور اس کے لئے گواہ لازمی ہیں، مرد مہر کا ادا کرنا ضروری سمجھے، اور عورت کی حفاظت و عزت، اور اس کے نان و نفقہ کی ذمہ داری لے، اس کے سوا کوئی اور چیز ضروری نہ تھی، اسلام کی تاریخ میں اس کی بھی مثالیں ملتی ہیں کہ باوجود اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں مدینہ میں مسلمانوں کی

---

[1] اس کا کیا طریقہ ہے اور ان کو کن لفظوں میں ادا کیا جاتا ہے آئندہ سطروں سے معلوم ہوگا۔

www.abulhasanalinadwi.org

تعداد بہت کم، اور مدینہ کی آبادی بہت محدود تھی بعض ایسے صحابیوں نے جو مکہ سے ہجرت کر کے آئے تھے، اور جن کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہایت گہرے خاندانی اور وطنی تعلقات تھے، مدینہ میں شادی کی اور خود پیغمبر اسلام کو (جن کی شرکت باعث برکت بھی اور موجب عزت بھی تھی) محفل نکاح میں شرکت کی دعوت کی ضرورت نہیں سمجھی اور آپ کو اس پُر مسرّت واقعہ کا علم واقعہ کے انجام پا جانے کے بعد کسی قرینہ سے ہوا[1]۔

موجودہ دور میں شادی کو بڑی پیچیدہ اور پریشان کن رسم بنا لیا گیا ہے

لیکن اس وقت دنیائے اسلام میں عام طور پر اور ہندوستان میں خاص طور پر شادی ایک بڑی پیچیدہ اور طویل رسم، نہایت پُر مصارف کام، اور شان و شوکت، اور خاندان کی مالی و شہری حیثیت کے اظہار کا ذریعہ بن گئی ہے اس کی سادگی اور سہولت تقریباً رخصت ہو گئی ہے اور بعض حالات میں تو وہ ایک سخت مصیبت، پریشانی اور زیر باری کا ذریعہ اور دردِ سر بن کر رہ گئی ہے، جہاں تک ہمارا مطالعہ اور تجربہ ہے جدید تعلیم اور اقتصادی انقلاب اس پر زیادہ اثر انداز نہیں ہوا ہے، اس کی ادائیگی میں اس نے کوئی بڑی اصلاحی خدمت انجام نہیں دی، اچھے اچھے دیندار اور تعلیم یافتہ خاندانوں میں اب بھی شادیاں بڑے دھوم دھام اور تزک و احتشام کے ساتھ کی جاتی ہیں، باراتیں بڑی دھوم کے ساتھ جاتی ہیں، محفل نکاح میں بڑی شان و شوکت کا اظہار اور بڑی زینت و آراستگی کی جاتی ہے، اس سلسلہ میں شان و شوکت

---

[1] ایک جلیل القدر صحابی حضرت عبد الرحمٰن بن عوف نے مدینہ آکر شادی کی، اگلے دن جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے کپڑوں میں خوشبو کا اثر محسوس کیا تو دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ کل ان کا نکاح تھا، اس پر آپ نے فرمایا ولیمہ ضرور کرنا چاہے ایک بکری کا۔ (حدیث صحیح)

www.abulhasanalinadwi.org

اور اپنے تعلقات کی وسعت کے اظہار کے لئے بہت سے ایسے نئے طریقے متعارف ہوئے ہیں، جو پہلے مروج نہیں تھے، ولیمہ بھی بڑے پیمانہ پر کیا جاتا ہے اس میں حسب حیثیت دل کھول کر خرچ کیا جاتا ہے، اور بہت جگہ مصارف ہزاروں کی تعداد سے لاکھوں کی رقموں تک پہونچ گئے ہیں، جن لوگوں کے پاس نقد نہیں ہوتا وہ اس کے لئے قرض اور بعض اوقات سودی قرض لیتے ہیں، نام و نمود، فخر و تعلّی اور مقابلہ اور مسابقت کے جذبات بھی اس میں خوب کام کرتے ہیں، اس میں ہندوستان کے مسلمانوں کا قدم دنیا کے مسلمانوں سے آگے ہے۔

رقص و سرود اور راگ راگنی کا رواج جو اسلام کے سراسر خلاف ہے

ان گھرانوں کو چھوڑ کر جو سختی سے پابند شریعت ہیں، یا جو اصلاحی تحریکوں سے متاثر ہو چکے ہیں محفل سرود اور راگ راگنی شادی کی تقریبات کا ایک لازمہ اور خوشی کے اظہار کی ایک علامت ہے، بہت سے خاندانوں میں شادی سے کئی روز پہلے سے راگ اور گیتوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، اس کے لئے نائنیں، ڈومنیاں کئی روز پہلے سے آکر مقیم ہو جاتی ہیں، اور خاندان کی لڑکیاں بھی اس میں حصہ لیتی ہیں، کئی روز پہلے سے لڑکی مایوں (مانجھے) بٹھائی جاتی ہے، اور اس کا پردہ کرا دیا جاتا ہے، اب بہت جگہ گانے اور راگوں کی جگہ ریکارڈنگ نے لے لی ہے، قدیم زمانہ میں خاص طور پر رؤسا اور زمینداروں کے یہاں محفل رقص کا بھی انتظام ہوتا تھا، اور اس کے لئے پیشہ ور رقاصاؤں اور گانے والوں کی خدمات حاصل کی جاتی تھیں، اب کچھ اصلاحی کوششوں اور تعلیم کے اثر سے اور کچھ اقتصادی مشکلات کی وجہ سے اس میں بہت کمی آگئی ہے۔

ہندوستانی مسلمانوں کی شادیوں کے کچھ مقامی اجزاء اور طور طریق

ہندوستانی مسلمانوں کی شادیوں میں کچھ اجزاء مقامی ہیں، جو ہیں کے مسلمانوں کی

www.abulhasanalinadwi.org

خصوصیت بن گئے ہیں، اور دوسرے ملکوں کے مسلمان اس سے آشنا نہیں مثلاً ہندوستان کے بعض صوبوں میں لڑکے کی طرف سے کچھ فرمائشیں اور مطالبات ہوتے ہیں جن کا پورا کرنا بیٹی والے کے لئے ضروری ہوتا ہے اور جن کو بعض مقامات میں "تلک" کی رسم سے یاد کرتے ہیں، خود ہندوستان میں ہر جگہ اس کا رواج نہیں عرب یا ترکی کے مسلمانوں کو اس کا سمجھانا بھی مشکل ہے کہ اس کی حقیقت کیا ہے اور اس کا کوئی اخلاقی جواز ہو سکتا ہے؟ یہاں اس بحث کا موقع نہیں کہ اس سے اب لڑکیوں کو مناسب جوڑا ملنے اور ان کے والدین کے لئے ان کے فرض سے سبکدوش ہونے میں کیسی مشکلات پیدا ہو گئی ہیں اور انھوں نے زندگی کو کتنا تلخ اور شادی کو کیسا عذاب بنا دیا ہے[1] اسی طرح سے بیٹی والوں کی طرف سے دعوت کا رواج جو ایک اچھا خاصا ولیمہ معلوم ہوتا ہے، دوسرے ملکوں میں نہیں، بیٹی کی طرف سے دیئے ہوئے جہیز کی نمائش اور بارات کے شہر میں گشت کرنے کا (جو بہت سی برادریوں کا معمول ہے) بھی دوسرے ملکوں میں پتہ نہیں اس کے علاوہ شادیوں میں رونمائی، سلام کرائی، نیوتا، بہنوئی سالہ کا نازک رشتہ اور آپس کا ہنسی مذاق، چوتھی وغیرہ اور بیسیوں رسمیں ہیں، جو بہت سے ہندوستانی خاندانوں میں ابھی تک مروّج ہیں اور جو ہندوستان کے ساتھ مخصوص ہیں اور غالباً اس عقیدے پر مبنی ہیں کہ شادی ایک جشن مسرت اور ایک عام تفریح، خوش باشی اور زندہ دلی کا موقعہ ہے جس میں افراد خاندان اور عزیز مہمان زندگی کے لگے بندھے نظام اور یکساں چکر سے تھوڑی دیر کے لئے

---

[1] ان سطروں کے لکھتے وقت اخبارات میں یہ افسوسناک خبر پڑھنے میں آئی کہ بہار کے ایک شہر گیا کے ایک مسلمان مارکٹنگ افسر نے اس بنا پر خودکشی کر لی کہ وہ اپنی چار بیٹیوں کے لئے لڑکے والوں کے مطلوبہ جہیز (تلک) کی فرمائش پوری کرنے سے قاصر تھے (صدق جدید ۳ مارچ ۱۹۷۲ء) جو لڑکیاں مطلوبہ جہیز نہیں لاتیں ان کو جلا دینے یا کسی طریقہ سے مار دینے کے بکثرت واقعات پیش آنے لگے ہیں ۱۹۸۶ء میں دہلی میں چھ سو دس عورتیں جل کر ہلاک ہو گئیں ایک معتبر قومی اخبار کے بیان کے مطابق دہلی میں اب جہیز کے لئے ہر بارہ گھنٹے پر ایک دلہن کو جلا کر مار ڈالا جاتا ہے

www.abulhasanalinadwi.org

رہائی پاکر اور کسی حد تک اخلاقی ضابطوں اور پابندیوں کو بالائے طاق رکھ کر زندگی کا لطف اٹھاتے ہیں، یہ تخیل ہندوستان کے مزاج سے خاص مناسبت رکھتا ہے جو ہمیشہ سے رنگ و آہنگ کا دلدادہ اور تنوّع وجدّت میل ملاپ اور لطف وانبساط کا شائق رہا ہے، اور جس کا اظہار یہاں کے میلوں، تہواروں اور رسموں میں کیا گیا ہے۔

نکاح خوانی کی رسم اور اس کا طریقہ

محفل نکاح کی کارروائی عام طور پر اس طرح عمل میں لائی جاتی ہے کہ نوشہ نیا جوڑا پہن کر (جو عام طور پر بیٹی والوں کے یہاں سے آتا ہے) محفل میں نمایاں جگہ پر بیٹھتا ہے ہندوستان میں بہت جگہ سہرے اور کنگنے کی بھی رسم ہے، جس کو پابند شریعت مسلمان پسند نہیں کرتے، نکاح خوانی کی رسم کوئی بھی عالم، یا پڑھا لکھا مسلمان ادا کر سکتا ہے، اس کے لئے قاضی کی شرط نہیں، جن کا مسلمان بادشاہوں کے زمانہ میں پورے ملک میں نظام تھا اور جن کا ایک ضروری اور خوش گوار منصبی فریضہ نکاح پڑھانا بھی تھا، زیادہ مسنون طریقہ یہ ہے کہ لڑکی کا باپ یا کوئی دوسرا ولی[1] نکاح پڑھائے، اس لئے کہ حضرت فاطمہؓ کا نکاح خود آنحضرتؐ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ سے پڑھایا، اس وقت دو گواہ اور ایک وکیل[2] لڑکی کے پاس جاکر اس کو اطلاع دیتے ہیں کہ اس کا نکاح فلاں مرد سے اتنے مہر پر کیا جا رہا ہے، ہندوستان میں اس کا جواب عام طور پر خاموشی سے دیا جاتا ہے، اور اس کو رضامندی کی دلیل اور منظوری کا مرادف

---

[1] فقہ کی اصطلاح میں ولی لڑکی کا وہ مرد رشتہ دار ہے، جو عاقل بالغ ہو، وارث ہو سکتا ہو اور اس کو شریعت نے تصرّف کا اختیار دیا ہو۔ [2] وکیل وہ شخص ہے جو کسی دوسرے کے حقوق میں اس کی اجازت یا حکم سے بطور نائب کے تصرّف کرنے کا اختیار رکھتا ہو۔

www.abulhasanalinadwi.org

سمجھا جاتا ہے یہ گواہ اور وکیل عام طور پر افراد خاندان اور لڑکی کے قریبی رشتہ دار ہوتے ہیں، نکاح خواں اس کے بعد بلند آواز سے قرآن شریف کی کچھ آیات، چند احادیث اور دعائیہ کلمات عربی میں کہتا ہے جس کو خطبۂ نکاح کہتے ہیں اس کے بعد ایجاب و قبول کراتا ہے جس کے عام الفاظ یہ ہوتے ہیں کہ "میں نے فلاں صاحب کی لڑکی جس کا نام یہ ہے کو ان کی طرف سے اتنے مہر پر تمہارے نکاح میں دیا، تم نے قبول کیا؟" اس پر نوشہ اتنی آواز میں جو قریب میں سن لی جائے کہتا ہے کہ "میں نے قبول کیا" پھر قاضی اور شرکائے محفل دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں، اور دعا کرتے ہیں کہ زوجین میں محبت و الفت ہو اور ان کی ازدواجی زندگی کامیاب اور پُرمسرت گزرے یہ خطبہ عام طور پر عربی میں پڑھا جاتا ہے۔

نکاح کے وقت مختصر سی تقریر اور حقوق زوجین کا ذکر

اب کچھ عرصہ سے بہت سے علماء خطبہ کا عربی حصّہ اور آیات پڑھنے کے بعد اردو میں مختصر تقریر بھی کرنے لگے ہیں جس میں نکاح کی حقیقت اور اس کے فرائض اور ذمہ داریوں پر روشنی ڈالی جاتی ہے اور کوشش کی جاتی ہے کہ یہ محض رسمی اور تفریحی ہو کر نہ رہ جائے بلکہ اس میں نوشہ اور حاضرین مجلس کو دینی اور اخلاقی پیام ملے اور ان کے اندر احساس ذمہ داری بیدار ہو۔

ایک تقریر کا نمونہ

یہاں اس تقریر کا ایک نمونہ درج کیا جاتا ہے، جو ایک محفل نکاح میں ریکارڈ کرلی گئی تھی، اور جو اس اصلاحی طرز کی بہت حد تک نمائندگی کرتی ہے:-

www.abulhasanalinadwi.org

(خطبۂ مسنونہ کے بعد)۔

"اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ
مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي
تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ۝ [۱]

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا
وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ ۝ [۲]

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝ يُصْلِحْ لَكُمْ
أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ
فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ۝ [۳]

حضرات! یہ نکاح محض رسم و رواج کی پابندی اور محض نفس کے تقاضے کی تکمیل نہیں، نکاح کی سنت ایک عبادت نہیں بلکہ متعدد عبادتوں کا مجموعہ ہے، اس سے

۱؎ النساء ۔۱۔ ترجمہ: لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا (یعنی اوّل) اُس سے اُس کا جوڑا بنایا، پھر ان دونوں سے کثرت سے مرد و عورت (پیدا کر کے روئے زمین پر) پھیلا دیئے، اور خدا سے جس کے نام کو تم اپنی حاجت براری کا ذریعہ بناتے ہو ڈرو اور (قطع مودّت) ارحام سے (بچو) کچھ شک نہیں کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے۔ ۲؎ آل عمران ۔۱۰۲۔ ترجمہ: مومنو! خدا سے ڈرو، جیسا کہ اُس سے ڈرنے کا حق ہے، اور مرنا تو مسلمان ہی مرنا۔ ۳؎ الاحزاب ۔ ۷۰، ۷۱، ترجمہ: مومنو! خدا سے ڈرا کرو، اور بات سیدھی کہا کرو، وہ تمہارے اعمال درست کر دے گا، اور تمہارے گناہ بخش دے گا، اور جو شخص خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا، تو بیشک بڑی مراد پائے گا۔

www.abulhasanalinadwi.org

ایک حکم شرعی نہیں، درجنوں اور بیسیوں شرعی احکام متعلق اور وابستہ ہیں اس کا مقام قرآن شریف میں بھی ہے اور حدیث میں بھی ہے اور فقہ کی کتابوں میں تو اس کا مستقل باب ہے لیکن اس سنت سے غفلت اتنی عام ہے جتنی کسی اور سنت اور فریضہ سے نہیں بلکہ اس کو اللہ کی نافرمانی نفس کی رعونت شیطان کی اطاعت، رسم ورواج کی پابندی کا میدان بنالیا گیا ہے اس میں ہماری زندگی کے لئے پورا پیام ہے اس کا اندازہ آپ قرآن شریف کی ان آیات ہی سے کر سکتے ہیں جن کا پڑھنا خطبۂ نکاح میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے جو شروع میں پڑھی گئی ہیں پہلی آیت میں نسل انسانی کے آغاز کا تذکرہ ہے جو اس مبارک موقع پر نہایت مناسب اور فال نیک ہے کہ حضرت آدمؑ کی ایک اکیلی ہستی تھی اور ایک رفیقۂ حیات جن سے اللہ تعالےٰ نے نسل انسانی کی تخلیق کی جس نے روئے زمین کو بھر دیا اللہ تعالےٰ نے ان دو ہستیوں میں ایسی محبت والفت اور ان کی رفاقت میں ایسی برکت عطا فرمائی کہ آج دنیا اس کی گواہی دے رہی ہے تو خدا کے لئے یہ کیا مشکل ہے کہ ان دو ہستیوں سے جو آج مل رہی ہیں ایک کنبہ کو آباد اور ایک خاندان کو شاد و بامراد کردے۔

پھر فرماتا ہے اپنے اس پروردگار سے شرم کرو جس کے نام پر تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو۔

حضرات! ساری زندگی مسلسل اور مکمل سوال ہے، تجارت، حکومت، تعلیم سب ایک طرح کے سوالات ہیں ان میں ایک فریق سائل ہے دوسرا فریق مسئول، پھر ہر سائل مسئول ہے اور ہر مسئول سائل، ہم اپنے معاشرہ میں پست سے پست انسان کے سائل ہیں اس لئے کہ ہر ایک کی ضرورت دوسرے سے وابستہ ہے اس سے

www.abulhasanalinadwi.org

کوئی فرد بشر نیچ نہیں سکتا، یہی متمدن زندگی کا خاصہ ہے، یہ عقد اور یہ نکاح کیا ہے؟ یہ بھی ایک مہذّب اور مبارک سوال ہے، ایک شریف خاندان نے ایک دوسرے شریف خاندان سے سوال کیا کہ ہمارے نورِ عین اور لختِ جگر کو رفیقۂ حیات کی ضرورت ہے، اس کی زندگی نامکمل ہے، اس کی تکمیل کیجئے، دوسرے شریف خاندان نے اس سوال کو خوشی سے قبول کیا پھر وہ دونوں اللہ کا نام بیچ میں لاکر ایک دوسرے سے مل گئے، اور دو ہستیاں جو کل تک ایک دوسرے سے سب سے زیادہ بیگانہ سب سے زیادہ اجنبی اور سب سے زیادہ دور تھیں وہ ایسی قریب اور یگانہ بن گئیں کہ ان سے بڑھ کر یگانگت اور قرب کا تصوّر بھی نہیں ہو سکتا، ایک کی قسمت دوسرے سے وابستہ اور ایک کا لطف و انبساط دوسرے پر منحصر ہو گیا، یہ سب اللہ کے نام کا کرشمہ ہے جس نے حرام کو حلال، ناجائز کو جائز، غفلت اور معصیت کو طاعت و عبادت بنا دیا اور زندگیوں میں انقلاب عظیم برپا کر دیا، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اب اس نام کی لاج رکھنا، بڑی خود غرضی کی بات ہوگی کہ تم یہ نام درمیان میں لاکر اپنی غرض پوری کر لو اور کام نکال لو پھر اس پُر عظمت نام کو قطعاً بھول جاؤ اور زندگی میں اس کے مطالبات پورے نہ کرو، آئندہ بھی اس نام کو یاد اور اس کی لاج رکھنا، پھر فرمایا کہ ہاں رشتوں کا بھی خیال رکھنا "وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ" (اور خدا سے جس کے نام کو تم اپنی حاجت براری کا ذریعہ بنانے ہو، ڈرو، اور (قطع مودّت) ارحام سے (بچو)۔) آج ایک نیا رشتہ ہو رہا ہے، اس لئے ضرورت پڑی کہ قدیم رشتوں کا بھی ذکر کر دیا جائے کہ اس رشتہ سے قدیم رشتوں کا دور اور ان کے حقوق ختم نہیں ہو جاتے، ایسا نہ ہو کہ

www.abulhasanalinadwi.org

بیوی کے رشتہ کو یاد رکھو اور ماں کے رشتہ کو بھول جاؤ، خسر کی خدمت ضروری سمجھو اور اپنے حقیقی اور فطری باپ سے منہ موڑ لو، اگر کسی کے دل میں یہ خیال آئے کہ ایسی باتوں کی کون نگرانی کرے گا اور کون ہمیشہ ساتھ رہے گا تو فرمایا کہ "اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا" (کچھ شک نہیں کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے) اللہ اس پر نگراں ہے، یہ وہ گواہ ہے جو ہر وقت ساتھ رہے گا "نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ" (اور ہم اس کی رگ جاں سے بھی اُس سے زیادہ قریب ہیں)۔

دوسری آیت میں ایک تلخ مگر ناگزیر حقیقت کو یاد دلایا گیا ہے، یہ خدا کے پیغمبر ہی کی شان ہے کہ ایسی محفل مسرّت وشادمانی میں ایسی تلخ حقیقت کا ذکر کرے، جس سے آدمی اپنے انجام سے غافل نہ ہونے پائے اور اس دولت پر نظر رکھے جو ساتھ جانے والی اور ہمیشہ ساتھ رہنے والی ہے یعنی دولتِ ایمان، فرمایا کہ یہ زندگی کتنی ہی پُر مسرّت، اقبال مند اور طویل ہو اس کی فکر رکھنا کہ اس کا اختتام خدا کی فرمانبرداری اور ایمان ویقین پر ہو، یہی وہ حقیقت ہے جس کو دنیا کے ایک کامیاب ترین انسان جس کو اللہ نے فضل وکمال، دولت واقبال، جاہ وجلال اور حسن وجمال سب کی دولت سے مالامال کیا تھا، نقطۂ عروج پر پہونچنے کے بعد بھی نہ بھولنے پایا، حضرت یوسفؑ کی وہ دعا یاد کیجئے، جو انھوں نے اپنے زمانہ کے انتہائی عروج اور عزت حاصل کرنے کی حالت میں کی، ان کے الفاظ تھے :۔

رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْکِ — اے میرے رب! تو نے مجھے حکومت بخشی

وَعَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ — اور مجھکو باتوں کی تہ تک پہونچنا سکھایا،

www.abulhasanalinadwi.org

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ قف اَنْتَ وَلِيّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ج تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ○ (یوسف - ۱۰۱)

زمین و آسمان کے بنانے والے تو ہی دنیا و آخرت میں میرا سرپرست ہے، میرا خاتمہ اسلام پر کر اور انجام کار مجھے صالحین کے ساتھ ملا۔

اب آخر میں قبل اس کے کہ نوشہ کی زبان سے وہ مبارک الفاظ "میں نے قبول کیا" کے نکلیں جس کے سننے کے لئے سب لوگ گوش برآواز ہیں قرآن شریف پیغام دیتا ہے کہ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچی اور پکی بات زبان سے نکالو، گویا نوشہ کو ہدایت کی جا رہی ہے کہ وہ اپنی زبان سے نکلنے والے الفاظ کی ذمہ داری اور دور رس نتائج کو محسوس کرے، وہ جب کہے کہ "میں نے قبول کیا" تو سمجھے کہ اس نے کتنا بڑا اقرار کیا ہے اور اس سے اس پر کتنی بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے، پھر فرمایا کہ اگر کوئی ایسے ہی جانچ تول کر بات کہنے کا عادی بن جائے اور اس کے اندر مستقل طور پر احساس ذمہ داری پیدا ہو جائے تو اس کی پوری زندگی اور اس کے اقوال و اعمال صداقت اور راستی کے سانچے میں ڈھل جائیں گے، وہ ایک مثالی کردار بن جائے گا اور خدا کی مغفرت اور رضامندی کا مستحق ہوگا اور پھر اس پیغام کو اس پر ختم کیا کہ حقیقی کامیابی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں ہے، نہ نفس کی پیروی میں نہ رسم و رواج کی پابندی میں۔"

خطبۂ نکاح اور ایجاب و قبول کے بعد چھوارے جو اسی موقع کے لئے مہیا کئے جاتے ہیں لٹائے یا تقسیم کئے جاتے ہیں اور یہ محفلِ نکاح کی قدیم سنت ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

مہر ضروری مگر اس کی زیادتی اچھی بات نہیں

جہاں تک مہر کا تعلق ہے، اس کے بارے میں بھی ہندوستان کے مسلمانوں نے اپنا مخصوص مزاج اور انداز پیدا کر لیا ہے، اور اس کی زیادتی کو فخر کی بات اور نکاح کے استحکام و دوام کی ضمانت سمجھا جاتا ہے، یہاں بہت سے مہر بالکل خیالی اور فرضی ہوتے ہیں، اور ان کی مقدار ایسی ہوتی ہے جس کے ادا کرنے کا کوئی امکان ہی نہیں، گذشتہ زمانے کے مقابلہ میں اب اس میں کسی قدر حقیقت پسندی سے کام لیا جانے لگا ہے، شریعت نے اس بارے میں کوئی تعداد اور مقدار معیّن نہیں کی، بلکہ اس کو شوہر کی حیثیت، عرف اور دینی مصالح پر چھوڑا ہے، البتہ مہر کی کمی اور اعتدال کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا ہے اور اتنا ضروری قرار دیا ہے کہ مہر کے ادا کرنے کی نیت ضرور ہو، ورنہ وہ نکاح شرعی نکاح نہیں بلکہ ایک غیر قانونی تعلق ہے، اور ظاہر ہے کہ یہ اسی وقت ہو سکتا ہے، جب مہر شوہر کی حیثیت کے مطابق اور اس کے لئے اس کے ادا کرنے کا امکان ہو۔

پیش آنے والے قدرتی مراحل اور مسلمانوں کا مخصوص طرز

اب اس کارِ خیر اور پُر مسرّت تقریب سے فارغ ہو کر ہم مسلمان کی زندگی میں پیش آنے والے قدرتی مراحل اور مختلف حالات کا ذکر کریں گے جو ہر انسان کو پیش آتے ہیں، اور یہ دکھانے کی کوشش کریں گے کہ اس میں ہندوستانی مسلمانوں کا کیا مخصوص طرز ہے، اور ایسے موقع پر ایک مسلمان گھر میں کیا ہوتا ہے۔

بیماری آزاری انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہے، ایک مسلمان کے لئے اس حالت

www.abulhasanalinadwi.org

میں بھی نماز معاف نہیں ہوتی، البتہ اسلامی شریعت نے اس بارے میں بیمار کو بہت سی سہولتیں دی ہیں مثلاً اگر وہ مسجد جا کر جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھ سکتا تو گھر میں اس فریضہ کو ادا کرنے کی اجازت ہے اگر کھڑے ہو کر نماز ادا نہیں کر سکتا تو بیٹھ کر اور اگر بیٹھ کر بھی اس کے لئے پڑھنا دشوار ہے تو لیٹ کر اور اگر لیٹ کر کے بھی اس کے ارکان ادا نہیں کر سکتا تو اشارہ سے پڑھ سکتا ہے، اگر پانی کا استعمال اس کے لئے مضر ہے تو وضو کے بجائے تیمّم کی اجازت ہے[1]، امکانی حد تک طہارت کا اہتمام بھی ضروری ہے۔

بیمار کی عیادت کرنا اسلام میں بڑے ثواب کا کام ہے لیکن یہ ہدایت ہے کہ بیمار کے پاس زیادہ دیر نہ بیٹھے اور مزاج پرسی کر کے جلد چلا آئے کہ اکثر دیر تک بیٹھنے اور لمبی گفتگو کرنے سے بیمار کو یا اس کے تیمارداروں کو زحمت پیش آتی ہے، وہ حالات مستثنیٰ ہیں، جن میں بیمار خود دیر تک بیٹھنا پسند کرتا ہو اور اس کا دل بہلانے کی ضرورت ہو۔

موت کا ناگزیر مرحلہ اور مسلمانوں کے مخصوص طریقے

انسان کی زندگی میں بالآخر وہ مرحلہ بھی پیش آتا ہے جس سے کسی فردِ بشر کو مفر نہیں، اور جس میں کسی مذہب و ملّت اور قوم و نسل کی تفریق نہیں یعنی موت کا ناگزیر مرحلہ، ایسے موقع پر ہندوستانی مسلمانوں کے گھروں میں کیا ہوتا ہے اور اس کے کیا مخصوص طریقے اور معمولات ہیں، ان کا ایک مختصر نقشہ پیش کیا جاتا ہے۔

خاتمہ کی فکر اور اس کی تیاری

مسلمان کو (خواہ وہ علمی و روحانی حیثیت سے کچھ زیادہ بلند و ممتاز نہ ہو)

---

[1] وضو اور تیمّم کی تشریح عبادات کے باب میں آئے گی۔

www.abulhasanalinadwi.org

خاتمہ کی بڑی فکر رہتی ہے یعنی یہ کہ وہ دنیا سے ایمان کے ساتھ رخصت ہو اور اس کا خاتمہ کلمۂ شہادت' توحید اور رسالت کے عقیدہ پر ہو مسلمان معاشرہ میں خاص طور پر جہاں کچھ بھی دینی تعلیم کا اثر اور فکر آخرت پائی جاتی ہے یہ روایت چلی آرہی ہے کہ جب کوئی مسلمان کسی مسلمان سے دعا کی درخواست کرتا ہے یا اس کو کسی نیک بندے کی زیارت کی سعادت حاصل ہوتی ہے تو وہ اس سے اس خواہش کا اظہار کرتا ہے کہ دعا کیجئے کہ خاتمہ بخیر ہو' یا انجام بخیر ہو اور اسی کو ایک عامی سے عامی مسلمان سب سے بڑی خوش قسمتی اور کامیابی سمجھتا ہے' اور اس کو سب سے زیادہ اسی پر رشک آتا ہے کہ کوئی مسلمان کلمہ پڑھتا ہوا اور خدا کا نام لیتا ہوا دنیا سے رخصت ہو۔

جب مسلمان کا دم واپسیں ہوتا ہے' اور نزع کی کیفیت شروع ہو جاتی ہے' تو اس وقت اس کے عزیز و اقارب' دوست احباب' اور جو لوگ پاس ہوتے ہیں' اس کو کلمہ کی تلقین کرتے ہیں یعنی وہ ایسے وقت میں کلمہ (لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ) پڑھے یا صرف اللہ کا نام لیتا رہے' اگر اس کی زبان ساتھ نہیں دیتی' ضعف غالب ہوتا ہے' یا قوت گویائی جواب دے جاتی ہے تو اس سے پڑھوانے کے بجائے جو لوگ وہاں موجود رہتے ہیں' وہ خود کلمہ پڑھنے لگتے ہیں' یا اللہ کے نام کا ورد شروع کر دیتے ہیں' اگر یہ محسوس کیا جاتا ہے کہ اس کی زبان خشک ہے تو زمزم اگر گھر میں موجود ہے یا شربت انار کیوڑہ وغیرہ (مریض کی حالت اور موسم کے مطابق) اس کی حلق میں ٹپکایا جاتا ہے' پاس والے سورۂ یٰسین جس کی اس موقع پر پڑھنے کی فضیلت آئی ہے' پڑھنا شروع کر دیتے ہیں' اور جب بالکل نزع کا وقت ہوتا ہے' یا روح پرواز کر چکی ہوتی ہے تو اس کو قبلہ رُخ کر دیتے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

تجہیز و تکفین میں سُنّت کا خیال

انتقال کے بعد اس کو غسل دینے کی تیاری اور کفن کا انتظام شروع ہو جاتا ہے، کفن میں نئے پاک اور سفید کپڑے کا اہتمام کیا جاتا ہے، مرد کے کفن میں ایک بے سِلا کرتہ، ایک تہبند اور ایک اوپر کی چادر ہوتی ہے اور عورتوں کے کفن میں سربند یا کساوا اور سینہ بند کا اضافہ کیا جاتا ہے، غسل کا بھی خاص طریقہ ہے جس کی تفصیل مسئلہ مسائل کی کتابوں میں (فقہ میں) بیان کی گئی ہے، غُسل ہر مسلمان دے سکتا ہے، نیک لوگوں اور جو مسئلہ مسائل اور سنتوں سے واقف ہیں، ان کا غسل دینا زیادہ اچھا سمجھا جاتا ہے، ایسے موقع پر دوست احباب، اعزہ واقارب اپنے عزیز یا دوست کی آخری خدمت انجام دینا اپنی سعادت سمجھتے ہیں، بہت جگہ اس کے لئے حجاموں اور بعض فرقوں میں ایک خاص طبقہ کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں، جو اس کام کے لئے مخصوص ہو گئے ہیں اور بطور پیشہ کے کرتے ہیں۔

نماز جنازہ

جب جنازہ تیار ہو جاتا ہے تو باہر لایا جاتا ہے، بہت سے لوگ اپنے اس عزیز یا بچھڑنے والے دوست یا بزرگ کا آخری دیدار کرتے ہیں، اب نماز جنازہ شروع ہوتی ہے جس میں شرکت کرنا بڑا کارِ ثواب ہے، لوگوں کے دینی جذبہ، ذوق وشوق اور مرنے والے کے تعلقات کی وسعت اور حیثیت کے مطابق جنازہ میں شرکت کرنے والوں کی تعداد کم یا زیادہ ہوتی ہے، یہ نماز بھی جماعت کے ساتھ ہے لیکن اس میں رکوع اور سجدہ نہیں، سب لوگ

www.abulhasanalinadwi.org

صفیں باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں ایک یا تین یا پانچ یا سات یا کسی طاق عدد میں صفیں بن جاتی ہیں اور کوئی عالم یا نیک آدمی یا محلہ کی مسجد کا امام تھوڑا سا آگے بڑھ کر جنازہ کو سامنے رکھ کر اس کے سینہ کے بالمقابل کھڑا ہو جاتا ہے اور نماز شروع ہو جاتی ہے اس نماز میں چار تکبیریں ہیں سب کچھ خاموشی کے ساتھ پڑھا جاتا ہے پہلی تکبیر کے بعد وہ دعا پڑھی جاتی ہے جو ہر نماز میں تکبیر تحریمہ کے بعد پڑھی جاتی ہے اور جس کی تشریح پنجگانہ نمازوں کے سلسلہ میں آئے گی، دوسری تکبیر کے بعد درود شریف پڑھا جاتا ہے، بہت سے علماء اور مسلمانوں کے مختلف مکتب خیال اس موقع پر بھی سورہ فاتحہ کا پڑھنا ضروری سمجھتے ہیں، تیسری تکبیر کے بعد سب مسلمان (بغیر آواز کے) ایک دعا پڑھتے ہیں جس کے الفاظ مع ترجمہ یہاں پیش کئے جاتے ہیں:۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا	اے اللہ ہمارے زندہ اور مردہ، حاضر و
وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا	غائب چھوٹے بڑے اور مرد و عورت کی
وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ	بخشش فرما، اے اللہ ہم میں سے جس کو زندہ
مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ	رکھے اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو
تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ	تو دنیا سے اٹھائے اس کو ایمان
	پر اٹھا۔

جنازہ اگر کسی نابالغ بچہ یا بچی کا ہے تو ایک دوسری دعا پڑھی جاتی ہے، جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

"اے اللہ اس بچہ کو ہمارا پیش رو، ہمارے لئے اجر اور ذخیرہ اور ہمارے لئے (قیامت میں) سفارش کرنے والا بنا اور اس کی سفارش قبول فرما۔"

www.abulhasanalinadwi.org

جنازہ کو کاندھا دینا اور قبر تک ساتھ چلنا

چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھر جاتا ہے، اور لوگ جنازہ کو کاندھا دیتے ہوئے قبرستان لے جاتے ہیں، شریعت میں کاندھا دینے اور میّت کو اس کے آخری مقام (قبر) تک پہونچانے اور اس کی تدفین تک وہاں رہنے کی بڑی فضیلت آئی ہے، اور اس کا بڑا ثواب بیان کیا گیا ہے، اس لئے عام طور پر لوگ کاندھا دینے کی کوشش کرتے ہیں اور قبرستان کا فاصلہ کتنا ہی زیادہ ہو اور موسم کتنا ہی سخت ہو جنازہ ہاتھوں ہاتھ مسلمانوں کے کاندھوں پر جلد قبرستان پہونچ جاتا ہے، اب موجودہ شہری زندگی اور تمدّن میں بعض بڑے بڑے شہروں میں جہاں عموماً قبرستان بہت دور ہوتے ہیں موٹر پر جنازہ لے جانے کا بھی رواج ہو چلا ہے، مجبوری اور قبرستان کی غیر معمولی دوری کو مستثنیٰ کرکے مسنون طریقہ وہی ہے جو اوپر بیان ہوا۔

قبر میں رکھنے کا طریقہ اور مٹی دینے کا معمول

قبر عموماً پہلے سے تیار ہوتی ہے، جنازہ پہونچنے پر چند آدمی قبر کے اندر اترتے ہیں، اور میّت کو قبلہ رو قبر میں رکھ دیتے ہیں، پھر اس پر تختے یا تختیاں رکھ کر اوپر سے مٹی ڈال دیتے ہیں جس کو میّت کو مٹی دینا کہتے ہیں، مٹی دیتے وقت اکثر قرآن کے یہ الفاظ زبان پر ہوتے ہیں۔

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ	ہم نے تم کو اسی زمین سے پیدا کیا اور اسی میں
وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ؕ	ہم تم کو واپس کریں گے اور پھر ہم اسی سے
(طٰہٰ - ۵۵)	تم کو دوبارہ باہر نکالیں گے۔

www.abulhasanalinadwi.org

جب قبر تیار ہو جاتی ہے اور مٹی کا ایک کوہان سا بن جاتا ہے اس وقت خاص تعلق والے کچھ دیر ٹھہر کر میّت کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں کچھ قرآن پڑھتے ہیں اور یہ فعل سنت ہے۔

غمی والے گھر کے افراد کے لئے عزیزوں کی طرف سے کھانا اور شریک غم ہونے کا طریقہ

جب کسی گھر میں غمی ہوتی ہے اور کسی عزیز کا انتقال ہوتا ہے تو عام طور پر اس دن عزیزوں اور دوستوں کے گھروں سے غمی والے گھر کے افراد اور عزیزوں کے لئے جو اس وقت وہاں جمع ہوتے ہیں، کھانا آتا ہے، یہ رواج اس خیال پر مبنی ہے کہ میّت والے گھر کے لوگوں کو خود کھانے پکانے اور اس کا اہتمام کرنے کا موقع نہیں ہے، اس لئے ان کو اس فکر سے آزاد اور کام سے فارغ رکھنا مناسب ہے، یہ درحقیقت ایک سنّت ہے، جو ابھی تک اسلامی معاشرہ میں چلی آرہی ہے، میّت کی حیثیت اور اس کے تعلقات کے مطابق تین وقت یا تین دن عزیزوں اور دوستوں کے یہاں سے پکا پکایا کھانا آتا ہے اور سب بیٹھ کر کھاتے ہیں۔

ایصال ثواب کے مروّجہ طریقے اور ان میں ہندوستانی تخیّل

ہندوستان میں ایصالِ ثواب اور میّت کے کھاتوں کے کئی ایسے طریقے رائج ہیں، جو دوسرے اسلامی ملکوں اور مرکز اسلام میں نہیں پائے جاتے، اور ان کے بارے میں غالباً یہاں کے مسلمانوں نے ہندوستان کے قدیم مروّجہ طریقوں کی تقلید کی ہے، اور وہ یہاں کے رسم و رواج سے متاثر ہوئے ہیں مثلاً تیجا، چالیسواں، قُل وغیرہ، جن میں خاص تاریخوں اور خاص قوانین و مراسم کی پابندی کی جاتی ہے، بزرگوں کے عُرس کا

www.abulhasanalinadwi.org

تخیل بھی ہندوستانی ہے اس لفظ سے بھی (جس کے معنی شادی کے ہیں) دوسرے ملکوں کے مسلمان ناآشنا ہیں، عام طور پر کسی بزرگ کی یوم پیدائش یا یوم وفات پر اس کے معتقدین اور زائرین دور دور سے جمع ہوتے ہیں، قرآن خوانی کرتے ہیں، اس کے نام کا لنگر کیا جاتا ہے، اور امیر و غریب سب کھاتے ہیں، دوسرے ملکوں میں اگر ایسی کوئی رسم کسی بزرگ کی یاد تازہ کرنے، ان کے حالات زندگی بیان کرنے اور ان کو ثواب پہونچانے کے لئے ادا کی جاتی ہے تو اس کو عرس نہیں کہتے، دوسرے ناموں سے یاد کرتے ہیں۔

بابِ سوم

مسلمانوں کی معاشرت اور ان کے گھر کا نقشہ

مسلمانوں کی معاشرت کا مخصوص رنگ اور اس میں ہندوستانی اور اسلامی رنگ

ہندوستانی مسلمانوں کی معاشرت اور ان کے گھر کا نقشہ اپنے ہم وطنوں کی معاشرت اور ان کے گھر کے نقشہ سے کچھ زیادہ مختلف نہیں، اس میں مختلف علاقوں اور ریاستوں کے مسلمانوں کے درمیان وہاں کے تمدن، کلچر، موسم اور اقتصادی حالت کے مطابق کچھ فرق بھی پایا جاتا ہے اور ایسا ہونا قدرتی اور فطری امر ہے، پھر بھی مسلمانوں کی معاشرت کا ایک ایسا مخصوص رنگ ہے، اور اس کے کچھ عناصر اور اجزاء ایسے مشترک ہیں، جن سے ان کی معاشرت کسی قدر ممیز ہو گئی ہے، اس بارے میں اس تہذیب کے اثرات جو ایران، ترکستان اور افغانستان کے راستہ سے یہاں آئی تھی، اور جس کی نمائندگی عرصہ تک ترک، افغان اور مغل فرمانروا اور مرفہ الحال (ARISTOCRAT) طبقے عرصہ تک کرتے رہے، نیز حجازی تہذیب کے بعض خط و خال جو ہمیشہ مسلمانوں کی نظر میں ایک مثالی (IDEAL) تہذیب کی حیثیت سے زندہ رہی اسی کے ساتھ اسلامی تعلیمات کے اثرات ہندوستانی ماندوبود کے طریقوں کے ساتھ ایسے گھل مل گئے کہ انھوں نے اپنا ایک خاص رنگ پیدا کر لیا،

www.abulhasanalinadwi.org

اور وہ ایک ایسا مرکب یا آمیزہ بن گیا جس کو نہ اب خالص اسلامی تہذیب یا معاشرہ کہنا صحیح ہوگا نہ ایرانی یا ترکی طرز زندگی، اس کے لئے صحیح نام ہندوستانی اسلامی معاشرت ہوسکتا ہے۔

شرعی اور غیر شرعی پردہ کا رواج

مسلمان گھروں میں (خاص طور پر کھاتے پیتے گھرانوں میں اور جو اپنے کو اشراف کہتے اور سمجھتے ہیں) پردہ کا اب بھی بہت کچھ رواج ہے، یہاں اس سے بحث نہیں کہ وہ کتنا شرعی ہے، اور کتنا رواجی اور وہ کن مصالح پر مبنی ہے کس حد تک ضروری اور کہاں تک قابل عمل ہے، پہلے اس میں بہت غلو تھا، اب تعلیم کے اثر اور تمدنی معاشی تبدیلیوں سے اس میں بہت ڈھیلا پن آگیا ہے، اور بعض "ترقی یافتہ" خاندانوں سے وہ بالکل رخصت ہوگیا ہے، پہلے مسلمان خواتین اور شریف بیبیاں ڈولی فنیس یا محافے کے بغیر نہیں نکلتی تھیں، بگھیوں اور فٹنوں میں بھی چلمنیں پڑی ہوتی تھیں، اب تانگوں، رکشوں اور موٹروں نے ان "احتیاطوں" کو ختم کردیا ہے، اور اسکولوں اور کالجوں کی تعلیم کی ضرورت نے تو اس میں مزید وسعت پیدا کردی ہے۔

لیکن باہر کے اس پردہ کے باوجود گھروں میں پردہ شرعی احکام کے مطابق نہیں اور ہندوستان میں مسلمانوں نے اس بارہ میں بڑی وسعت اور "فراخ دلی" سے کام لیا ہے، اور ان رشتہ داروں سے پردہ کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی جن سے پردہ کرنے کی شریعت میں ہدایت یا تاکید آئی ہے اور جن سے پردہ نہ ہونے کی حالت اور بے تکلفی میں بہت سے اخلاقی مفاسد کا خطرہ رہتا ہے۔

لڑکی کی نسبت کے بعد سسرالی عورتوں سے پردہ کی ہندوستانی رسم

لڑکی کی نسبت ہوجانے کے بعد سسرال والوں سے یہاں تک کہ اس گھر کی خواتین سے

www.abulhasanalinadwi.org

پردہ کرنے کی رسم بھی خالص ہندوستانی ہے، جو دوسرے ملکوں میں معروف نہیں ایسی حالت میں قدیم خاندانوں میں لڑکیاں اپنی خالاؤں، پھوپھیوں، ممانیوں اور چچیوں سے بھی پردہ کرنے لگتی ہیں، جن کے لڑکے سے ان کی شادی طے ہو گئی ہے، یا ان کے یہاں بات چیت کا سلسلہ جاری ہے۔

صلۂ رحمی، مہماں نوازی اور حقوق ہمسائیگی

مسلمانوں کے گھروں میں خاص طور پر قدیم خاندانوں اور کسی قدر کھاتے پیتے طبقوں میں مہمان داری کا ہمیشہ کچھ نہ کچھ سلسلہ چلتا رہتا ہے، اول تو گھر میں کچھ عزیز بسلسلۂ تعلیم یا کسی اور ضرورت سے مستقل قیام کرتے یا آتے جاتے رہتے ہیں، اور اکثر ان خاندانوں میں ایک کمانے والا اور دس کھانے والے ہوتے ہیں، تنسیخ زمینداری، جاگیروں اور جائدادوں کے ختم ہو جانے کے بعد اور گرانی کے اس دور میں، اس رواج میں بہت کمی آگئی ہے، لیکن پھر بھی اس کا وجود باقی ہے، میزبانی اور مہماں نوازی کے اسلامی تعلیمات میں جو فضائل بیان کئے گئے ہیں، نیز پڑوسیوں کے جو حقوق بتائے گئے ہیں، اور بزرگوں و دینی پیشواؤں کا اس بارے میں جو طرز عمل نقل کیا جاتا ہے، نیز عربی، افغانی تہذیب کے اثر سے اب بھی مسلمان اس کو بڑا دینی اور اخلاقی درجہ دیتے ہیں، اور مہمان کا آنا اپنے لئے برکت و سعادت کا موجب گردانتے ہیں، اور اکثر پڑوسیوں کو تحفہ تحائف بھیجنے اور ان سے اچھے تعلقات کا بھی رواج ہے۔

ایک دسترخوان پر اجتماعی کھانا اور چھوت چھات سے پرہیز

گھروں میں عام طور پر افراد خاندان کا (بشرطیکہ کوئی مجبوری نہ ہو) ساتھ بیٹھ کر

www.abulhasanalinadwi.org

کھانے کا دستور ہے اب شہری زندگی کی مصروفیت، ملازمتوں اور تعلیم کے اوقات اور بعض اور دقتوں کی وجہ سے ایک وقت میں اور ساتھ بیٹھ کر کھانا دشوار ہوگیا ہے پھر بھی بہت سے گھروں میں رواج ہے کہ مرد ایک دسترخوان پر اور عورتیں ایک دسترخوان پر ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتی ہیں، بعض امراء کے یہاں مرد اور عورتیں بھی شریک دسترخوان ہوتی ہیں، یہ تو سب کو معلوم ہے کہ مسلمانوں میں چھوت چھات نہیں اس لئے پانی کے گلاسوں اور کھانے کے برتنوں میں کوئی تفریق نہیں، ایک پلیٹ میں بھی کئی کئی آدمی مل کر کھالیتے ہیں، اور ایک دوسرے کا جھوٹا بھی استعمال کرنے میں کسی کو عار نہیں، اب مغربی تمدن اور طبّی ہدایتوں نے جن کا اثر سب پر پڑا ہے، اس مساوات و مشارکت میں کچھ خلل ڈال دیا ہے۔

ہندوستانی مسلمانوں کے یہاں عموماً کھانے کے برتن فراخ اور وسیع ہوتے ہیں، دعوتوں میں اور مہمانداری کے موقع پر برتنوں میں بچا ہوا کھانا عام طور پر پھینکا نہیں جاتا عرب میں تو بے تکلف گھر والے اس کو استعمال کرتے ہیں، ہندوستان میں بھی کہیں کہیں ایسا ہوتا ہے، زیادہ تر وہ ملازموں یا غریبوں کے کام آتا ہے۔

طبقاتی نظام کا اثر مسلمانوں پر

ہندوستان کے مسلمان اس ملک کے طبقاتی نظام، اور نسبی یا معاشی تفاوت کی بنا پر امتیازی سلوک کے طریقہ سے اچھے خاصے متاثر ہوئے ہیں اور اب مخصوص دیندار اور اصلاح شدہ خاندانوں کو چھوڑ کر صاحبِ خانہ اور اس کے متعلقین اور معزز مہمان ملازموں کے ساتھ بیٹھ کر یا کام کاج کرنے والے مسلمانوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے کے عادی نہیں رہے عموماً ان کو الگ سے کھانا دے دیا جاتا ہے، یا وہ بعد میں کھانا کھاتے ہیں، البتہ خاندان اور

برادری کے غریب افراد کے ساتھ جو نسبی حیثیت سے برابر ہوتے ہیں کوئی امتیازی برتاؤ روا نہیں رکھا جاتا اور وہ بھی اس کو برداشت نہیں کرتے' اہلِ حرفہ کی برادریوں میں پنچایت اور برادری کا بہت کسا ہوا نظام اب بھی رائج ہے' اور اس کی پابندی بلا استثناء سب کو کرنی پڑتی ہے کسی اخلاقی جرم یا بغاوت پر پنچایت کی طرف سے اس کو سزا دی جاتی ہے' بڑی سزا یہ ہے کہ اس کو "ٹاٹ باہر" کر دیا جائے' اور اس کا حُقّہ پانی بند کر دیا جائے۔

اسلامی معاشرہ میں پیشے نہ مستقل ہیں نہ حقیر!

مسلمانوں میں پیشے اور خدمتیں مستقل اور دائمی حیثیت نہیں رکھتیں کہ ان میں تبدیلی نہ ہو سکے' نہ ان کی بنیاد پر قوموں اور طبقوں کی تشکیل ہوتی ہے' لوگوں نے مختلف زمانوں میں ضرورت اور سہولت کی بنا پر کوئی پیشہ اختیار کر لیا بعض اوقات وہ اسی تک محدود رہا اور بعض اوقات کئی نسلوں تک چلا' اب بھی بعض بعض برادریوں میں ایک ہی طرح کا کام ہوتا ہے لیکن نہ تو اس کی کوئی مذہبی حیثیت ہے' اور نہ وہ مسلم معاشرہ یا سماج کا اٹل قانون ہے۔

ان برادریوں میں جو شخص جب چاہتا ہے پیشہ یا مشغلہ تبدیل کر لیتا ہے' اور اس پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہوتا اور نہ اسلام میں کوئی پیشہ حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے' مرکزِ اسلام (مکہ' مدینہ) اور عرب ممالک میں بعض بڑے جلیل القدر عالموں اور معزز مسلمانوں کے ساتھ اُس پیشہ کا لفظ لگا ہوا ہے' جو ان کے کسی مورثِ اعلیٰ نے کسی زمانہ میں اختیار کیا تھا' اور اس میں نہ ان کو کوئی عار محسوس ہوتا ہے' اور نہ کسی دوسرے کی نگاہ میں وہ حقیر ہوتے ہیں۔[۱]

---

[۱] مثلاً اس وقت جو صاحب حرم شریف (مکہ کی سب سے بڑی مسجد جس میں خانۂ کعبہ واقع ہے) کے خطیب و امام ہیں' ان کے نام کا ضروری جزء خیاط (درزی) ہے اسی طرح کئی علماء کے ساتھ حلاق (نائی) زیات (تیلی) صواف (روئی والا) قصاب (گوشت فروش) لگا ہوا ہے' اور اس میں ذلت کا کوئی پہلو نہیں پایا جاتا۔

www.abulhasanalinadwi.org

مسلمانوں کا مخصوص لباس مختلف تہذیبوں کی یادگار

مرور زمانہ کے ساتھ ہندوستانی مسلمانوں کا ایک مخصوص لباس بھی بن گیا ہے جو بہیں کی خصوصیت ہے یہ لباس مغلوں کے آخری دور، اور دہلی لکھنؤ اور حیدرآباد کی تہذیبوں کی یادگار ہے، اس میں ملک کی موسمی کیفیات، ذوق سلیم، بے تکلفی اور اقتصادی پہلو سب کا لحاظ ہے، ہندوستان کی مختلف ریاستوں اور شمال وجنوب میں شرفاء اور متوسط طبقہ کے لباس کے بارہ میں زیادہ فرق نہیں ہے پاجامہ (اپنی مختلف قسموں، شلوار، چست، غرارے) کے ساتھ کرتا (جس میں قمیص بھی شامل ہے اور شیروانی) اس کے اصل اجزاء ہیں، اچکن اور انگرکھے کا رواج اب تقریباً ختم ہوگیا ہے، ٹوپیوں کی مختلف شکلیں رائج ہیں، جن میں دوپلیا (جو اودھ وبہار میں زیادہ رائج ہے) مخملی ٹوپی جو رام پوری کیپ کہلاتی ہے کشتی نما (جو اصل کیپ یا گاندھی کیپ کے نام سے یاد کی جاتی ہے، اور جس کی دیواران ٹوپیوں سے ذرا اونچی ہوتی ہے، جو ہندو صاحبان استعمال کرتے ہیں) پگڑیوں، عماموں کا رواج علماء کے بھی مخصوص طبقہ میں محدود رہ گیا ہے، شادیوں کے موقع پر نوشہ کے اب بھی بہت جگہ پگڑی باندھنے کا رواج ہے، جن علاقوں میں لنگی باندھنے کا رواج ہے یا گھروں یا کھیتوں میں بے تکلفی اور سہولت کے لئے لنگی باندھی جاتی ہے تو اس کا طرز دھوتیوں سے الگ ہوتا ہے، اور آسانی سے پہچانا جا سکتا ہے۔

مسلمانوں کا طرز تعمیر اور ان کا رہائشی ذوق

اب مغربی تمدن کے اثر اور شہروں کی منصوبہ بندی کی بنا پر مسلمانوں اور دوسرے

فرقوں کے مکانات، اور طرز تعمیر میں کوئی فرق نہیں رہا اور نہ رہ سکتا ہے، بڑے شہروں میں لوگ عموماً کرایہ کے مکانات میں رہتے ہیں، جدید مکانات کی تعمیر کا بھی تقریباً ایک ہی ماڈل چل گیا ہے، البتہ قدیم زمانہ میں مسلمانوں کے مکانات کی خصوصیت یہ ہوتی تھی کہ وہ زیادہ ہوادار (لیکن پردہ دار) کھلے ہوئے اور ان کا صحن وسیع ہوتا تھا، مسلمانوں کے مکانات میں ہر دور میں اس کا لحاظ رکھا جاتا تھا کہ جائے ضرور میں قدمچوں کا رخ قبلہ کی طرف نہ ہو، اس لئے کہ قضائے حاجت کے وقت مسلمانوں کو قبلہ کی طرف منہ یا پشت کرنا منع ہے، اس لئے وہ عموماً اتر دکھن بنے ہوتے ہیں، اس بارے میں تمام اسلامی ملکوں میں اشتراک پایا جاتا ہے، غسل خانوں کا اہتمام بھی شاید مسلمانوں کی خصوصیت ہے، وہ عموماً پردہ دار ہوتے ہیں، طہارت کے مخصوص تخیّل اور معیار کی وجہ سے[1] برتنوں، پانی اور زمین کے پاک ہونے کا اہتمام ہوتا ہے، اس کی احتیاط رکھی جاتی ہے کہ کتّا یا ایسا کوئی جانور ان کو ناپاک نہ کرنے پائے۔

مکانوں کی زیب و آرائش اور اسلامی تہذیب کی عکاسی

باہر کا کوئی آدمی اگر کسی مسلمان کے گھر میں جائے تو اس کو نظر آئے گا کہ طاق پر قرآن شریف مختلف سائز کے کپڑوں کے جزدانوں میں بند رکھے ہوئے ہیں، ان میں کچھ بچوں کے پڑھنے کے ہیں کچھ بڑے بوڑھوں کے، متوسط خاندانوں میں صبح کو تلاوت قرآن کا دستور ہے، جاندار کی تصویر اسلام میں منع ہے، اس لئے دیندار گھروں میں تصویروں کے بجائے خوبصورت وصلیاں جن میں قرآن مجید کی آیات یا خدا کا ذکر یا مختلف نصائح یا موزوں اشعار ہوتے ہیں، آویزاں نظر آئیں گی، اب مغربی تمدن اور جدید تعلیم کے

---

[1] اس کی تشریح بعد کے باب میں آئے گی۔

www.abulhasanalinadwi.org

اثر سے نیز مذہب کی گرفت کے ڈھیلے ہو جانے کی وجہ سے کھاتے پیتے گھروں میں تصاویر کا رواج عام ہو رہا ہے، اور اس کو معیوب نہیں سمجھا جاتا۔

مسلمان گھرانوں میں نماز کا اہتمام اور اس کے اسباب و وسائل کا انتظام

تقریباً ہر مسلمان کے گھر میں جا نماز، یا نماز پڑھنے کے لئے چٹائی یا دھلی ہوئی اور پاک چادریں ہوتی ہیں، گھر کی مستورات (جو بعض حالات میں مردوں سے زیادہ دیندار اور پابند مذہب ہوتی ہیں) گھر میں ہی نماز پڑھتی ہیں، اس کے لئے چوکی تخت یا جانمازوں کا انتظام رہتا ہے، مرد اکثر محلہ کی مسجد میں نماز ادا کرتے ہیں، لیکن معذوری مجبوری پر گھر میں نماز پڑھنے کے لئے بھی سامان رہتا ہے، اکثر باہر سے مہمان بھی آتے رہتے ہیں، اور وقت بے وقت ان کے لئے نماز کا سامان کرنا پڑتا ہے، گھر میں چھوٹے بڑے سب قبلہ سے واقف ہوتے ہیں، اکثر وضو کے لئے (خاص طور پر صفائی اور نستعلیقی کا زیادہ خیال رکھنے والے گھروں میں) وضو کے لئے علیحدہ لوٹا بھی ہوتا ہے، جو جائے ضرور وغیرہ نہیں لے جایا جاتا۔

جب لوٹے[1] کا ذکر آگیا تو اتنا تذکرہ اور کر دیا جائے کہ عرصہ سے مسلمانوں میں ٹونٹی دار لوٹے کا رواج چلا آرہا ہے جس کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس میں صفائی اور نظافت زیادہ ہوتی ہے، اور پانی کم ضائع ہوتا ہے، وہ سائز میں بھی عام طور پر کچھ بڑا ہوتا ہے، اور اس سے آسانی سے وضو اور طہارت میں کام لیا جاسکتا ہے۔

---

[1] محترم پنڈت جواہر لال نہرو نے اس لوٹے کا اپنی خود نوشت سوانح عمری میں ذکر کر کے اور یہ کہہ کر کہ مجھے اس کے علاوہ ہندو مسلمان کی معاشرت میں کوئی فرق نظر نہیں آیا کہ مسلمانوں کے یہاں لوٹا ٹونٹی دار ہوتا ہے، اور غیر مسلموں کے یہاں غیر ٹونٹی دار، اس لوٹے کو بدنامی کی حد تک نامور کر دیا۔

www.abulhasanalinadwi.org

مسلمان معاشرہ میں عورت کا احترام اور بچوں کی تعلیم و تربیت میں ان کا ہاتھ

مسلمان گھروں میں ہر دور میں عورت احترام و عزت کی نظر سے دیکھی جاتی رہی ہے، عموماً گھر کا سارا نظم و نسق اسی کے حوالہ ہوتا ہے، اس کو ملکیت، خرید و فروخت کے اختیارات اور بہت سے قانونی حقوق حاصل ہیں، چھوٹی عمر میں بچوں کی تعلیم و تربیت بالعموم انھیں کی زیر نگرانی ہوتی تھی، شرفاء کے یہاں اور قدیم خاندانوں میں کوئی نہ کوئی پڑھی لکھی خاتون یا بڑی بوڑھی بی بی، بچوں اور بچیوں کو قرآن شریف اور دینیات کی تعلیم دیتی تھیں اور محلہ ٹولہ اور پاس پڑوس کے بچے اور بچیاں ان کے پاس پڑھنے آتی تھیں، یہ اچھا خاصا مکتب یا چھوٹا موٹا مدرسہ بن جاتا تھا، ابھی تک کہیں کہیں اس کا دستور ہے، تعلیم کے ساتھ وہ بچیوں کو سینے پرونے، کشیدہ کاری، کھانا پکانے اور خانہ داری کی بھی تعلیم دیتی تھیں۔

معمر اور سن رسیدہ حضرات کی شخصیت مرکزِ عقیدت ہوتی ہے

بڑھاپا مسلمانوں کے معاشرہ اور ان کی زندگی میں کوئی جرم نہیں بلکہ عمر کی ترقی اور بڑھاپے کے ساتھ ساتھ انسان کی شخصیت زیادہ قابل احترام، باعث برکت اور مرکز عقیدت بنتی چلی جاتی ہے اور اس کو زیادہ خدمت اور تعظیم کا مستحق سمجھا جانے لگتا ہے، اگر کوئی اجنبی شخص کسی مسلمان گھر میں جائے تو وہ دیکھے گا کہ ایک معمر اور سن رسیدہ بزرگ جو اس خاندان کے دور کے رشتہ دار یا محلہ بستی کے کوئی عالم یا امام تھے، مصلے پر بیٹھے اپنے اوراد وظائف میں مشغول ہیں، خاندان کے چھوٹے بڑے ان کا ادب کرتے ہیں، صبح ان کے پاس سلام کرنے اور ان سے دعا لینے کے لئے جاتے ہیں، گھر کا کوئی فرد یا خادم ان کے ساتھ گستاخی سے

www.abulhasanalinadwi.org

پیش نہیں آسکتا، وقت پر ناشتہ کھانا حاضر کیا جاتا ہے اور ان کی ضروریات پوری کی جاتی ہیں۔
یہی حال گھر کے اندر ہے کہ کوئی ضعیفہ خاتون یا بڑی بوڑھی تلاوت و ذکر میں مشغول ہیں، گھر اور باہر کے بچے اور گھر کی خواتین و بچیاں ان سے دم کرانے جاتی ہیں، وہ ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتی ہیں اور دعا دیتی ہیں، ان کے وجود کو گھر اور محلہ کے لئے باعثِ برکت سمجھا جاتا ہے، اور یہ عقیدہ ہے کہ ان کی دعاؤں سے بلائیں ٹلتی ہیں، اگر ان سے خون کا رشتہ نہ ہو جب بھی اپنی اپنی عمر کے مطابق ان کو دادی، نانی اور خالہ، پھوپھی کہا جاتا ہے۔

بیوہ کا عقد ثانی اور ہندوستانی مسلمانوں کا امتیازی معاملہ

بیوہ کا عقد ثانی شرعی نقطۂ نظر سے اور مسلمانوں کے عُرف اور رواج میں کبھی معیوب اور قابلِ اعتراض فعل نہیں سمجھا جاتا تھا، یہ ان کے نبی کی سنّت تھی، اور ہر دور میں جلیل القدر علماء، خدا رسیدہ بزرگ و مشائخ اور باعظمت سلاطین بلا تامل بیوہ عورتوں سے خود شادی کرتے تھے، اور اپنی بیوہ بہنوں اور بیٹیوں کا عقد ثانی کراتے تھے، ہندوستان کی کئی تیموری خواتین اور مغلیہ خاندان کی متعدد بیگمات نے بیوہ ہونے کے بعد عقد ثانی کیا اور تاریخ میں ان کے نام عزت و احترام کے ساتھ لئے گئے ہیں، جہاں تک ہم کو علم ہے، محمد شاہی عہد (۱۷۱۹ – ۱۷۴۸ء، جیسا کہ خوافی خاں کے بیان سے معلوم ہوتا ہے) سے ہندوستان کے شرفاء اور اونچے خاندانوں میں اس کو قبیح اور معیوب فعل اور عورت کی وفاداری اور عزت کے منافی سمجھا جانے لگا، یہاں تک کہ جو شخص اس کی جرأت کرتا تھا، اس کا خاندانی مقاطعہ کیا جاتا تھا، اور اس کو سخت ذلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا، بعض اوقات میاں بیوی دونوں کو ترکِ وطن پر مجبور ہونا پڑا ہے، تیرہویں صدی ہجری کی پہلی چوتھائی اور انیسویں[19] صدی عیسوی

www.abulhasanalinadwi.org

کے اوائل میں ہندوستان کے مشہور مصلح اور دینی پیشوا حضرت سید احمد شہیدؒ رائے بریلوی نے اس خلافِ اسلام ذہنیت کے خلاف اصلاحی مہم چلائی اور خود اس رسم کو توڑ کر اور ان کے دوسرے رفقاء و معتقدین نے عملی اقدام کر کے اس مُردہ سنت کو زندہ اور اس خیال کی عملی تردید کی کہ یہ فعل معیارِ شرافت اور جذبۂ عزت کے خلاف ہے اس وقت سے مسلمان خاندانوں میں یہ عمل اتنا قبیح اور نامانوس نہیں رہا جتنا ایک دو صدی پہلے تھا، اب بھی اگرچہ بہت سی مسلمان بیوائیں اپنی مرضی یا کسی مجبوری سے عقدِ ثانی کے بغیر رہتی ہیں لیکن عقدِ ثانی کا اچھا خاصا رواج پایا جاتا ہے۔

سلام کرنے کا رواج اور اس کے مختلف طریقے

ملنے جلنے، آنے جانے میں سلام کا رواج ہے یہ مسلمانوں کا بین الاقوامی اور بین المِلّی سلام ہے، سلام کرنے والا "السّلام علیکم" کہتا ہے جس کا ترجمہ ہے "تم پر خدا کی طرف سے سلامتی ہو" اس کا جواب ہے "وعلیکم السلام" یعنی تم پر بھی سلامتی ہو بعض شہری حلقوں میں بالخصوص اودھ کے قدیم قصبات اور لکھنؤ کے پرانے خاندانوں میں سلام کے بجائے آداب عرض کا رواج ہے چھوٹے بڑوں کو جھک کر تسلیمات عرض کرتے ہیں اور کئی مرتبہ جھک کر آداب بجالاتے ہیں، اس کو فرشی سلام بھی کہا جاتا ہے، حیدر آباد میں اب بھی اس کا بہت رواج ہے، بزرگ، چھوٹوں کے اس سلام کے جواب میں جیتے رہو کہتے ہیں، یا تسلیم کہہ کر جواب دیتے ہیں، سلام کے بعد مصافحہ کا بھی رواج ہے، جو بعض لوگ دونوں ہاتھوں سے کرتے ہیں، اور بعض ایک ہاتھ سے، اب ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنے کا رواج عام ہو گیا ہے، سفر سے آنے کی حالت میں اور عیدین میں معانقہ کا بھی رواج ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اٹھتے بیٹھتے خدا کا نام

مسلمانوں کی زبان پر کچھ ایسے جملے اور الفاظ بے تکلف چڑھے ہوئے ہیں، اور وہ ان کی روزمرہ کی زندگی میں ایسے داخل ہیں کہ عالم و جاہل چھوٹے بڑے، مرد و عورت اور وہ لوگ بھی جن کی زندگی زیادہ دینی نہیں ہوتی، اٹھتے بیٹھتے ان کو ادا کرتے ہیں، ان جملوں اور الفاظ میں خدا کی عظمت اور وحدانیت قدر مشترک ہے، اور ان کی وجہ سے بلا ارادہ بھی خدا کا نام مسلمانوں کی زبان پر آتا رہتا ہے، مثلاً شکر یا نعمت کے حاصل ہونے کے موقع پر "الحمد للہ" (سب تعریف اللہ کی ہے) خوشی اور اظہار خوشی کے موقع پر "ماشاء اللہ" "اللہ کی مہربانی و ارادہ سے" کسی کام کے ارادے یا وعدہ کے وقت "انشاء اللہ" (اگر خدا چاہے گا) کسی حادثہ یا نقصان کے موقع پر "انا للہ وانا الیہ راجعون" (ہم سب اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کے پاس پلٹ کر جانے والے ہیں) ناگواری کے اظہار یا فکر کے موقع پر "لاحول ولاقوۃ الا باللہ" (کسی بری چیز سے حفاظت اور کسی اچھی چیز کی طاقت اللہ کے حکم کے بغیر نہیں) تعجب کے موقع پر "سبحان اللہ" مسلمان جب کھانا شروع کرتا ہے تو "بسم اللہ" کہتا ہے اور ختم کرتا ہے تو "الحمد للہ" کہتا ہے، اگر اس کو کوئی کھانے میں شرکت کی دعوت دیتا ہے اور وہ عذر کرنا چاہتا ہے تو کہتا ہے "بارک اللہ" (اللہ برکت کرے) کسی کو چھینک آئے تو وہ "الحمد للہ" کہتا ہے پاس والا آدمی "یرحمک اللہ" (اللہ تم پر رحم کرے) اور وہ اس کے جواب میں "یھدیکم اللہ ویصلح بالکم" کہتا ہے (اللہ تم کو راہ راست پر چلائے اور تمہارے حالات درست رکھے)۔

آنے جانے والوں کی تواضع اور اس کے آداب

مہمانوں اور آنے جانے والوں کی پان سے تواضع کرنے کا عام رواج ہے، اور

www.abulhasanalinadwi.org

یہ ہندوستان کی قدیم تہذیب ہے جس کا ذکر آٹھویں صدی ہجری (چودھویں صدی مسیحی) کے بزرگوں کی مجلسوں اور خانقاہوں کے حالات میں بھی آتا ہے، یوں تو اس کا رواج سارے ہندوستان میں ہے لیکن یو۔پی، بہار اور دکن میں زیادہ ہے، اودھ میں پان کی گلوریاں بڑی نفاست اور نزاکت کے ساتھ بنائی جاتی ہیں، اوران کو گلوری دانوں میں بڑی خوبی سے سجایا جاتا ہے پان کے ڈبے بھی حسین و منقش اور مختلف شکلوں کے ہوتے ہیں، پان کے بٹووں کے بھی کئی کاٹ اور نمونے رائج ہیں اور ان میں بھی تراش خراش ہوئی ہے، تمباکو مختلف قسم کا کھایا جاتا ہے اور اس کو خوشبودار، تیز اور معتدل بنانے میں یہاں بڑے بڑے تجربے کئے گئے ہیں اور مختلف قسم کے تمباکو جن کو زردہ اور سرتی بھی کہتے ہیں، رائج ہیں، اس میں لکھنؤ نے بڑا نام پیدا کیا ہے، حقّہ کا رواج کم ہوتا جا رہا ہے، اور زیادہ تر سگریٹ اور سگار نے اس کی جگہ لے لی ہے، پھر بھی وہ قدیم تہذیب و معاشرت کا ایک نشان ہے، اور اس سے بہت سی روایات ادب و علم و مجلس وابستہ ہے۔

عطر اور خوشبو کا ذوق اور اس میں امتیاز

عطر کا ہندوستانی مسلمانوں کو ہمیشہ سے ذوق رہا ہے، اور شریعت و سنّت نے بھی ان کے اس ذوق کی پرورش میں حصّہ لیا ہے[1]، ہندوستانی مسلمانوں نے عطر سازی میں بڑا امتیاز پیدا کیا، اور اس کے بہت سے انواع و اقسام ایجاد کئے اور اس کی وجہ سے ہندوستان کو اس میں عالمگیر شہرت حاصل ہے۔

---

[1] پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کو عطر اور خوشبودار چیزوں سے بڑی دلچسپی تھی جمعہ اور عیدین میں اس کا استعمال بھی مسنون ہے، ہندوستان عطر و خوشبو کے لئے پہلے بھی مشہور تھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر جو خوشبو استعمال فرمائی اس کے متعلق کتابوں میں آتا ہے کہ وہ ہندوستان سے آئی تھی۔

www.abulhasanalinadwi.org

باب چہارم
مسلمانوں کے تہوار

دو بڑے تہوار

مسلمانوں کے دو سب سے بڑے تہوار عید الفطر اور عید الاضحیٰ ہیں جن کو عید و بقرعید کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے، عید رمضان کے مہینہ کے خاتمہ اور شوال (جو اسلامی کلنڈر کا دسواں مہینہ ہے) کے چاند نکلنے پر شوال کی پہلی تاریخ کو ہوتی ہے چونکہ رمضان کا مہینہ روزے کا مہینہ ہے اور وہ صبر و عبادت، ضبط نفس اور دینی و روحانی اشغال میں گزرتا ہے اس لئے قدرتی طور پر عید کے چاند کا بڑا انتظار ہوتا ہے خاص طور پر انتیسویں کے چاند کی زیادہ خوشی ہوتی ہے اردو میں عید کا چاند اور انتیسویں کا چاند شوق و مسرت کے لئے ضرب المثل بن گئے ہیں، رمضان کی انتیس کو آفتاب غروب ہونے کے وقت مسلمانوں کی نگاہیں آسمان کی طرف ہوتی ہیں، اور ہر عمر اور ہر طبقہ کے لوگ چاند کی تلاش میں مشغول ہوتے ہیں، انتیسویں کو چاند نظر نہیں آتا تو اگلے روز پھر روزہ رکھا جاتا ہے، اور تیس کا چاند یقینی ہو جاتا ہے، جیسے ہی چاند پر نظر پڑتی ہے ہر طرف سے مبارک، سلامت کا غل بلند ہو جاتا ہے، چھوٹے بڑوں کو سلام کرتے ہیں، بچے خاندان کے بزرگوں اور خواتین کو عید کا مژدہ سناتے ہیں، اور ان کی دعائیں لیتے ہیں، جو لوگ پڑھے لکھے ہیں اور سنّت پر عمل کرنے کی کوشش

www.abulhasanalinadwi.org

کرتے ہیں، وہ چاند دیکھ کر حسب ذیل دعا کرتے ہیں:۔

رَبِّیْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ هِلَالُ رُشْدٍ وَخَيْرٍ اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهٗ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ وَالتَّوْفِيْقِ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى ۔

(اے چاند) میرا اور تیرا پروردگار اللہ ہے تو ہدایت اور بھلائی کا چاند ہے اے اللہ اس مہینہ کو ہمارے اوپر امن و ایمان سلامتی اور فرمانبرداری اور اپنی مرضیات کی توفیق کے ساتھ شروع فرما۔

عید کا استقبال اور اس دن کے اعمال

کئی دن پہلے سے عید کی تیاری شروع ہو جاتی ہے لیکن عید کی رات میں بڑی ہما ہمی اور بازاروں اور گھروں میں چہل پہل ہوتی ہے صبح سے عید کی تیاری شروع ہو جاتی ہے اس حقیقت کے اظہار کے لئے آج روزہ نہیں ہے اور خدا نے ۲۹ یا ۳۰ دن کے برخلاف آج کھانے پینے کی اجازت دے دی ہے صبح ہی صبح حسب حیثیت کھجور یا شیر خرمے سے تواضع کی جاتی ہے، پھر غسل کا اہتمام شروع ہوتا ہے، خدا نے جن کو مقدرت دی ہے، وہ اس دن نیا جوڑا پہننا ضروری سمجھتے ہیں، نہا دھو کر کپڑے پہن کر عطر خوشبو لگا کر، لوگ عیدگاہ کی طرف روانہ ہوتے ہیں، عیدگاہ جانے سے پہلے غریبوں کے لئے کچھ غلہ یا نقد نکالتے ہیں، جس کو صدقۂ فطر کہتے ہیں، یہ گویا رمضان کے روزوں کا شکریہ ہے، اگر گیہوں کی شکل میں ہو تو اس کا وزن پونے دو سیر کے قریب ہوتا ہے، اور اگر جَو ہو تو اس کا دوگنا اور اس کی قیمت بھی ادا کی جا سکتی ہے جو غلہ کے نرخ کے مطابق گھٹتی بڑھتی رہتی ہے، یہ صدقہ بالغوں کے علاوہ بچوں کی طرف سے بھی ادا کیا جاتا ہے، عید کی نماز سورج بلند

www.abulhasanalinadwi.org

ہونے کے بعد ادا کرنا سنت ہے، اور اس میں جتنی جلدی ہو اتنی ہی بہتر ہے لیکن عید کے انتظامات کی وجہ سے ہندوستان میں اس کو تاخیر سے پڑھنے کا عام رواج ہو گیا ہے، پھر بھی دس سے لے کر گیارہ بجے دن تک عام طور پر پڑھ لی جاتی ہے، نماز عید کی اصل جگہ تو شہر سے باہر میدان یا عیدگاہ تھی لیکن اب سہولت پسندی، آبادی کی کثرت، وقت کی قلّت اور شہروں کی وُسعت کی وجہ سے محلّوں کی مسجدوں میں عید کی نماز پڑھنے کا رواج بہت بڑھ گیا ہے، پھر بھی سب سے بڑی جماعت شہر کی عیدگاہ میں ہوتی ہے۔

عید کی نماز

مسلمان عید کی نماز پڑھنے جب جاتے ہیں تو راستہ میں اللہ کی تعریف اور شکر کے الفاظ آہستہ آہستہ کہتے ہوئے جاتے ہیں، مسنون یہ ہے کہ ایک راستہ سے عیدگاہ جائے اور دوسرے راستہ سے واپس آئے تاکہ دونوں طرف خدا کی عظمت اور مسلمانوں کے ذوقِ عبادت اور شانِ وحدت کا اظہار ہو جائے[1] لیکن اب فاصلہ کی زیادتی اور تمدّن کی ترقی کے ساتھ عام طور پر سواریاں استعمال کی جاتی ہیں، اور دو راستوں کی پابندی تقریباً متروک ہو گئی ہے۔

پنجگانہ نمازوں اور جمعہ کے برخلاف عیدین کی نماز سے پہلے نہ اذان ہے، نہ اقامت نہ کوئی سنت نہ نفل ہے، جیسے ہی مسلمان جمع ہو جاتے ہیں، یا نماز کا وقت آجاتا ہے، امام آگے بڑھ جاتا ہے اور نماز شروع کر دیتا ہے، عام نمازوں کی طرح ہر رکعت میں دو تکبیریں ہیں، ایک تکبیر تحریمہ جس سے نماز شروع کی جاتی ہے اور ایک رکوع کی تکبیر لیکن عیدین کی نماز میں حنفیوں کے یہاں ہر رکعت میں چار تکبیریں ہیں[2]، سلام پھیرنے کے بعد فوراً امام منبر پر چلا جاتا ہے

---

[1] اس سے یہ فائدہ بھی ہے کہ اژدحام میں کمی ہو جاتی ہے [2] عید کی نماز کی مفصّل ترکیب مسائل کی کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اور عید کا خطبہ دیتا ہے، جو جمعہ کی طرح دو حصوں میں تقسیم ہے ایک خطبہ دے کر چند سکنڈ کے لئے وہ بیٹھ جاتا ہے پھر کھڑا ہوتا ہے اور دوسرا خطبہ دیتا ہے جمعہ میں پہلے خطبہ ہے پھر نماز، عید میں پہلے نماز ہے پھر خطبہ، ہندوستان میں عام طور پر عربی میں خطبہ پڑھنے کا رواج ہے، اکثر امام خطبہ کی کتاب لے کر خطبہ پڑھتے ہیں اب بہت جگہ (کم سے کم عید کے ایک خطبہ کا) اردو یا علاقائی زبان میں دینے کا رواج ہو گیا ہے، اس میں عید کی حقیقت اس کا پیام، عید کے احکام و مسائل اور وقت کے مطالبات اور تقاضوں پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

عید کی نماز کے بعد ایک دوسرے سے ملنا اور تواضع کرنا

عید کے خطبہ سے فارغ ہوتے ہی لوگ ایک دوسرے سے معانقہ کرنا شروع کر دیتے ہیں، یہ بات قابل توجہ ہے کہ اس معانقہ کا رواج ہندوستان کی خصوصیت ہے معانقہ کی کوئی شرعی حیثیت نہیں اور نہ مرکزِ اسلام میں اس کا رواج ہے کچھ تعجب نہیں کہ مسلمانوں نے اس کو اپنے ہم وطنوں کے بعض تہواروں کی رسموں، بالخصوص "ہولی ملن" سے اخذ کیا ہو جو اظہار محبت و مسرت کا ایک نشان سمجھا جاتا ہے، عیدگاہ سے واپسی پر لوگ گھروں پر عید ملنے جاتے ہیں، اور ایک دوسرے کی شیرینی سے تواضع کرتے ہیں، اس موقع پر سویّوں کا ایسا رواج ہے کہ وہ عید کا ایک نشان (SYMBOL) بن گئی ہے، یہ بھی خالص ہندوستانی چیز ہے، دوسرے اسلامی ملکوں میں کسی قسم کی شیرینی اور عطر سے تواضع کرتے ہیں۔

بقر عید میں قربانی کا اہتمام اور اس کی عظمت

عید الاضحیٰ (بقر عید) میں صرف قربانی کا اضافہ ہے، اس میں صدقۂ فطر نہیں دیا جاتا،

www.abulhasanalinadwi.org

اس کے علاوہ ایک فرق یہ بھی ہے کہ عید شوال کی پہلی تاریخ کو ہوتی ہے اور عید الاضحیٰ ذی الحجہ (جو قمری سال کا بارہواں مہینہ ہے) کی دس تاریخ کو ہوتی ہے یہ وہ دن ہے جب مکہ میں حاجی حج کے ارکان سے فارغ ہو جاتے ہیں اور منیٰ میں جو مکہ سے چار میل پر شہر سے باہر ہے اللہ کے ذکر عبادت، قربانی اور اللہ کی نعمتوں کے استعمال اور کھانے پینے میں مشغول ہوتے ہیں، دوسرا فرق یہ ہے کہ عید الفطر ایک دن کی ہوتی ہے، اور عید الاضحیٰ تین دن (۱۰، ۱۱، ۱۲ ذی الحجہ) نماز عید الاضحیٰ تو دس ذی الحجہ ہی کو پڑھی جاتی ہے لیکن قربانی ۱۲ ذی الحجہ کے غروب آفتاب تک ہو سکتی ہے، عید الاضحیٰ کے موقع پر ایک اضافہ یہ بھی ہے کہ ۹ ذی الحجہ کی نماز فجر کے بعد سے ۱۳ ذی الحجہ کی نماز عصر تک ہر فرض نماز کے بعد کچھ مخصوص الفاظ بلند آواز سے کہے جاتے ہیں، جن میں خدا کی عظمت کا اعلان اور اس کی حمد کا ترانہ ہے، ان کو تکبیراتِ تشریق کہتے ہیں، ان کے الفاظ اور ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ	اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے اللہ کے
واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔	سوا کوئی پرستش کے قابل نہیں اللہ سب سے بڑا ہے
	اللہ سب سے بڑا ہے اور اللہ ہی کا شکر ادا کیا جاتا ہے

قربانی کے گوشت کے تین حصے کئے جاتے ہیں، ایک حصہ گھر والوں اور اپنے استعمال اور ضیافت کے لئے اور ایک حصہ دوست احباب کے لئے، اور ایک حصہ مساکین و غرباء کے لئے، یہ دن کھانے پینے کے شمار کئے گئے ہیں، اور عید الفطر کے ایک دن اور عید الاضحیٰ کے تینوں دن روزہ رکھنا ناجائز ہے، عام طور پر مسلمان عید الاضحیٰ کے دن فراغت کے ساتھ کھاتے پیتے ہیں، اور بہت سے لوگوں کو وہ نعمتیں مل جاتی ہیں، اور گوشت کی اتنی مقدار کھانے میں آتی ہے، جو اکثر اوقات سال بھر میسّر نہیں ہوتی۔

www.abulhasanalinadwi.org

دونوں تہوار مسلمانوں کے بین الاقوامی تہوار ہیں

عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے تہوار مسلمانوں کے عالمگیر اور بین الاقوامی تہوار ہیں، جن میں کسی ملک، قوم اور طبقہ کا استثنا نہیں اور یہی وہ دو تہوار ہیں جن کی شرعی اور دینی حیثیت میں کسی کو اختلاف نہیں، اور کسی دور میں بھی ان میں کلام نہیں کیا گیا، اور تقریباً سارے ممالک میں خواہ وہ مسلمانوں کی اکثریت کے ملک ہوں یا اقلیت کے ان کے منانے کے طریقے اور ان کے اعمال و فرائض میں کوئی بڑا فرق نہیں اور یہ ان تمام دینی اعمال و مراسم کی خصوصیت ہے، جو قرآن و حدیث سے ثابت اور مسلمانوں میں متواتر اور مسلسل طریقے پر چلے آرہے ہیں۔

دوسرے تہوار

اب ہم یہاں ان تہواروں کا ذکر کرتے ہیں جو کسی حد تک مقامی و ملکی ہیں، اور جن میں سے بعض کی اہمیت صرف ہندوستان میں ہے، اور ان میں بہت سے ایسے اجزاء و عناصر شامل ہو گئے ہیں، جو ہندوستان سے باہر معروف نہیں، یا ان کے انجام دینے کے طریقے ہر جگہ مختلف ہیں۔

۱۲ ربیع الاوّل کی پُر مسرّت تقریب

ان تہواروں اور پُر مسرّت تقریبات میں سب سے زیادہ اہمیت اور عمومیت ۱۲ ربیع الاول کو حاصل ہے، یہ قمری سال کا تیسرا مہینہ ہے، اس کی ۱۲ تاریخ (مشہور

www.abulhasanalinadwi.org

روایت کے مطابق) کو پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی، دنیا کے اکثر ملکوں میں اس دن خوشی منائی جاتی ہے، بڑے بڑے جلسے ہوتے ہیں، جن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ، آپ کے پیغام اور آپ کی تعلیمات پر روشنی ڈالی جاتی ہے، ہندوستان مصر اور بعض دوسرے ملکوں میں ان مجالس کا خاص موضوع ذکر ولادت ہوتا ہے، اسی وجہ سے اس کو جلسۂ میلاد اور مولود شریف کے نام سے یاد کرتے ہیں، اس کے مختلف طریقے رائج ہیں، بیان ولادت کے وقت بہت جگہ سلام پڑھا جاتا ہے، اس موقع پر تعظیماً کھڑے ہو جانے کا رواج ہے جس کو قیام کہتے ہیں،[1] اس موقع پر چراغاں کرنے، بہت زیادہ روشنی و آرائش اور جلسہ گاہ کو سجانے کا رواج ہو گیا ہے، شیرینی تقسیم کرنے کا عام رواج ہے، اصلاحی جماعتیں اور اکثر حقیقت پسند علماء اور مسلمان دانشور، ان مجالس کے ان خارجی عناصر کے، جو مجالس میلاد کا لازمہ ہو گئے ہیں، مخالف ہیں، وہ ان مجلسوں کو سادہ اور بامقصد بنانے کی دعوت دیتے ہیں، اور ان کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک زندگی کے سچے اور مستند حالات، اور موثر اور دلآویز واقعات اور آپ کے پیغام کی نشر و اشاعت تک محدود دیکھنا چاہتے ہیں، اور اس زر کثیر کو جو آرائش اور روشنی پر صرف ہوتا ہے، اور جس کی مقدار صرف ہندوستان میں سالانہ کئی کرور روپے تک پہونچ جاتی ہے، اُن مواقع پر خرچ کرنے کی دعوت دیتے ہیں، جو آپ کی تعلیم کے مطابق اور ملّت و انسانیت کے لئے زیادہ مفید ہوں، بعض بڑے شہروں میں اس دن

---

[1] مسلمانوں کی بعض جماعتیں جو سنت کی پابندی زیادہ ضروری سمجھتی ہیں، اور جب تک کسی چیز کا شرعی ثبوت نہ ہو اس پر عمل نہیں کرتیں، اس تعظیمی قیام کی قائل نہیں، ان کا کہنا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی زندگی میں بھی اپنے لئے کھڑے ہونے کو ناپسند فرماتے تھے اس لئے غائبانہ یہ عمل کرنا اور بھی غیر ضروری ہے

www.abulhasanalinadwi.org

بڑے بڑے جلوسوں کے نکالنے کا بھی رواج ہو چلا ہے، اب میلاد کے جلسوں کا ایک اہم جزء نعتیہ مشاعرے بھی بن گئے ہیں، جو رات بھر جاری رہتے ہیں۔

محرم اور اس کے مختلف رسوم و رواج

قمری سال کا پہلا مہینہ محرم کا ہے، یہ مہینہ اسلام سے پہلے بھی اور اسلام کے بعد بھی حرمت و عظمت کا مہینہ سمجھا جاتا تھا، اور بہت سے مبارک واقعات ۱۰ محرم کو پیش آئے جن میں سے ایک اہم واقعہ حضرت موسیٰؑ اور بنی اسرائیل کا فرعون کے ظلم سے نجات پانا، مصر سے نکل کر جزیرہ نمائے سینا میں بخیریت پہونچ جانا اور فرعون کا غرق ہونا ہے، اسی کی یادگار میں مدینہ کے یہودی عاشورا (۱۰ محرم) کو روزہ رکھتے تھے، اور جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپ نے فرمایا کہ ہمارا تعلق حضرت موسیٰؑ سے ان یہودیوں سے بھی زیادہ ہے، اس لئے ہم کو ان سے زیادہ خوشی منانے اور شکر ادا کرنے کا حق ہے، آپ نے خود بھی روزہ رکھا اور مسلمانوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا، رمضان کے روزے کی فرضیت سے پہلے یہی روزہ مسلمانوں پر فرض تھا، جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو عاشورا کا روزہ اختیاری اور نفل رہ گیا، اب بھی دنیا کے مختلف حصوں کے دیندار مسلمان اس روز روزہ رکھتے ہیں، اور ہندوستان میں سنّی مسلمانوں میں اس کا رواج ہے۔

ایک غم انگیز واقعہ کی یاد، اور اس سلسلہ میں مختلف طبقات کے رسوم

لیکن اس مبارک اور مسرّت انگیز مہینہ کے ساتھ جس سے اسلامی سال کی ابتدا ہوتی ہے ایک نہایت نامبارک، منحوس اور غم انگیز واقعہ وابستہ ہے جس کو یاد کرکے ہر مسلمان

www.abulhasanalinadwi.org

کا دل مغموم اور اس کی گردن شرم سے جھک جاتی ہے، یہ نواسۂ رسول، جگر گوشۂ بتول حسین رضؓ بن علی رضؓ کی شہادت ہے، جو خاص عاشورا کے دن پیش آئی وہ اسی دن یزید کے مقابلہ میں لڑتے ہوئے (جو تخت خلافت پر متمکن ہو گیا تھا، اور شام میں بیٹھ کر اس وقت کی دنیائے اسلام پر حکومت کرتا تھا) کربلا کے میدان میں ۱۰ محرم ۶۱ھ (۲۲ اکتوبر ۶۸۰ء) کو شہید ہوئے اور ان کے خاندان کے اور بھی متعدد جوانمردوں نے جام شہادت نوش فرمایا، یہی واقعہ ہے جس کی یادگار میں شیعہ حضرات محرم میں تعزیے اور علم نکالتے ہیں، ماتم اور سینہ کوبی کرتے ہیں، مجالس عزا منعقد ہوتی ہیں، محرم کے دس دن اور پھر صفر کی ۲۰ تاریخ جو چہلم کہلاتی ہے، اسی سوگواری عزاداری اور ماتم و شیون میں گزرتی ہے، عراق و ایران میں جہاں اہلِ تشیع کی بڑی تعداد ہے، اور اودھ میں جہاں ایک سو چھتیس ۱۳۶ سال شیعہ خاندان کی حکومت رہی ہے، اور ان میں بھی خصوصیت کے ساتھ لکھنؤ میں محرم کی بڑی دھوم دھام اور اس کے مراسم کا بڑا اہتمام ہوتا ہے، محرم کے ان مراسم میں (جیسا کہ تمام مقامی رسوم کا دستور ہے) ہر جگہ مقامی خصوصیات جلوہ گر ہیں، کہیں تعزیہ داری کا زور ہے، کہیں ماتم اور اظہارِ حزن و ملال کی شکلیں بھی جداگانہ ہیں، کہیں اس بارے میں تبدیلیاں اور اصلاحات کی گئی ہیں، اور کہیں قدیم طریقے اب بھی رائج ہیں، اور ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

سنّی مسلمان مجموعی طور پر ان مراسم میں حصہ نہیں لیتے، ان کا نقطۂ نظر محرم کے بارے میں اپنے شیعہ بھائیوں سے مختلف ہے، وہ حضرت حسین رضؓ کے اقدام کو حق بجانب لائق صد تحسین، اور ان کے واقعہ کو حق گوئی، اصول پسندی، مردانگی اور جانبازی کا ایک بے نظیر کارنامہ سمجھتے ہیں، ان کو وہ ہر طرح سے مظلوم، اور ان کے قاتلوں اور مخالفوں کو ظالم باور کرتے ہیں، لیکن ان کے نزدیک اپنے جذبات کے اظہار کا یہ طریقہ روحِ اسلام کے منافی اور

www.abulhasanalinadwi.org

ان کے لئے بے سود ہے، جن کے نام پر یہ منایا جاتا ہے وہ دعائے مغفرت اور ایصالِ ثواب پر اکتفا کرتے ہیں اور ان کے نمونہ سے حقیقی فائدہ اٹھانا اور حق پر استقامت اور باطل کے مقابلہ میں صف آرائی کو ان کی شہادت کا اصل پیغام یقین کرتے ہیں، اس لئے ان میں سے پابند شریعت لوگ اور جو اپنے عقائد اور دینی تعلیمات سے واقف ہیں، وہ ان مراسم سے الگ رہتے ہیں، لیکن مسلمان عوام کی ایک بڑی تعداد اب بھی بہت جگہ دھوم دھام سے تعزیہ داری کرتی ہے، اور بعض مقامات پر تعزیہ داری کی رونق اسی کے دم سے قائم ہے، ان سنی مسلمانوں نے بعض بعض جگہ اپنے اپنے خیال میں اپنا امتیاز بھی قائم رکھا ہے، اور وہ "دمِ چار یار" کا نعرہ بلند کرتے ہیں۔

شب براءت میں مسلمانوں کا معمول

عیدین، بارہ وفات[1] اور محرم کے بعد سب سے زیادہ مشہور اور عمومی تہوار شب برات کا ہے، یہ قمری سال کے آٹھویں مہینے شعبان کی پندرھویں شب کو ہوتی ہے، مسلمانوں میں عقیدہ ہے کہ اس شب میں اللہ تعالیٰ انسانوں کے متعلق عمر، رزق اور خوش نصیبی و بدنصیبی کے فیصلے فرماتا ہے، اس لئے یہ شب دعا اور عبادت میں گزرنی چاہئے، بہت سے دیندار مسلمان مرد اور عورتیں ۱۴ر شعبان کو روزہ رکھتی ہیں، اور یہ مستحب ہے، ہندوستان میں اس دن حلوہ تیار کرنے کا عام رواج ہے، اور وہ کھایا کھلایا اور دوستوں کے گھر بھیجا جاتا ہے[2]، غروب آفتاب

---

[1] ۱۲ر ربیع الاول کو عام طور پر مسلمان عوام بارہ وفات کہتے ہیں اس لئے کہ مشہور قول کے مطابق اسی دن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت بھی ہوئی اور وفات بھی۔

[2] یہ رسم کس طرح اور کہاں سے شروع ہوئی؟ تاریخی طور پر اس کا سراغ ملنا مشکل ہے، مشہور ہے کہ

(باقی ص ۷۶ پر)

www.abulhasanalinadwi.org

کے بعد دیندار مسلمان قرآن شریف پڑھتے ہیں اپنے اور اپنی اولاد اور دوستوں کے لئے دعا کرتے ہیں، بہت سے لوگ اس رات قبرستان جاتے ہیں اور اپنے بزرگوں اور عزیزوں اور مرحوم دوستوں کی قبروں پر فاتحہ پڑھتے ہیں اور دعائے مغفرت کرتے ہیں باوجود شرعی ممانعت کے شہروں میں عورتوں کے اس روز قبرستان جانے کا بھی رواج ہوتا جا رہا ہے۔

ایک غلط اور غیر اسلامی فعل

اس دینی تہوار کی سب سے زیادہ عجیب و غریب خصوصیت اور رواج، آتش بازی ہے، جو ہندوستان کے ساتھ مخصوص ہے، اس رات میں لاکھوں روپے کی آتش بازی چھوڑ دی جاتی ہے اور گھر پھونک تماشا دیکھا جاتا ہے، باوجود علماء کی مخالفت اور تبلیغ کے، اس عادت میں کوئی خاص کمی نہیں، ہندوستان سے باہر اس کے نہ پائے جانے سے یہ خیال ہوتا ہے کہ شاید یہ دیوالی کی نقل ہے۔

جمعۃ الوداع کی سالانہ تقریب اور نماز کا اہتمام

جمعۃ الوداع نے بھی ایک تہوار، اور ایک سالانہ تقریب کی شکل اختیار کر لی ہے،

(باقی ص ۷۵ کا) پہلی صدی ہجری کے ایک بزرگ اویس قرنی نے (جو اپنے عشق رسولؐ میں مشہور ہیں اور بعض مجبوریوں کی بنا پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت و صحبت سے محروم رہے) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و پیروی میں اپنے دانت توڑ ڈالے تھے (کیونکہ غزوۂ احد میں دندان مبارک شہید ہوئے) ان کی سہولت کے لئے ان کے گھر والوں نے حلوہ تیار کیا تھا، اسی کی یادگار میں اسی روز حلوہ تیار کرنے کا رواج ہے لیکن اس روایت میں علمی اور عقلی طور پر بہت سے سقم ہیں، اور اس کا کوئی تاریخی ثبوت نہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

رمضان مبارک کے آخری جمعہ کو جمعۃ الوداع کہتے ہیں، اور اس دن غسل و نماز اور شہر کی سب سے بڑی مسجد میں نماز پڑھنے کا مسلمان بڑا اہتمام کرتے ہیں، دور دور کے دیہاتوں، گاؤں اور قصبات سے لوگ شہر میں نماز پڑھنے کے لئے آتے ہیں، خاص طور پر دہلی کی جامع مسجد میں بہت بڑی جماعت ہوتی ہے جس میں شرکت کرنے کے لئے کثیر تعداد میں لوگ شہروں اور دور دراز مقامات سے آتے ہیں، اور وہ ایک اچھی خاصی عید کی نماز بن جاتی ہے، ابتدائے اسلام میں اس کا کوئی نشان نہیں ملتا، اور حدیث و فقہ میں بھی اس کا کوئی ذکر نہیں۔

کچھ اور تاریخی دن اور ان کے مراسم

۲۷ رجب کی تاریخ بھی مسلمانوں میں متبرک سمجھی جاتی ہے، عام طور پر مشہور ہے کہ اس روز پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج ہوئی تھی، فرقہ اثنا عشریہ بھی ستائیسویں شب کو اہمیت دیتا ہے، اور اس دن روشنی اور چراغاں کرتا ہے کیونکہ اسی تاریخ کو حضرت علی مرتضیٰؓ کی ولادت ہوئی تھی، ۱۱ ربیع الثانی کو بڑے پیر صاحب (سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ جو اسلام کے مشہور ترین بزرگ اور روحانی پیشوا ہیں) کی گیارہویں کی جاتی ہے، اس دن مٹھائی یا کھانے پر ان کی فاتحہ ہوتی ہے لوگ دعوتیں بھی کرتے ہیں۔[1]

بعض خالص ہندوستانی مسلمان تہوار

ان تہواروں کے علاوہ جو کسی نہ کسی شکل میں ہندوستان کے باہر بھی پائے جاتے ہیں، اور ان کی کچھ نہ کچھ اہمیت ہے، کچھ ایسے تہوار بھی ہیں، جو خالص ہندوستان کی پیداوار ہیں،

---

[1] دیوبندیوں اور سنت پر سختی سے عمل کرنے والوں کو اس کے مروّجہ طریقہ سے اتفاق نہیں تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اور باہر ان کا کوئی تصور نہیں مثلاً رجبی جس میں تقریباً ساٹھ، ستر برس سے کونڈوں کا رواج ہوا ہے[1]، نوچندی جمعرات اور وہ میلے جو ہندوستان کے بزرگوں کے مزارات پر سال بہ سال لگتے ہیں، جیسے غازی میاں کا میلہ جو بہرائچ میں لگتا ہے، اور مشہور بزرگوں کے عُرس جن کی طویل فہرست ہے، اور جن میں سب سے زیادہ مقبول و مشہور عُرس اجمیر کا ہے، جو یکم رجب سے ۶ رجب تک ہوتا ہے، اور دور دور سے زائرین اس میں شرکت کے لئے آتے ہیں مسلمانوں کی وہ جماعتیں اور مکتب خیال جو ٹھیٹ اسلامی خیال کا ہے، اور ہر کام کے لئے قرآن وحدیث، اور قرون اولی کے عمل کی دلیل مانگتا ہے، ان میلوں اور عُرسوں کے خلاف ہے، غالباً ہندوستان کے قدیم دستور، اور یہاں کے زندگی کے طریقوں نے بھی ان متوازی میلوں اور تہواروں اور ان کو شان و شوکت سے منانے کی طرف رہنمائی کی۔

---

[1] میں ایسے معمّر اور سن رسیدہ اشخاص کو جانتا ہوں جن کے زمانہ میں یہ رسم شروع ہوئی، اور وہ بتاتے ہیں کہ اس کی ابتدا کس طرح ہوئی، اور کس طرح وہ دیکھتے دیکھتے پھیل گئی۔

www.abulhasanalinadwi.org

بابِ پنجم

مسلمانوں کی عبادات اور دینی فرائض

ہر مسلمان پر چار چیزیں فرض ہیں

ہر عاقل بالغ مسلمان پر چار چیزیں فرض ہیں، اور اسی لئے ان کو دین کے ارکانِ اربعہ (یعنی چار ستون) کہتے ہیں، پانچ وقت کی نماز، اگر وہ زکوٰۃ کے شرائط پورے کرتا ہے تو سال میں ایک مرتبہ اپنے مال کی زکوٰۃ، رمضان کے روزے اور خانۂ کعبہ کا حج جو عمر میں ایک مرتبہ فرض ہے، یہ وہ فرائض ہیں، جن کا انکار کرنے والا دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، اور ان کا مستقل تارک بھی گویا جماعت مسلمین سے خارج ہے۔[1]

ان ارکانِ دین میں زکوٰۃ اور حج کے لئے کچھ شرطیں ہیں، اور ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ایک مسلمان پر عمر بھر زکوٰۃ اور حج فرض نہ ہو[2] لیکن نماز اور روزے سے کسی عاقل، بالغ مسلمان کا

---

[1] ان ارکان اسلام (نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج) کی حقیقت ان کے اسرار و مقاصد اور حکمتوں کو معلوم کرنے کے لئے مصنف کی کتاب "ارکانِ اربعہ" (اردو میں) اور اس کا انگریزی ترجمہ "THE FOUR PILLARS OF ISLAM" شائع کردہ مجلس تحقیقات و نشریات اسلام (ACADEMY OF ISLAMIC RESEARCH & PUBLICATIONS) ملاحظہ ہو جو اس موضوع پر ایک مفصّل و مدلل کتاب ہے۔

[2] یہاں ان شرائط کی تفصیل کی گنجائش نہیں اس کے لئے فقہ کی کتابوں کا مطالعہ یا کسی عالم سے رجوع کرنا مناسب ہوگا۔

www.abulhasanalinadwi.org

استثناء نہیں، روزے میں بھی اتنی گنجائش ہے کہ اگر کوئی شخص رمضان میں ایسا بیمار ہے کہ روزہ رکھنا اس کے لئے مضر اور خطرناک ہے یا سفر میں ہے تو اس روزے کی قضا دوسرے وقت ہو سکتی ہے لیکن نماز میں اتنی بھی گنجائش نہیں، وہ صحت و مرض، سفر و حضر، ہر حال میں فرض رہتی ہے، البتہ اگر کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکے تو بیٹھ کر، اور بیٹھ کر کے بھی نہ پڑھ سکے، تو لیٹ کر اور اگر یہ بھی دشوار ہو تو اشارہ سے پڑھ سکتا ہے، لیکن نماز معاف نہ ہوگی، یہاں تک کہ حالت جنگ میں بھی (خاص طریقہ پر) نماز ادا کرنے کا حکم ہے[1] سفر میں یہ رعایت ہے کہ چار رکعتوں والی نماز (ظہر، عصر، عشا) دو رکعتوں میں ادا کرے اس میں سنتیں اور نوافل اختیاری رہ جاتے ہیں، اور ان کے مؤکدہ ہونے کی حیثیت ختم ہو جاتی ہے۔

پنجوقتہ نماز سب سے بڑا فریضہ ہے جو ہر حالت میں ضروری ہے

اس طرح نماز عملی فرائض میں سب سے اہم اور سب سے بڑا عمومی اور مشترک فریضہ ہے، اور وہ اسلام کا شعار اور مسلمان کی پہچان بن گئی ہے، یہاں تک کہ اس کو اسلام اور غیر اسلام کے درمیان حد فاصل (LINE OF DEMARCATION) قرار دیا گیا ہے۔

پانچوں نمازوں کے اوقات

اوپر آچکا ہے کہ ہر عاقل، بالغ مسلمان پر پانچ وقت کی نمازیں فرض ہیں یہ پانچ نمازیں فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں ہیں، فجر کی نماز کا وقت صبح صادق[2]

---

[1] اس کو صلوٰۃ الخوف کہتے ہیں، اور اس کی تفصیل مفصل کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہے۔

[2] صبح کو بہت سویرے پورب کی طرف کھڑی سفیدی ظاہر ہوتی ہے جس کے بعد پھر اندھیرا ہو جاتا ہے، اس وقت کا نام صبح کاذب ہے اس کے بعد آسمان کے کنارے کے برابر سفیدی پھیلی ہوتی ہے، اس وقت کا نام صبح صادق ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

طلوع ہونے پر شروع ہوتا ہے اور طلوع آفتاب تک رہتا ہے، اس درمیان یہ نماز ادا ہونی چاہئے، یہ نماز دو رکعت کی ہوتی ہے لیکن چونکہ انسان اس وقت تازہ دم ہوتا ہے اور سہانا وقت، اس لئے اس میں قرأت اور نمازوں کے مقابلہ میں طویل ہوتی ہے، رات کے پچھلے پہر سناٹے میں جب ہُو کا عالم ہوتا ہے، اور دنیا میٹھی نیند سوتی ہوتی ہے، فجر کی نماز کی اذان ہوتی ہے، اذان کے عام الفاظ کے ساتھ (جو بعد میں نقل کئے جائیں گے) مؤذن ان الفاظ کا اضافہ کرتا ہے "اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ، اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ" (نماز سونے سے بہتر ہے، نماز سونے سے بہتر ہے) اور مسلمان مرد و عورت یہاں تک کہ گھر کے بچے عام حالات میں اس پر بیدار ہوجاتے ہیں، اور نماز کی تیاری شروع کر دیتے ہیں، فرض کی دو رکعتوں سے پہلے جو جماعت کے ساتھ ادا ہونی چاہئے سنت کی دو رکعتیں اپنے اپنے طور پر علیحدہ پڑھی جاتی ہیں، اور یہ تمام سنتوں میں زیادہ ضروری ہیں، فجر کی فرض نماز کے بعد سورج نکلنے تک پھر کوئی نماز نہیں ہے۔

ظہر کا وقت آفتاب ڈھلنے کے بعد سے شروع ہوتا ہے، اور اس وقت تک رہتا ہے، جب تک کہ ہر چیز کا سایہ اس کے دوگنا ہو جائے۔

عصر کا وقت ظہر کے بعد سے سورج ڈوبنے تک ہے، اس کو اتنی دیر کرکے پڑھنا کہ آفتاب زرد پڑ جائے ناپسندیدہ ہے۔

مغرب کا وقت آفتاب ڈوبنے کے بعد سے شفق[1] ڈوبنے تک۔

عشاء کا وقت مغرب کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور طلوع صبح تک رہتا ہے، مگر نصف شب تک اس کا ادا کر لینا بہتر ہے۔

---

[1] شفق اس سرخی کا نام ہے، جو سورج ڈوبنے کے بعد مغرب کی طرف آسمان کے کنارے پر ہوتی ہے

www.abulhasanalinadwi.org

ان سب وقتوں میں سترہ رکعتیں فرض ہیں، فجر کے وقت دو رکعت ظہر کے وقت چار رکعت عصر کے وقت چار، مغرب کے وقت تین، عشاء کے وقت چار، ان فرض رکعتوں کے علاوہ مختلف اوقات میں بارہ سنتیں اور تین واجب ہیں، فجر کے وقت دو رکعت سنت، ظہر کے وقت فرض سے پہلے چار رکعت سنت اور فرض کے بعد دو رکعت سنت، مغرب کے وقت فرض کے بعد دو رکعت سنت، عشاء کے وقت فرض کے بعد دو رکعت سنت اس کے بعد تین رکعتیں واجب ہیں، جن کو وتر کہتے ہیں۔

یہ سب سنن مؤکدہ ہیں، سنت مؤکدہ وہ نمازیں ہیں جن کا ہمیشہ پڑھنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے، واجب وہ ہے جس کی فرض کے برابر تاکید آئی ہے، مگر فرض سے اس کا درجہ کچھ کم ہے۔[1]

نماز کیسے پڑھی جائے

اب آیئے ذرا قریب سے مسلمانوں کو نماز پڑھتا ہوا دیکھیں اور معلوم کریں کہ وہ نماز کس طرح ادا کرتے ہیں، اس میں کیا پڑھتے ہیں، کس طرح کھڑے ہوتے ہیں اور جھکتے ہیں، اور کس طرح اس کو شروع اور ختم کرتے ہیں، کون سا ہندوستانی شہری اور دیہاتی ہے، جس کے کان میں اذان کی آواز نہ پڑی ہوگی، اور جس کی بستی یا شہر میں مسجد نہ ہوگی، مسجدوں کے پاس سے گزرتے مسلمانوں کے گھر آتے جاتے اور سفر کرتے ہوئے بھی ہم نے مسلمانوں کو نماز پڑھتے ہوئے بارہا دیکھا ہے لیکن شاید بعض لوگوں کو عمر بھر اس کا موقع نہ ملا ہوگا کہ وہ نماز کو غور سے دیکھیں یا کسی مسلمان بھائی سے دریافت کریں کہ ان کے یہاں نماز کس طرح پڑھی جاتی ہے، اس لئے

---

[1] فرض اور واجب کا فرق سمجھنے کے لئے بڑی کتابوں کی طرف رجوع کی ضرورت ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اس بارے میں یا تو ہمیں کچھ معلومات نہیں یا بہت سطحی اور ناقص معلومات ہیں۔[1]

اذان

سب سے پہلے اذان کو لیجئے جو پانچ وقت بلند آواز سے کہی جاتی ہے، اور جس کی گونج سے کوئی قریہ، کوئی شہر اور مشترک آبادی کا کوئی محلہ مشکل سے خالی ہوگا، پہلے اذان کے الفاظ سنئے پھر اس کا ترجمہ پڑھئے:-

اللہ اکبر اللہ اکبر، اللہ اکبر	اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے
اللہ اکبر، اشہد ان لا الٰہ	اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، میں گواہی
الا اللہ، اشہد ان لا الٰہ الا اللہ	دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے،
اشہد ان محمداً رسول اللہ،	میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود
اشہد ان محمداً رسول اللہ،	سوائے اللہ کے، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ
حی علی الصلوٰۃ، حی علی الصلوٰۃ	کے پیغمبر ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے
حی علی الفلاح، حی علی الفلاح	پیغمبر ہیں، آؤ نماز کو، آؤ نماز کو، آؤ کامیابی کو،

---

[1] اس سلسلہ میں ہم کو بعض عجیب و غریب تجربے ہوئے، ایک مرتبہ خود ان سطور کا لکھنے والا ریل کے ایک سفر میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا، نماز میں بار بار اللہ اکبر کے لفظ کہے جاتے ہیں اور اسی سے نمازی رکوع اور سجود کرتا ہے، میں جب نماز پڑھ کر فارغ ہوا تو ایک ہندو ہم سفر دوست جو اچھے خاصے پڑھے لکھے تھے، مجھ سے پوچھنے لگے کہ آپ لوگ جو نماز میں اللہ اکبر کہتے ہیں تو اکبر سے مطلب اکبر بادشاہ ہے؟ بعینہ یہی واقعہ ہمارے ایک دوسرے دوست کو پیش آیا جن سے یہی سوال تاریخ کے ایک ہندو پروفیسر نے کیا، اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ہماری ایک دوسرے کے متعلق دینی واقفیت کتنی ناقص ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اللہ اکبر اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ۔ | آؤ کامیابی کو، اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے۔

نماز سے پہلے وضو کیا جاتا ہے

نماز سے پہلے مسلمان کو وضو کرنا ہوتا ہے، وضو طہارت کے اس خاص طریقہ کا نام ہے جس کے بغیر نماز نہیں ہوتی، وضو میں پہلے پہونچوں تک تین[1] مرتبہ ہاتھ دھوئے جاتے ہیں، پھر تین مرتبہ کلی کی جاتی ہے، پھر تین مرتبہ ناک پانی سے صاف کی جاتی ہے، پھر تین مرتبہ منہ کو ماتھے کے بالوں سے ٹھڈی کے نیچے تک، اور اس کان کی لو سے اس کان کی لو تک دھوتے ہیں، پھر داہنا ہاتھ کہنیوں سمیت تین بار دھو کر بایاں ہاتھ کہنیوں سمیت تین بار دھوتے ہیں، پھر ایک بار سارے سر کا مسح کرتے ہیں یعنی ہاتھ تر کر کے سر کے بالوں پر ایک بار پھیر لیتے ہیں، پھر داہنا پاؤں ٹخنوں تک تین بار دھوتے ہیں، پھر بایاں پاؤں اسی طرح دھوتے ہیں پیشاب، پاخانہ اور ریاح وغیرہ کے خارج ہونے سے یہ وضو ضروری ہو جاتا ہے، اور اس کے بغیر نماز درست نہیں ہوتی، سو جانے سے بھی وضو کی ضرورت پڑ جاتی ہے، ایک وضو سے (اگر وہ نہ ٹوٹے) کئی کئی وقت کی نمازیں پڑھی جا سکتی ہیں، وضو کا انتظام عام طور پر مسجدوں میں ہوتا ہے، اس کے لئے حوض یا ٹونٹیاں ہوتی ہیں، پاک لوٹوں اور بدھنوں کا بھی انتظام ہوتا ہے، بہت سے دیندار مسلمان اپنے گھروں سے وضو کر کے جاتے ہیں، تاکہ ان کو زیادہ ثواب ملے، بڑی مسجدوں میں سردیوں کے موسم میں گرم پانی کا بھی انتظام ہوتا ہے۔

---

[1] تین مرتبہ دھونا مسنون ہے، وضو دو یا ایک مرتبہ دھونے سے بھی ہو جاتا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

مسجد میں مسلمان کا معمول اور طریقہ

مسجد جا کر اگر وضو ہے تو اسی وقت ورنہ وضو کر کے آدمی سنّت یا نفل میں مشغول ہو جاتا ہے اگر وہ اس سے فارغ ہو چکا ہے تو خاموش نماز کے انتظار میں بیٹھ جاتا ہے یا قرآن شریف کی تلاوت یا اپنے ورد وظیفہ میں مشغول ہو جاتا ہے، جماعت کا وقت آتا ہے تو پہلے اقامت کہی جاتی ہے جو جماعت کے شروع ہونے کا اعلان ہے، اس میں سب وہی الفاظ ہیں جو اذان میں کہے جاتے ہیں صرف دو جملے زائد ہوتے ہیں۔

قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ۔ نماز کھڑی ہونے جا رہی ہے نماز کھڑی ہونے جا رہی ہے۔

صف بندی اور امام و مقتدی کی جماعت

جو لوگ مسجد میں منتشر یا کسی خیر میں مشغول ہوتے ہیں، سب صف میں آ کر کھڑے ہو جاتے ہیں، اقامت کے خاتمہ پر امام جو محلہ کا کوئی عالم دین یا حافظ قرآن یا کوئی پڑھا لکھا مسلمان ہوتا ہے[1] تکبیر کہتا ہوا کانوں کی لَو تک ہاتھ اٹھا کر ناف پر ہاتھ باندھ لیتا ہے، اور نماز شروع کر دیتا ہے، اور اس طرح وہ اور مقتدی غلاموں کی طرح ہاتھ باندھے ہوئے

---

[1] اسلام میں اماموں اور عالموں کا کوئی مخصوص طبقہ (PRIEST CLASS) نہیں جن کے بغیر مسلمانوں کی عبادتیں نہ ادا ہو سکیں، کوئی اہل مسلمان اس فریضہ کو انجام دے سکتا ہے لیکن اب انتظامی مصلحتوں اور سہولت کی وجہ سے اکثر مسجدوں میں امام اور موذن مقرر ہیں، اور چونکہ وہ اس کام کے لئے اپنے کو فارغ کر دیتے ہیں، اس لئے محلے یا مسلمانوں کی جماعت یا اوقاف سے ان کو تنخواہ دی جاتی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

خدا کے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں، وہ نمازیوں سے آگے درمیان میں کھڑا ہوتا ہے کچھ دیر امام و مقتدی سب خاموش رہ کر ایک دعا پڑھتے ہیں جس کے الفاظ یہ ہیں:۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ	اے اللہ تو خوبیوں والا ہے، اور تیرا نام
وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى	مبارک ہے اور تیری شان بلند ہے
جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ ۔	اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

امام کا نماز پڑھانے کا اور مقتدیوں کے پڑھنے کا طریقہ

پھر اگر نماز جہری ہوتی ہے تو وہ آواز سے قراءت شروع کر دیتا ہے[1]، اس دعا سے فارغ ہونے کے بعد وہ سورہ فاتحہ پڑھتا ہے، یہ ہر نماز میں پڑھی جانے والی سورہ ہے اور یہ قرآن مجید کا دیباچہ PREFACE اور اسلام کا خلاصہ ہے یہ قرآن مجید کا سب سے زیادہ پڑھا جانے والا حصّہ اور اس کا اسلام میں بڑا درجہ ہے، اس لئے اس کو یہاں مع ترجمہ کے نقل کیا جاتا ہے:۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝	رحم والا ہے، سب تعریف خدا ہی کو سزاوار
اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ	ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے بڑا مہربان
الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ	نہایت رحم والا ہے، انصاف کے دن کا حاکم
نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ	ہے اے پروردگار ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور

[1] پانچ نمازوں میں تین نمازیں جہری ہیں، مغرب، عشاء، فجر اور دو سرّی یعنی ان میں سوائے تکبیروں کے امام زور سے کچھ نہیں پڑھتا وہ ظہر اور عصر کی نمازیں ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ	تجھی سے مدد مانگتے ہیں ہم کو سیدھے راستہ چلا
اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ	ان لوگوں کے راستے جن پر تو اپنا فضل و کرم کرتا رہا
عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝	نہ ان کے جن پر غصہ ہوتا رہا اور نہ گمراہوں کا۔

اس سورہ کے ختم ہونے پر امام اور مقتدی "آمین" کہتے ہیں جس کے معنی ہیں (اے اللہ ہماری دعا قبول فرما) پھر امام قرآن شریف کی کوئی سورہ یا قرآن کی کچھ آیات پڑھتا ہے، یہاں پر دو مختصر ترین سورتیں ترجمہ کے ساتھ نقل کی جاتی ہیں:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت
وَالْعَصْرِ ۙ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ	رحم والا ہے، زمانہ گواہ ہے کہ انسان نقصان
خُسْرٍ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا	میں ہے مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل
الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ	کرتے رہے اور آپس میں حق (بات) کی
وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝	تلقین اور صبر کی تاکید کرتے رہے۔
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت
قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝	رحم والا ہے کہو کہ وہ (ذات پاک جس کا نام)
لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ	اللہ ہے) ایک ہے (وہ) معبود برحق جو بے نیاز
لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝	ہے، نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا، اور
	کوئی اس کا ہمسر نہیں۔

اس کے بعد امام تکبیر کہتا ہے اور سب نیم ایستادہ ہو جاتے ہیں، اس کو رکوع کہتے ہیں، اس میں تین بار یا اس سے زائد "سبحان ربی العظیم" (پاک ہے میرا باعظمت پروردگار) کہا جاتا ہے، پھر امام کہتا ہے "سمع اللہ لمن حمدہ" (اللہ نے اس کو سنا جس نے اس کی حمد بیان کی)

www.abulhasanalinadwi.org

اور لوگ ذرا دیر کے لئے سیدھے کھڑے ہو جاتے ہیں اور مقتدی "ربنا لک الحمد" (اے ہمارے رب تیرے واسطے سب خوبیاں ہیں) کہتے ہیں پھر امام "اللہ اکبر" کہتے ہوئے سجدہ میں جاتا ہے اور مقتدی بھی اس کی پیروی کرتے ہیں، سجدہ میں پیشانی اور ناک زمین پر ہوتی ہے، دونوں ہتھیلیاں کھلی ہوئی زمین پر ٹکی ہوتی ہیں کہنیاں زمین سے اٹھی ہوئی اور بغلوں سے الگ ہوتی ہیں گھٹنے زمین سے لگے ہوتے ہیں، سجدہ میں تین بار یا اس سے زائد "سبحان ربی الاعلیٰ" (میرا رب سب سے بلند ہے) کہا جاتا ہے، اس کے بعد "اللہ اکبر" کہتے ہوئے خاص ہئیت سے سیدھے بیٹھ جاتے ہیں پھر "اللہ اکبر" کہتے ہوئے اسی طرح دوسرے سجدہ میں جاتے ہیں، پھر دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں، اس کی وہی ترکیب ہے جو پہلی رکعت میں گزری اسی پر ہر رکعت کو قیاس کرنا چاہیئے، ہر دو رکعت کے بعد بیٹھنا ضروری ہے جس کو قعدہ کہتے ہیں جس قعدہ کے بعد کھڑا ہونا ہو اس میں صرف یہ الفاظ کہے جاتے ہیں۔

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ	سب سلام اور رحمتیں اور پاک چیزیں خدا ہی کے
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ	لئے ہیں اے اللہ کے نبی تم پر خدا کی رحمت
اللّٰہِ وَبَرَکَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَ	اور سلام ہو اور اس کی برکت نازل ہو اور
عَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ	سلام ہم پر اور خدا کے نیک بندوں پر ہو،
اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَ	میں اقرار کرتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود
اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ	نہیں اور میں اقرار کرتا ہوں کہ محمد صلے اللہ
وَرَسُوْلُهٗ۔	علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔

اور جس قعدہ کے بعد سلام پھیرنا ہوتا ہے تو حسب ذیل دعا کا اور اضافہ کیا جاتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ	اے اللہ حضرت محمد اور ان کی آل پر رحمت

www.abulhasanalinadwi.org

كَمَا صَلَّيْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَعَلَىٰ آلِ
إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ اَللّٰهُمَّ
بَارِكْ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَّعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا بَارَكْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَعَلَىٰ
آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ ۝

نازل فرمایا جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیمؑ اور
ان کی آل پر نازل فرمائی ہے، یقیناً تو تمام
خوبیوں والا ہے اے اللہ برکت نازل کر
حضرت محمدؐ اور ان کی آل پر جیسی برکت نازل
کی ہے حضرت ابراہیمؑ اور ان کی آل پر یقیناً
تو خوبیوں والا اور بزرگی والا ہے۔

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي
الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ
النَّارِ ۝ (البقرہ-۲۰۱)

اے اللہ ہم کو دے دنیا اور
آخرت میں بھلائی اور جہنم کے عذاب
سے بچا۔

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ
جَهَنَّمَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ
وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ
وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ

اے اللہ بچا مجھ کو عذاب جہنم اور عذاب
قبر سے اے اللہ پناہ مانگتا ہوں زندگی
اور موت کی آزمائش اور مسیح دجال
کے فتنہ کے شر سے۔

اس کے بعد سلام پھیر جاتا ہے، امام کہتا ہے "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" (تم پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت ہو) اور نماز ختم ہو جاتی ہے، یہ نماز کا بہت اجمالی تعارف ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ غیر مسلم بھائیوں کے سامنے اس کا ڈھانچہ اور خاکہ آجائے اور ان کو اس کی روح کا بھی کچھ اندازہ ہو جائے، اس سے کوئی نماز پڑھنا نہیں سیکھ سکتا اور نہ یہ اس کا مقصد ہے یہ بات تو عملی تعلیم اور بار بار کے مشاہدے اور عمل کے بغیر نہیں آسکتی

www.abulhasanalinadwi.org

جمعہ ہفتہ کی عید اور مسلمانوں کے یہاں اس عید کا اہتمام

جمعہ کے دن ظہر کی نماز کے بجائے جمعہ کی مخصوص نماز ہوتی ہے، وقت اس کا وہی ہے جو ظہر کا ہے، اس میں ایک طرف تو یہ کمی کر دی گئی ہے کہ چار رکعت کے بجائے دو رکعت ہوتی ہیں، دوسری طرف یہ اضافہ ہے کہ نماز سے پہلے خطبہ ہوتا ہے، اور نماز جہری ہوتی ہے، یعنی سورۂ فاتحہ اور سورہ ہر رکعت میں امام بلند آواز سے پڑھتا ہے، جمعہ مسلمانوں کے یہاں بڑا متبرک دن ہے، اور وہ ایک طرح کی ہفتہ کی عید ہے، اس دن غسل کرنا صاف اور اُجلے کپڑے پہننا سنت ہے، بہتر یہ سمجھا گیا ہے کہ زیادہ سے زیادہ مسلمان ایک جگہ نماز پڑھیں اس لئے ہر بڑے شہر میں ایک ایک ایسی بڑی مسجد کا رواج قدیم سے چلا آرہا ہے جس کو جامع مسجد کہتے ہیں، جیسے دہلی کی جامع مسجد، آگرہ کی جامع مسجد وغیرہ، مسلمان نہا دھو کر، اور اگر بیماری، وقت کی کمی یا کسی اور عذر سے ایسا نہ ہو سکا تو حتی الامکان صاف ستھرے طریقہ پر مسجد میں پہونچ جاتے ہیں، اور دو رکعت یا چار رکعت سنت پڑھ کر نماز کے انتظار میں خاموش بیٹھ جاتے ہیں۔

جمعہ کا خطبہ

ہر ایسی مسجد میں جہاں جمعہ ہوتا ہے (اور اب بڑے شہروں میں اکثر مسجدوں میں ہوتا ہے) منبر موجود ہوتا ہے، جب خطیب اس پر پہونچ جاتا ہے تو ایک دوسری اذان پہلی صف میں کھڑے ہو کر یا ذرا پیچھے ہٹ کر دی جاتی ہے جس کے وہی الفاظ ہوتے ہیں، جو اوپر گزر چکے، پھر خطیب کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتا ہے، اس خطبہ کی اصل تو یہ تھی کہ خطیب اس موقع پر ایک مختصر دینی تقریر کرے جس میں دین کے اصول اور بنیادی تعلیمات کو

www.abulhasanalinadwi.org

پیش کرے اور اگر وقت اور مقام کا کوئی تقاضا یا کوئی اجتماعی پیغام ہے تو مناسب اور مختصر طریقہ پر وہ مسلمانوں تک پہونچائے یہی آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا طرز عمل تھا، آپ کا خطبۂ جمعہ طاقتور، موثر، زندگی سے لبریز اور معتدل پیمانہ کا ہوتا تھا، اب بھی بہت سے اسلامی ملکوں میں اس کی تقلید کی کوشش کی جاتی ہے، اور ہر جمعہ کا نیا خطبہ ہوتا ہے لیکن ہندوستان اور بہت سے عجمی ملکوں میں جن کی زبان عربی نہیں ہے اس طریقہ کی پیروی کو مشکل سمجھ کر اب کسی چھپی ہوئی کتاب سے خطبہ پڑھ دیا جاتا ہے یا اماموں کو زبانی یاد ہوتا ہے، اس کے بعد خطیب چند سکنڈ کے لئے بیٹھ جاتا ہے، پھر دوسرا خطبہ دیتا ہے، بعض مقامات پر پہلے یا دوسرے خطبہ کے درمیان مقامی زبان میں نمازیوں سے خطاب کرنے اور وعظ کہنے کا رواج بھی شروع ہو گیا ہے۔

ایک عربی خطبہ کا ترجمہ

یہاں نمونہ کے طور پر ایک عربی خطبہ کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے، جو ہندوستان میں زیادہ مقبول اور رائج ہے[1]، اور اکثر بڑے بڑے علماء اسی کو (کتاب میں دیکھ کر یا زبانی) پڑھتے ہیں۔

"حمد وصلوٰۃ کے بعد" لوگو! توحید کو اختیار کرو (اللہ کو اپنی ذات و صفات میں ایک سمجھو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ سمجھو) اس لئے کہ توحید خدا کی سب سے بڑی فرمانبرداری اور سب سے برگزیدہ عمل ہے، ہر کام میں اللہ سے شرم و لحاظ کرو، اس لئے کہ یہ شرم و لحاظ کی عادت تمام نیکیوں کی بنیاد ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے طور و طریق (سنت) کو مضبوط پکڑو، اس لئے کہ

---

[1] یہ خطبہ مولانا محمد اسماعیل شہید دہلویؒ (ش ۱۲۴۶ھ ـ ۱۸۳۰ء) کی تصنیف ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

سنت اطاعت و فرمانبرداری کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا، وہ صراط مستقیم پر گامزن اور منزلِ مقصود کا پانے والا ہوگا، دین میں جو نئی نئی باتیں (بدعات) نکالی گئی ہیں ان سے ہمیشہ دور رہنا، اس لئے کہ ان کا نتیجہ خدا کی نافرمانی اور گمراہی ہے، اپنی پوری زندگی میں سچائی کا شیوہ اختیار کرو اس لئے کہ سچائی میں نجات اور جھوٹ میں ہلاکت ہے، احسان اور سلوک کو اپنی زندگی کا دستور بناؤ اس لئے کہ اللہ کو احسان کرنے والے محبوب ہیں، اللہ کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہو، اس لئے کہ وہ تمام رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے، دنیا پر فریفتہ نہ ہونا کہ سب کچھ کھو بیٹھو، دیکھو کسی کو اس وقت تک موت نہیں آسکتی، جب تک کہ اس کو اس کی مقدّر روزی نہ پہونچ جائے، اس لئے خدا کی نافرمانی اور حلال و حرام جائز و ناجائز طریقہ پر روزی کمانے کی کوشش فضول ہے، اپنے مقاصد کے حصول کے لئے وسائل بھی اچھے اختیار کرو، اپنے سب کاموں میں خدا پر بھروسہ رکھو، اس لئے کہ اس کو اپنے اوپر بھروسہ کرنے والوں کا بڑا خیال ہے، دعا میں کمی نہ کرو، اس لئے کہ خدا سب کی سنتا اور سب کی جھولی بھرتا ہے، اس سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتے رہو، اور استغفار کرتے رہو، اس سے تمہارے مال و اولاد میں برکت ہوگی، اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ط إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ

تمہارے پروردگار نے کہہ دیا ہے کہ مجھ سے مانگو میں قبول کروں گا بے شک جن لوگوں کو میری بندگی اختیار کرنے سے عار آتا ہے

دٰخِرِیْنَ ٥ اوران کی شان کو بڑا لگتا ہے، وہ

(المؤمن ۔ ٦٠) دوزخ میں ذلیل وخوار ہو کر جائیں گے۔

اللہ ہم کو اور تم کو قرآن کی دولت میں سے زیادہ حصہ عطا فرمائے، اور ہم کو اور تم کو اس کی آیتوں اور اس کی حکیمانہ نصیحتوں سے فائدہ پہونچائے میں اپنے لئے تمہارے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے خدا سے مغفرت کی دعا کرتا ہوں تم بھی اس سے مغفرت چاہو، بے شک وہ بڑا غفور ورحیم ہے"۔

دوسرے خطبہ کے اجزاء

دوسرے خطبہ کا ایک اہم جزء صلوٰۃ وسلام، خلفائے راشدین اور اہلبیت کرام کے لئے مغفرت اور ترقیِ درجات کی دعا، اور عام مسلمانوں کے لئے دنیا کے لئے خیر و فلاح کی دعا ہے، عام طور پر اس خطبہ کا خاتمہ قرآن مجید کی اس آیت پر کیا جاتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ — اللہ عدل واحسان اور صلہ رحمی کا حکم

وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی — دیتا ہے، اور بدی و بے حیائی اور ظلم و

عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ — زیادتی سے منع کرتا ہے، وہ تمہیں

یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ٥ (النحل ۹۰) — نصیحت کرتا ہے تاکہ تم سبق لو۔

نماز جمعہ اور اس کے بعد عام مشغولیت

اس کے بعد امام منبر سے اتر کر محراب میں کھڑا ہو جاتا ہے، اور اسی طرح سے نماز شروع ہو جاتی ہے، جیسے اوپر بیان کیا گیا ہے، نماز ختم ہونے کے بعد لوگ دو یا چار

www.abulhasanalinadwi.org

سنتیں وہیں مسجد میں یا گھر میں پڑھ کر اپنی دنیوی ضرورتوں میں مشغول ہو جاتے ہیں اور خدا کا بھی یہی منشا قرآن شریف میں بیان کیا گیا ہے کہ اس کے بعد تعطّل اور بے کاری ضروری نہیں، لوگ تجارت، زراعت اور دوسرے تمدّنی، اقتصادی اور علمی مشاغل میں مشغول ہو سکتے ہیں، اور زندگی کو اپنے معمول پر آجانا چاہیئے۔[1]

پچھلی رات کی نماز تہجّد

عیدین کی نماز کا طریقہ مسلمانوں کے تہواروں کے تذکرہ میں گزر چکا تراویح کا ذکر روزے کے سلسلہ میں آئے گا۔

فرض نمازوں کے بعد (نفلی نمازوں میں سے) تہجد کی بڑی اہمیت ہے، آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی ایسی پابندی کی اور اس کے متعلق قرآن شریف میں ایسے ترغیبی الفاظ ہیں کہ ان کی بناء پر علماء کے ایک گروہ کا یہ خیال ہو گیا کہ وہ آپ کے حق میں فرض تھا، اب بھی بہت سے دیندار مسلمان اس کے بڑے پابند ہیں، اور شاید دوسرے اسلامی ملکوں سے کچھ زیادہ ہی ہندوستان میں پچھلی رات کو اٹھنے والے اور ذوق شوق کے ساتھ تہجد کی آٹھ یا بارہ رکعتیں پڑھنے والے ملیں گے، یہ نماز دو دو رکعت کر کے پڑھی جاتی ہے، اس میں قراءت طویل ہوتی ہے، اس کا وقت نصف شب کے بعد سے صبح صادق کے طلوع تک ہے۔

زکوٰۃ جو اسلام کا دوسرا رکن ہے

زکوٰۃ اسلام کا دوسرا اہم رکن ہے، اور قرآن شریف میں تیس سے اوپر مقامات پر

---

[1] سورۂ جمعہ۔ ۱۰۔

www.abulhasanalinadwi.org

اس کا نماز کے ساتھ تذکرہ آیا ہے، اس کو کئی جگہ نماز کی طرح اسلام کی علامت اور فرمانبرداری کی نشانی قرار دیا گیا ہے، یہ ہر مسلمان عاقل بالغ، مالک نصاب پر فرض ہے، نصاب اس مقررہ مقدار کو کہتے ہیں جس کے موجود ہونے پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے بشرطیکہ وہ مقدار اس شخص کی اصلی حاجتوں سے زیادہ ہو، نصاب ہر چیز کا جدا جدا ہے، سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ ہے اور چاندی کا ساڑھے باون تولہ جس کے پاس اتنا سونا اور چاندی ہو اور وہ اس کی حاجت سے زیادہ ہو اور پورا سال اس پر گزر جائے تو اس شخص پر اس کا چالیسواں حصہ (۲½ فی صد) خدا کی راہ میں دینا واجب ہے سونے چاندی کے سوا سوداگری کے مال پر بھی اگر اس کی قیمت نصاب کے برابر ہے، زکوٰۃ فرض ہے اسی طرح پیداوار کی بھی زکوٰۃ ہے اگر بارش کے پانی سے پیداوار ہوئی ہے یا ندی اور دریا کے کنارے پر ترائی میں کوئی چیز بوئی اور بے سینچے پیدا ہو گئی تو ایسے کھیت میں جو کچھ پیدا ہوا ہے اس کا دسواں حصہ خیرات کر دینا چاہیئے اور اگر کھیت کو پُر یا رہٹ چلا کر یا کسی اور طریقے سے سینچا ہے تو پیداوار کا بیسواں حصہ خیرات کرنا چاہیئے، مویشیوں، اونٹ، گائے، بکری وغیرہ کی بھی زکوٰۃ ہے زکوٰۃ سال میں ایک بار فرض ہے زکوٰۃ کے حقدار، غریب، محتاج اور نظام زکوٰۃ کے سلسلہ میں کام کرنے والے ہیں۔[۱]

---

[۱] زکوٰۃ اسلامی قانون اور "فقہ" کے ان ابواب میں ہے جن میں جزئیات اور تفصیلات کی بڑی کثرت ہے، اور اس کے بارے میں بڑی باریک بینی سے کام لیا گیا ہے، ہمارے سامنے اس وقت ایک مصری عالم (شیخ یوسف القرضاوی) کی حال میں شائع ہونے والی کتاب "فقہ الزکاۃ" ہے جس میں اس کے مسائل کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے، یہ دو ضخیم جلدوں میں ہے، پوری کتاب باریک ٹائپ کے ۱۲۱۱ صفحوں میں مکمل ہوئی ہے اس لئے اس مختصر کتاب میں جو بنیادی طور پر غیر مسلم بھائیوں کے لئے لکھی گئی ہے، اس کا ابتدائی تعارف ہی پیش کیا جا سکتا ہے اس کا پورا نظام اور روح سمجھنے کے لئے ہماری کتاب "ارکان اربعہ" میں زکوٰۃ کا باب دیکھنا چاہیئے۔

www.abulhasanalinadwi.org

زکوٰۃ ٹیکس یا جرمانہ نہیں بلکہ مستقل عبادت اور الٰہی نظام ہے

زکوٰۃ کے بارے میں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ وہ محض کوئی ٹیکس یا جرمانہ یا سرکاری مطالبہ نہیں ہے، وہ نماز روزے کی طرح ایک مستقل عبادت ہے اور خدا سے قرب حاصل کرنے کا ایک ذریعہ اور اخلاقی اصلاح اور تربیت کا ایک الٰہی نظام ہے، اس لئے علماء کے نزدیک اس کے لئے نیت فرض ہے، اگر بلا نیت ادا کرے گا تو نماز کی طرح زکوٰۃ بھی ادا نہیں ہوگی[1]، اس کے ادا کرنے میں بھی ترفع، احسان اور فخر و غرور کا جذبہ نہیں ہونا چاہئے بلکہ تواضع، عجز اور احسان مندی کی روح ہونی چاہئے، اور اپنے بجائے قبول کرنے والے کو محسن سمجھنا چاہئے، زکوٰۃ کے مستحقین کی خود جستجو اور ان کا انتخاب و اہتمام بھی مطلوب ہے، یہ بھی بہتر سمجھا گیا ہے کہ ایک ہی جگہ کے مالداروں سے نکل کر وہیں کے غرباء میں تقسیم ہو (سوائے اس کے کہ وہاں اس کے مستحق نہ پائے جاتے ہوں) قرآن مجید میں زکوٰۃ کو سود کا (جو اسلام میں حرام ہے) بالکل متوازی اور مقابل قرار دیا گیا ہے، اور جتنی زکوٰۃ کی تعریف کی گئی ہے، ثانی الذکر کی مذمت کی گئی ہے۔

عام صدقہ و خیرات

یہ بھی بتایا گیا ہے کہ زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد بھی جس سے صاحب نصاب اپنے فرض سے سبکدوش ہو جاتا ہے، مال میں غرباء و مساکین کا حق اور مدات خیر کا حصہ ہے "ان فی المال حقاً سوی الزکوٰۃ" (مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی غریبوں کا حق ہے) اس سے خیرات کی ابتدا ہوتی ہے انتہا نہیں ہوتی، اسلام نے زکوٰۃ لینے والوں اور خیرات کھانے والوں کا

---

[1] مولانا بحر العلوم فرنگی محلی، رسائل الارکان ص ۱۶۳

www.abulhasanalinadwi.org

کوئی دائمی اور مستقل طبقہ تسلیم نہیں کیا ہے جس کی بنیاد کسی نسل خاندان یا پیشہ پر ہو، بلکہ اس نے پیغمبر اسلام کے خاندان بنی ہاشم کو ہمیشہ کے لئے اس سے محروم کر دیا، اس طرح مسلمانوں میں مذہبی اور طبقاتی اجارہ داری (CLASS EXPLOITATION) کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔

روزہ اسلام کا تیسرا رکن ہے جو ہر عاقل بالغ مسلمان پر فرض ہے

روزہ اسلام کا تیسرا رکن ہے، اور وہ بھی ہر عاقل بالغ مسلمان پر فرض ہے، البتہ اگر وہ روزے کے زمانہ میں بیمار یا حالت سفر میں ہو تو وہ اس وقت روزہ چھوڑ سکتا ہے لیکن پھر اس کو دوسرے وقت میں قضا کرنا پڑے گا، خدا نے روزے کے لئے رمضان کے مبارک مہینہ کا انتخاب فرمایا ہے جس کو قرآن مجید سے خاص مناسبت ہے، اور خاص برکتوں اور رحمتوں کا مہینہ ہے۔[1]

رمضان کے آنے سے مسجدوں میں رونق اور مسلمان گھروں میں بہار آجاتی ہے

رمضان کے چاند کے طلوع کے ساتھ رمضان اس کی عبادات اور اس کے مخصوص روحانی مشاغل اور اس کی نورانی فضا کا آغاز ہو جاتا ہے، اور مسلمانوں کے گھروں اور بستیوں میں ایک نئی زندگی نظر آنے لگتی ہے یہ مہینہ اگرچہ صبر و ضبط نفس، وقار و سنجیدگی اور بہت سی غیر معمولی پابندیوں اور احتیاطوں کا پیام لے کر آتا ہے لیکن عام طور پر اس کا استقبال مسرت بلکہ محبت کے ساتھ کیا جاتا ہے، اور دینی ذوق اور قرآن سے عشق رکھنے والوں کے

---

[1] روزے اور رمضان کی مناسبت اور جوڑ، اسی میں روزے کی فرضیت کی مصلحتیں، ایک مخصوص مہینہ کے تعین اور اس کے لئے پورے انتیس یا تیس دن ضروری ہونے کی حکمت معلوم کرنے کے لئے "ارکان اربعہ" یا اس کے انگریزی ترجمہ میں روزے کا باب ملاحظہ فرمانا چاہئے۔

www.abulhasanalinadwi.org

حساب سے تو گویا بہار آجاتی ہے گھروں میں خاص چہل پہل اور مسجدوں میں نئی رونق نظر آنے لگتی ہے، روز تو عشاء کی نماز پڑھ کر سب اپنے اپنے گھر رخصت ہو جاتے تھے، اور اپنے کام میں لگ جاتے تھے، لیکن رمضان کی چاند رات میں کچھ بات ہی اور نظر آتی ہے آج کچھ نمازوں میں بھی اضافہ نظر آتا ہے کچھ نمازیوں میں بھی، نمازیوں میں اضافہ یہ کہ بہت سے مسلمان جو مکان یا دوکان میں نماز پڑھ لیتے تھے، اور دیر سویر کا بھی ان کو کچھ زیادہ اہتمام نہ تھا، آج چست و مستعد ہشاش بشاش مسجد میں نظر آ رہے ہیں۔

نمازِ تراویح اور قرآن شریف کا ختم

اور نمازیں اضافہ یہ کہ عشاء کی دو سنتوں کے بعد آج تراویح کی نماز ہو گی یہ ۲ دو ۲ دو کر کے ۲۰ بیس رکعتوں کی نماز ہے، ہر ۲ دو رکعت پر سلام پھیرا جاتا ہے اس میں قرآن شریف تسلسل کے ساتھ پڑھا جاتا ہے، کہیں ایک پارہ، کہیں دو پارے اور کہیں پانچ اور کہیں دس تراویح میں قرآن شریف ختم کیا جاتا ہے، کوئی ایسا کم ہمت مسلمان ہو گا جو پورا قرآن شریف سننے کے بجائے چند سورتیں سننے پر اکتفا کرے، ایسے ایسے جیّد حافظ بھی ہیں جو ۱۰ دس دس اور ۱۵ پندرہ ۱۵ پندرہ پارے بھی ایک رات میں سنا دیتے ہیں، اور بعض رات بھر میں قرآن شریف پڑھ کر ہی دم لیتے ہیں، مسلمان اکثر بڑے ذوق و شوق سے تراویح پڑھتے ہیں، اور کبھی اس میں ایک گھنٹہ کبھی دو گھنٹے اور قرآن مجید پڑھنے کی مقدار کے مطابق کبھی تین تین، چار چار گھنٹے لگا دیتے ہیں۔

پچھلے پہر اٹھ کر سحری کھانا

رات کو صبح صادق[1] سے پہلے پہلے (روزے کی طاقت پیدا کرنے کے لئے اور تاکہ

---

[1] اس کا بیان نماز کے اوقات میں گزر چکا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

بھوک و پیاس زیادہ نہ ستائے) کچھ کھالیا جاتا ہے، اس کو شریعت کی اصطلاح میں "سحور" اور ہندوستان میں "سحری" کہتے ہیں، یہ سنت بھی ہے اور اس کی ترغیب بھی دی گئی ہے، اس میں اپنے اپنے مذاق، اپنی اپنی ضرورت و حیثیت کے مطابق کمی زیادتی بھی ہوتی ہے، اور تنوّع بھی ہوتا ہے، صبح صادق پر اس کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے اور اکثر لوگ احتیاطاً کچھ پہلے سے ختم کر دیتے ہیں۔

روزہ

اب روزہ شروع ہو گیا، اب غروب آفتاب تک کھانا پینا اور جنسی تعلقات ممنوع ہیں۔

روزہ اور برت میں فرق

اسلامی روزہ ہندوستان کے مروّجہ مذہبی برت کے دنوں اور ترکِ غذا کے ان طریقوں سے جو حفظانِ صحت اور طبّی ضرورتوں سے اختیار کیے جاتے ہیں مختلف ہے، اسلامی روزے میں کوئی غذا، مشروب یہاں تک کہ دوا کا بھی حلق سے اتارنا اور نگلنا ممنوع ہے، غذاؤں اور کھانے پینے میں بھی کسی قسم کی کوئی تخصیص نہیں کہ اناج ممنوع ہو اور فواکہ جائز، یا نیبو یا نمک کے ساتھ پانی یا مطلق پانی جائز ہو، اس قسم کی کسی چیز کے استعمال سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اور اگر ایسا فعل قصداً کیا گیا ہے تو اس کے جرمانہ کے طور پر ساٹھ روزے مسلسل رکھنے پڑیں گے، البتہ اگر آدمی کو روزے کا خیال نہیں تھا، اور اس نے کچھ کھا پی لیا تو اس سے روزہ نہیں جائے گا۔[1]

---

[1] روزہ میں انجکشن لینا جائز ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

رمضان میں عبادت کا شوق اور دینی مشغولیت

اس مہینہ میں عام طور پر لوگوں کا ذوق عبادت اور ان کی دینی مشغولیت کی مقدار بڑھ جاتی ہے، ہر روزہ دار قرآن مجید کی تھوڑی بہت تلاوت ضروری سمجھتا ہے، احسان و سلوک، غم خواری اور ہمدردی کا جذبہ بھی بیدار، اور اگر وہ پہلے سے موجود تھا تو ترقی کر جاتا ہے، اس لئے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مہینہ کو غمخواری اور ہمدردی کا مہینہ کہا ہے اور اس میں ایک پیسہ خرچ کرنے سے ستر پیسوں کا ثواب ملتا ہے۔

روزے کے ممنوعات

روزہ صرف ایک ایجابی فعل نہیں ہے، وہ سلبی بھی ہے اس میں فضول گوئی جھوٹ غیبت اور وہ سب فعل جو پہلے سے مذموم تھے، اور زیادہ مذموم ہو جاتے ہیں ایک حدیث میں صاف طور پر کہہ دیا گیا ہے کہ جس نے روزہ میں جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا چھوڑا تو اللہ کو اس بات کی بالکل ضرورت نہیں کہ آدمی اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔

افطار کی تیاری اور اس وقت کی فرحت و مسرت

لیجئے بات کرتے کرتے روزہ افطار کرنے کا وقت آگیا، مسلمانوں کے گھروں اور مسجدوں میں پہلے سے افطار کی تیاریاں ہو رہی تھیں یہ کچھ قدرتی بات بھی ہے کہ بھوکے پیاسے رہنے کے بعد آدمی میں کھانے پینے کا شوق اور خدا کی نعمتوں کی قدر بڑھ جاتی ہے، اور شریعت نے بھی اس خوشی کو جو روزے دار کو افطار کے وقت ہوتی ہے، روزے کا ایک انعام

www.abulhasanalinadwi.org

اور فطرت کا ایک حق تسلیم کیا ہے، کہا گیا ہے کہ روزہ دار کے حصہ میں دو خوشیاں ہیں، ایک افطار کے وقت کی اور ایک اپنے رب سے ملاقات کے موقع پر جب اس کو روزے کا انعام ملے گا، روزے داروں کی نگاہیں قدرتی طور پر مغرب کی طرف ہیں یا اپنی گھڑیوں پر یا موذن کے لبوں پر، اس وقت بھی کچھ اللہ کے بندے اپنے وقت کو وصول کرنے میں لگے ہوئے ہیں، اور وہ ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر قرآن شریف کی تلاوت یا اللہ کا نام لینے میں مشغول ہیں کہ یہ وقت پھر نصیب نہ ہوگا۔

افطار

دفعتاً موذن کی صدا بلند ہوئی "اللہ اکبر اللہ اکبر" اور اپنی اپنی بستی کے رواج کے مطابق گولہ دغا، یا مسجدوں کے میناروں سے روشنی چمکی "اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ" (اے اللہ تیری خاطر میں نے روزہ رکھا، تجھ پر ایمان لایا اور تیرے دیئے ہوئے رزق پر اب روزہ کھول رہا ہوں) "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" — لیجئے روزہ کھل گیا، مگر اطمینان سے شکم سیر ہو کر کھانے کا ابھی موقع نہیں کہ مغرب کی نماز تیار ہے بعض لوگ اسی افطار کو افطار اور کھانا بنا لیتے ہیں، ہندوستان میں زیادہ تر لوگ نماز سے فارغ ہو کر کھانا کھاتے اور اپنے معمولات پورے کرتے ہیں۔

کھجور سے روزہ کھولنا زیادہ بہتر سمجھا جاتا ہے کہ وہ اچھی غذا بھی ہے اور سنت بھی، ہم خرما و ہم ثواب، افطار میں بھی ہندوستان میں زیادہ اہتمام اور تنوع (VARIETY) پایا جاتا ہے اور یہاں کئی ایسی چٹپٹی چیزیں ایجاد ہوئی ہیں جو دوسرے ملکوں میں نہیں پائی جاتی ہیں، ان کا بڑا عنصر چنا ہے، جو ہندوستان کی خاص پیداوار ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

مسجدوں میں قرآن کا ختم، اور ختم پر تقریب

اب روزے کا نظام الاوقات وہی رہے گا جو اوپر بیان ہوا، قرآن شریف رمضان کی مختلف تاریخوں میں ختم ہوگا، تراویح تو پورے رمضان میں ہے، البتہ ایک قرآن شریف سُن لینا مسلمان ضروری سمجھتے ہیں، بعض "ہوشیار" لوگ کسی ایک مسجد میں پانچ سات دن میں قرآن شریف سن لیتے ہیں، پھر سارے مہینہ ہلکی پھلکی تراویح پڑھتے رہتے ہیں لیکن اس میں سہولت پسندی کو زیادہ دخل ہے، دینداری کو کم، عموماً ستائیسویں سب یا اس کے آس پاس قرآن شریف مسجدوں میں ختم ہوتے ہیں، اور ہندوستان میں اس موقع پر شیرینی تقسیم کرنے کا بھی عام رواج ہے۔

رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف

رمضان کے آخری عشرہ (دہے) کا اعتکاف بھی بڑے ثواب کا کام اور ایک محبوب سنت ہے، انیسویں روزے کو آفتاب غروب ہونے کے وقت بہت سے دیندار مسلمان اعتکاف کی نیت سے مسجد میں آرہتے ہیں، اب وہ عید کا چاند دیکھ کر ہی مسجد سے باہر نکلیں گے، اعتکاف کی حالت میں سوائے بشری ضروریات (پیشاب، پاخانہ، غسل جنابت) کے مسجد سے باہر جانا ممنوع ہے، وضو بھی مسجد کے حدود ہی میں کیا جاتا ہے، اعتکاف کیا ہے گویا خدا کے دروازہ پر آکر بالکل پڑ ہی گئے، اپنے گھر اور در کو بھی سلام کیا اور گھر والوں اور عزیزوں سے بھی کہہ دیا کہ بس عید کا چاند دیکھ کر ہی تم سے ملنے آئیں گے، عام طور پر اعتکاف کی وجہ سے لوگوں کو عبادت اور رمضان کی

www.abulhasanalinadwi.org

قیمت وصول کرنے کا زیادہ موقع ملتا ہے، اور بہت سے کمزور ارادہ کے لوگ بہت سے مکروہات سے اور دنیا کی زرق برق، لق لق سے بچ جاتے ہیں۔

شب قدر کی برکت اور اس میں عبادت کا اہتمام

یوں تو رمضان کے پورے آخری عشرہ کی بڑی فضیلت ہے لیکن شب قدر جو بڑی برکت کی رات ہے، اور جس کے نام پر قرآن شریف کی ایک پوری سورہ ہے (سورۃ القدر) خاص طور پر فضیلت اور برکت کی رات ہے، اس کو قرآن شریف میں ایک ہزار مہینوں سے بہتر کہا گیا ہے، یہ رمضان کے آخری عشرہ کی کسی طاق رات (اکیسویں[۲۱]، تیئیسویں[۲۳] اور علیٰ ہذا القیاس) میں ہو سکتی ہے لیکن ستائیسویں شب کی مسلمان اور زیادہ قدر کرتے ہیں کہ اس میں اس کا ہونا زیادہ قرین قیاس ہے۔

عید کے چاند پر رمضان ختم ہو جاتا ہے

دن گزرتے دیر نہیں لگتی اور ۲۹۔۳۰ دن کی اوقات ہی کیا، ابھی عبادت اور روحانیت کے حریصوں کو تسلی بھی نہیں ہوئی تھی، اور ان کی زبانوں پر ھَل مِن مَّزِید۔ ھَل مِن مَّزِید۔ کا نعرہ تھا، جتنے دن گزرتے جاتے تھے، عامی آدمیوں کو بھی روزوں سے اور مناسبت پیدا ہوتی جاتی تھی کہ چاند رات آ گئی، رمضان نے رخت سفر باندھا اور آئندہ سال کا وعدہ کر کے مسلمانوں سے رخصت ہوا، عید کا چاند نکل آیا، شکر آمیز صبر کی جگہ صبر آمیز شکر نے لی، خدا کا ایک مہمان اور پیامبر رخصت ہوا، دوسرا مہمان اور پیامبر آیا، وہ بھی حکم تھا یہ بھی حکم، آج تک دن میں

www.abulhasanalinadwi.org

کھانا گناہ تھا کل دن میں نہ کھانا گناہ ہوگا۔

حج اسلام کا چوتھا رکن

اسلام کا چوتھا رکن حج ہے، اگر کوئی شخص اس کے شرائط[1] پورے کرنے کے باوجود حج نہ کرے تو اس کے لئے قرآن شریف و حدیث میں ایسے الفاظ آئے ہیں، جن سے خوف ہوتا ہے کہ وہ دائرۂ اسلام اور جماعت مسلمین سے خارج نہ ہو جائے، یہ فریضہ خاص اوقات میں اور خاص مقام پر ادا ہوتا ہے یعنی ذی الحجہ کے مہینہ میں جو قمری سال کا بارہواں مہینہ ہے، اس کے ارکان و مناسک ۸ ذی الحجہ سے ۱۱ / ۱۲ ذی الحجہ تک پورے ہو جاتے ہیں۔

حج کا فریضہ ایک خاص زمانہ اور مقام سے مخصوص ہے

اس پورے فریضہ اور عبادت کا تعلق مکہ مکرمہ اور اس کے نواحی مقامات منیٰ اور عرفات سے ہے، یہ سب مناسک وہیں ادا ہوتے ہیں، نہ ذی الحجہ کے علاوہ سال کے کسی مہینہ میں، نہ ان تاریخوں کے علاوہ خود اس مہینہ کی کسی تاریخ میں اور نہ مکہ اور منیٰ اور عرفات کے سوا کسی اور مقام میں یہ فریضہ ادا ہو سکتا ہے، جن واقعات، جن شخصیتوں، جن حکمتوں اور مصلحتوں اور جن مقاصد سے اس کا تعلق ہے، ان کا تقاضہ یہی ہے کہ یہ عظیم الشان فریضہ، اسی مہینہ، انھیں تاریخوں اور انھیں مقامات میں ادا ہو، یہ فریضہ

---

[1] حج کی فرضیت کے لئے ضروری ہے کہ آدمی کے پاس اس سفر کے ضروری مصارف اور اہل و عیال کے لئے اتنا خرچ ہو کہ وہ اس کے پیچھے گزارا کر سکیں، راستہ کا امن، بیت اللہ تک پہونچنے کے وسائل اور اتنی صحت و قوت بھی ضروری ہے کہ یہ سفر کیا جا سکے۔

www.abulhasanalinadwi.org

خدا کے دو عاشق و محبوب پیغمبر، ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کے جذبۂ توحید، عشق و خود فراموشی، اور ایثار و قربانی کی یادگار اور ان کے ان عاشقانہ اعمال کی نقل ہے، جو ان سے انھیں مقامات میں اور انھیں اوقات پر ظاہر ہوئے، اور جن کے اندر عشق و مستی، خود شکنی اور خود فراموشی، رسم و رواج، عادات و مالوفات، عرف و قانون اور انسانوں کے تمام خود ساختہ معیاروں سے تھوڑی دیر کے لئے آزادی و بے نیازی کی کیفیت پیدا کرنے کی بڑی صلاحیت ہے، پھر ساری دنیا کے مسلمانوں کو (خواہ وہ کسی دَور اور کسی مقام کے ہوں) ابراہیمی تہذیب، اسلام کے مرکز اور خانۂ کعبہ سے ہمیشہ وابستہ اور مربوط رکھنے کا جو مقصد ہے، اس کی تکمیل بھی اس کے بغیر ممکن نہیں۔ [1]

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا، حج کا فریضہ مکہ معظمہ اور اس کے اطراف و جوانب میں ادا ہوتا ہے، اس لئے ہم ہندوستانی مسلمانوں کے ذکر میں اس کی پوری تفصیل و کیفیت بیان نہیں کریں گے، وہ ایک ایسا طویل عمل اور ایک ایسا کثیر الاجزاء فریضہ ہے جس کے ساتھ سیکڑوں احکام و مسائل وابستہ ہیں، [2] اور جو وہاں گئے اور خود کئے بغیر

---

[1] حج کے مقاصد و اسرار اور اس کی روح اور حقیقت معلوم کرنے کے لئے ہماری کتاب "ارکان اربعہ" کا آخری باب "حج" کا مطالعہ کرنا مناسب ہوگا۔

[2] حج کے بارے میں جس کثرت سے مسائل اور جزئیات پیدا ہوتی ہیں غالباً ارکان اسلام میں سے کسی رکن میں اس کی نظیر نہیں پائی جاتی اس لئے حج کے مسائل کو فقہ کا وسیع ترین اور علمی طور پر مشکل ترین حصہ سمجھا جاتا ہے، اس کے احکام و مسائل (مناسک) پر ایک کتب خانہ تیار ہوگیا ہے، ہندوستان کے لئے فخر کی بات ہے کہ اس موضوع کی متعدد مستند ترین اور بہترین کتابیں ہندوستانی علماء کے قلم سے ہیں، جن میں "زبدۃ المناسک" از مولانا رشید احمد گنگوہیؒ "عمدۃ المناسک" از مولانا شیر محمد صاحب سندھی اور آخر میں "معلم الحجاج" از قاری سعید احمد صاحب اجراڑوی مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

پورے طور پر سمجھ میں بھی نہیں آسکتا،[1] البتہ ہم یہاں بہت اختصار کے ساتھ ایک ہندوستانی مسلمان کے حج کا سرسری خاکہ پیش کریں گے۔

مکہ مدینہ کا سفر اور مسلمان کا ذوق وشوق اور ارمان

ہندوستانی مسلمان اپنے حج کے شوق اور حرمین شریفین کے تعلق اور وہاں کی حاضری کی تمنا اور ارمان میں مشہور ہے، اس وقت بھی ان کی تعداد ان تمام ملکوں سے زیادہ ہوتی ہے جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں، ہندوستانی مسلمان جب اپنے شہر یا گاؤں سے روانہ ہوتا ہے تو اس کے اعزہ واقارب اور دوست احباب اس کو بڑی عقیدت اور محبت کے ساتھ خدا حافظ کہتے ہیں، مختلف طریقوں سے وہ اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہیں اور دعاؤں کی درخواست کرتے ہیں، خاص طور پر یہ کہ ان کو قبولیت دعا کے اوقات ومقامات اور خدا کے گھر اور اس کے محبوب کے شہر میں فراموش نہ کیا جائے۔

بندرگاہ پر حاجیوں کا معمول

یہی حال اس بندرگاہ کا ہوتا ہے، جہاں سے وہ روانہ ہوتا ہے، حاجی اپنی تعلیم اور

---

[1] علمی وتعلیمی حلقوں میں یہ بات مشہور ومسلّم ہے کہ حج کے ابواب احکام برسوں پڑھانے کے بعد بھی آدمی دور سے اس کی حقیقت نہیں سمجھ سکتا اور اس کو پہلے حج کے موقعہ پر ان لوگوں کی رہنمائی اور مدد حاصل کرنی پڑتی ہے، جو حجاج کی رہنمائی کے لئے وہاں مقرر ہیں، اور جن کو مطوّف اور معلّم کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، یا جو بار بار حج کر چکے ہیں، اس سلسلہ میں بعض ان بڑے بڑے علماء کے لطائف مشہور ہیں، جن سے برسوں حدیث وفقہ پڑھنے پڑھانے کے بعد حج کے سلسلہ میں بڑی بڑی غلطیاں ہوگئیں اور انھوں نے اپنی ناواقفیت کا ثبوت دیا۔

www.abulhasanalinadwi.org

دینی فکر کے مطابق اس عظیم الشان فریضہ کے لئے جس میں کثیر مصارف آتے ہیں، اور طویل وقت صرف ہوتا ہے تیاری کرتا ہے، وہ اگر پڑھا لکھا ہے تو حج کے مسائل کی کتابیں نیز حج کا جذبہ اور شوق اور ان مقدس مقامات سے فائدہ اٹھانے کی صلاحیت پیدا کرنے والے مضامین اور نظمیں پڑھتا ہے، اور کوشش کرتا ہے کہ وہ اس وقت سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائے کہ معلوم نہیں، پھر اس کو وہاں کی حاضری نصیب ہو یا نہیں، جہاز میں بھی بالعموم اس کا انتظام ہوتا ہے کہ تقریروں اور مواعظ کے ذریعہ اس کی رہنمائی کی جاتی ہے، اور محبت کی یہ چنگاری جس کو لے کر وہ جا رہا ہے، فروزاں ہو۔

احرام باندھنا اور عشق و مستی کی ادائیں

ہندوستانی حجاج اگر بحری جہاز[1] سے سفر کر رہے ہیں تو ان کا جہاز جب یلملم کے محاذات سے گزرتا ہے، جو مکہ سے جنوب کی طرف سے آنے والے حاجیوں کی میقات[2] ہے تو ایک سائرن بجتا ہے، جو اس بات کی آگاہی ہے کہ حاجیوں کی میقات آرہی ہے۔

برہنہ سر، کفن بردوش

حاجی صاحبان احرام کی تیاری کریں گویا اب حج کے میدان میں حاجیوں کو

---

[1] ہوائی جہاز کے مسافر بالعموم روانگی کے ہوائی اڈہ ہی سے احرام باندھ لیتے ہیں بعض لوگ راستہ کے کسی ہوائی اڈہ سے باندھتے ہیں۔

[2] مکہ میں حج کے موقع پر ہر چہار سمت سے آنے والوں کے لئے راستہ کی ایک منزل مقرر ہے جہاں سے حاجی احرام باندھ لیتے ہیں، اور حج کی ساری پابندیاں شروع ہو جاتی ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

قدم رکھتا ہے، وہ غسل کرکے دو بے سلی چادریں اپنے جسم پر ڈال لیتے ہیں، ایک لنگی یا تہبند کی طرح باندھ لیتے ہیں، اور ایک کرتے کی جگہ استعمال کرتے ہیں، اور دو رکعت پڑھ کر سر برہنہ ہوکر کے حج کی نیت کرلیتے ہیں، اور اب حج کی سب پابندیاں ان پر عائد ہوگئیں، اب وہ کپڑے جو ہمیشہ پہنتے تھے، ان کے لئے ممنوع ہیں، چہرہ اور سر ڈھانکنا بھی منع ہے، اب سب برہنہ سر کفن بر دوش نظر آتے ہیں، نہ امیر کی قید ہے نہ غریب کی، نہ بادشاہ کی نہ فقیر کی، نہ عالم کی نہ جاہل کی، نہ گورے کی نہ کالے کی، نہ بوڑھے کی نہ جوان کی، البتہ عورتوں کے کپڑے نہیں اترتے ان کا احرام صرف یہ ہے کہ چہرہ نہ ڈھکے[1]، اب حج کا ترانہ شروع ہوگیا، ہر شخص کی زبان پر وہی ترانہ ہے۔

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ	حاضر ہوں خدایا حاضر ہوں، حاضر
لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ	ہوں، تیرا کوئی ساجھی نہیں حاضر ہوں
وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ	سب تعریف سارا احسان، پوری سلطنت
لَا شَرِيْكَ لَكَ۔	تیری ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔

اب سارا جہاز جو ایک اچھا خاصا شہر ہے، اسی نغمہ سے گونج رہا ہے، حاجیوں کا سلام بھی یہی ہے، اور ان کا پیام بھی یہی ہے، احرام باندھ لینے اور حج کی نیت کرلینے کے بعد احرام کھولنے تک جنسی تعلقات بند رہیں گے، لڑائی جھگڑا، گالی گلوج اور بے حیائی کی باتیں تو پہلے بھی ناپسندیدہ تھیں، اب اور بھی ناپسندیدہ اور حج کے منافی ہیں، قرآن شریف میں آتا ہے "فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ"

---

[1] پردہ کی پابند عورتیں سر پر کلغی کی طرح ایسی کوئی چیز استعمال کرتی ہیں جس سے چہرہ کی نقاب چہرہ سے الگ رہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

(جس نے حج مقرر کرلیا تو پھر) "حج میں نہ کوئی فحش بات ہونے پائے اور نہ کوئی بے حکمی اور نہ کوئی جھگڑا" منزل جتنی قریب آرہی ہے، شوق اتنا ہی بڑھتا جارہا ہے، برسوں کے ارمان نکلنے کا وقت آیا، خوشی کیوں نہ ہو، جس گھر کی طرف منہ کرکے ساری عمر نماز پڑھتے رہے، زندہ رہے تو اسی کا دم بھرتے رہے، کوسوں دور اور سمندر پار بھی اس کی طرف منہ کرکے ضروریات بشری بھی پوری نہیں کی، اس کی طرف پاؤں کرنا بھی گوارہ نہ تھا، موت کے بعد بھی اسی کی طرف رخ کرکے آخری نیند سونا ہے، اب وہ قریب آرہا ہے۔

کعبہ پر ایک نظر اور دل پر عجیب اثر

اللہ اللہ کرکے حرم کے حدود میں قدم رکھا[1] اور دیکھتے دیکھتے تیز رفتار موٹروں نے بیت اللہ شریف کے سامنے جاکر کھڑا کردیا، ہندوستانی حاجی کی نظر پہلی بار جب اس چوکور گھر پر پڑتی ہے، جو سیاہ لباس میں ملبوس ہے جس میں ظاہری طور پر فن تعمیر کی کوئی صنعت اور نقش ونگار کی کوئی جدت نہیں تو اس پر عجیب کیفیت طاری ہوتی ہے، کبھی آنسوؤں کی جھڑیاں لگ جاتی ہیں، کبھی ہچکیوں سے رونا شروع کردیتا ہے، اور کوئی کوئی فرطِ مسرت سے ہنسنے لگتا ہے، اور اس پر دیوانگی کی کیفیت طاری ہوجاتی ہے، اب اسی گھر کا طواف کرتا ہے، کہیں سے اس کا رخ کرکے اس کی طرف نماز پڑھتا ہے، اسی کے پاس چند قدم کے فاصلہ پر صفا ومروہ کے پہاڑوں کے کچھ نشانات ہیں،

---

[1] مکہ معظمہ سے تقریباً ۱۵-۱۶ میل پر حرم کے حدود شروع ہوجاتے ہیں، جدہ سے مکہ معظمہ آنے والے کو شُمیسیہ نام کا ایک مقام ملتا ہے جس کا قدیم نام حُدیبیہ تھا، یہاں پر حدودِ حرم کے پتھر لگے ہوئے ہیں یہ گویا قلعۂ شاہی کی فصیل یا چہار دیواری ہے، اس کا مخصوص ادب واحترام ہے جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

جن کے درمیان خدا کی نیک بندی ایک پیغمبر (ابراہیمؑ) کی بیوی اور ایک پیغمبر (اسمٰعیلؑ) کی ماں اپنے شیر خوار بچہ اسماعیلؑ کے لئے پانی کی تلاش میں دیوانوں کی طرح دوڑی تھی، کہیں تیز چلتی اور کہیں آہستہ، خدا کو یہ ادا ایسی پسند آئی کہ اب سب کو اسی کی نقل اتارنے کا حکم ہے، حاجی بیت اللہ کے سات چکر کر کے طواف کریں گے، اور یہاں صفا و مروہ کے درمیان سات چکر کر کے سعی کریں گے اور یہ دونوں کام حج کے اعمال میں سے ہیں۔

عرفات کے میدان میں

اب ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ آئی، آج سب حاجی دن نکلے مکہ سے منیٰ منتقل ہو جائیں گے جو یہاں سے چار میل ہے، دن بھر وہاں رہ کر اگلے دن نویں ذی الحجہ کو عرفات کے میدان میں پہونچ جائیں گے آج حج کے نچوڑ کا دن ہے، اور حج کا سب سے اہم فریضہ یہیں ادا کرنا ہے، کام کیا ہے، دن بھر دعا، اور خدا کی یاد کرنا لبیک کی صدا بلند کرنا، عمر بھر کے گناہ معاف کروانا، آئندہ کے لئے اطاعت و فرمانبرداری، نیکی اور پاکی کی زندگی گزارنے کا عہد کرنا۔

عرفات کی ایک خاص دعا

یہاں پر عرفات کی خاص دعا جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے نقل کی جاتی ہے، جس سے اس بندگی اور درماندگی کا کسی قدر اظہار ہوتا ہے، جو یہاں مطلوب ہے، اور جس کی اس دعا میں بہترین ترجمانی کی گئی ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَسْمَعُ كَلَامِيْ وَتَرٰى	اے اللہ تو میری بات کو سنتا ہے اور میری

www.abulhasanalinadwi.org

مَكَانِيْ وَتَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِيْ
لَا يَخْفٰى عَلَيْكَ شَيْءٌ مِّنْ اَمْرِيْ
اَنَا الْبَائِسُ الْفَقِيْرُ الْمُسْتَغِيْثُ
الْمُسْتَجِيْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ
بِذَنْبِهٖ اَسْأَلُكَ مَسْأَلَةَ الْمِسْكِيْنِ
وَاَبْتَهِلُ اِلَيْكَ اِبْتِهَالَ الْمُذْنِبِ
الذَّلِيْلِ وَاَدْعُوْكَ دُعَاءَ الْخَائِفِ
الضَّرِيْرِ وَدُعَاءَ مَنْ خَضَعَتْ
لَكَ رَقَبَتُهٗ وَفَاضَتْ لَكَ عَبْرَتُهٗ
وَذَلَّ لَكَ جِسْمُهٗ وَرَغِمَ لَكَ
اَنْفُهٗ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِيْ بِدُعَائِكَ
شَقِيًّا وَّكُنْ لِيْ رَءُوْفًا رَّحِيْمًا
يَا خَيْرَ الْمَسْئُوْلِيْنَ وَيَا خَيْرَ
الْمُعْطِيْنَ ۔

جگہ کو دیکھتا ہے اور میرے پوشیدہ اور ظاہر کو جانتا ہے تجھ سے میری کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی میں مصیبت زدہ ہوں محتاج ہوں فریادی ہوں پناہ چاہتا ہوں ترساں ہوں ہراساں ہوں اپنے گناہوں کا اقرار کرنے والا ہوں اعتراف کرنے والا ہوں تیرے آگے سوال کرتا ہوں جیسے بیکس سوال کرتے ہیں تیرے آگے گڑگڑاتا ہوں جیسے گنہگار ذلیل و خوار گڑگڑاتا ہے اور تجھ سے طلب کرتا ہوں جیسے خوفزدہ آفت رسیدہ طلب کرتا ہے اور جیسے وہ شخص طلب کرتا ہے جس کی گردن تیرے سامنے جھکی ہوئی ہو اور اس کے آنسو بہہ رہے ہوں اور تن بدن سے وہ تیرے آگے فروتنی کئے ہوئے ہو اور اپنی ناک تیرے آگے رگڑ رہا ہو اے اللہ تو مجھے اپنے سے دعا مانگنے میں ناکام نہ رکھ اور میرے حق میں بڑا مہربان اور نہایت رحیم ہو جا اے وہ جو ان سب میں بہتر ہے جن سے سوال کیا جاتا ہے اور اے وہ

www.abulhasanalinadwi.org

جو عطا کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔[۱]

خیموں کے ایک شہر میں عاشقانِ خدا کا ہجوم

عرفات میں عجیب عالم ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ساری دنیا سے الگ تھلگ کوئی جگہ ہے، خیموں کا شہر، نہ عمارتیں نہ سایہ دار درخت، دعا اور آہ و بکا کا ایک کہرام برپا ہے، یہ مطلب نہیں کہ کھانا پینا نہیں سب رونے سے ہیں، کھانا پینا بھی ہے، اور ملنا ملانا بھی، مگر سب کو دُھن کچھ اور ہی لگی ہوئی ہے، یہاں ظہر و عصر کی نماز ہوئی، مغرب کی نماز ساری عمر اپنے وقت پر پڑھی تھی، مگر آج اس کو وقت سے بے وقت (عشا کے وقت میں) مزدلفہ جا کر پڑھنا ہے، تاکہ معلوم ہو کہ نہ ہم عادت کے غلام ہیں، نہ عبادت کے، خدا کے حکم کے بندے ہیں، اور جب اور جہاں پڑھوائے، وہیں پڑھیں گے، اسی کی نماز، اسی کے غلام۔

عرفات سے مُزدَلِفہ، مزدلفہ سے مِنیٰ اور مِنیٰ میں دُو روزہ قیام

سورج غروب ہوا، توپ چلی، خیمے اکھڑے، انسانوں کا شہر[۲] یہاں سے اجڑ کر مزدلفہ میں بسے گا، جو یہاں سے تقریباً چھ میل پر ہے، دیکھتے دیکھتے یہاں ہُو کا عالم اور وہاں انسانوں کا سمندر، رات وہاں گزاری، آرام کیا، فجر کے وقت مشعرِ حرام[۳] پر دعا کی وہیں سے کنکریاں چنیں

---

[۱] ماخوذ از ترجمہ مولانا عبدالماجد دریابادی۔

[۲] اس سال ۱۹۷۲ء (۱۳۹۱ھ) میں عرفات میں وقوف کرنے والوں کی تعداد ساڑھے پندرہ لاکھ (۱۵۵۰۰۰۰) سے زیادہ تھی، جن میں باہر کے ملکوں سے آنے والے ۴۷۹۳۳۹ تھے۔

[۳] مزدلفہ میں ایک مقام ہے جہاں پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دعا ثابت ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

تاکہ منیٰ میں شیطان کے منہ پر ماری جائیں اور رمی کا فریضہ ادا ہو اور منیٰ کو روانہ ہوئے اب پھر منیٰ، اگر یہاں آنا تھا تو پھر کیوں گئے تھے ؟ مالک کا حکم اور اسی حکم کی تابعداری حج کی روح ہے اب منیٰ میں تین دن یا دو دن ٹھہرنا ہے آج قربانی بھی کرنی ہے اور کنکری بھی مارنا ہے، بال منڈوانے ہیں اور مکہ جا کر بیت اللہ کا طواف بھی کرنا ہے، جو سارے طوافوں میں جو ابھی تک کئے اور آئندہ کئے جائیں گے سب سے اہم ہے، قربانی اور سر کے بال منڈانے کے بعد احرام اتر گیا، اپنی مرضی کے کپڑے پہن لئے اب خدا کو یاد کرنا ہے، کھانا پینا ہے، دوستوں سے ملنا جلنا ہے، دنیا کے دُور دراز گوشوں سے آئے ہوئے مسلمانوں سے تعارف حاصل کرنا ہے، اپنی اور انسانیت کی فلاح کی فکر کرنا ہے، حج کا بڑا حصہ ختم ہو گیا، دو دن اور منیٰ ٹھہر کر جن میں کنکریاں مارنے کا فریضہ رہے گا مکہ معظمہ آجائیں گے۔

محبوب کے دیار میں

اب ہمارے ہندوستانی حاجی کو (اگر وہ حج سے پہلے مدینہ حاضر نہیں ہوا) مدینہ جانے کی لَو لگی ہے کہ اپنے اس پیغمبر کو سلام بھی کر آئے جس کی بدولت ایمان، نماز اور خود اس حج کی دولت حاصل ہوئی، اس کی مسجد میں نماز بھی پڑھ آئے جہاں ایک رکعت کا ثواب پچاس ہزار رکعت کے برابر ہے، اس کے محبوب شہر کی گلیاں، اس کے اور اس کے ساتھیوں کے ایثار و قربانی کے میدان بھی دیکھ آئے جس کے چپہ چپہ بلکہ ذرہ ذرہ پر اسلام کی تاریخ کندہ ہے۔

حج بھی ہو گیا زیارت بھی ہو گئی، حاجی خوش خوش اپنے گھر واپس ہوا، دوستوں اور عزیزوں نے پھر آگے بڑھ کر اس کا استقبال کیا اور اپنی اپنی سمجھ، علم و توفیق کے مطابق عقیدت کا اظہار کیا اور اس کی دعائیں لیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

حاجی کے لقب کا استحقاق

یہ حج کا مختصر خاکہ ہے، اس سے اسلام کے ارکان چہارگانہ کی تکمیل ہوتی ہے، حج سے سبکدوش ہوئے مگر نماز روزہ (اور اگر صاحبِ نصاب ہے تو) زکوٰۃ کا فریضہ زندگی کے ساتھ ہے، اور ایمان اور ایمان کے تقاضے تو جان کے ساتھ ہیں، اور آخری سانس تک ہیں، اب حج کی اخلاقی ذمہ داریوں اور حاجی کے لقب کا مستحق ثابت کرنے کی ذمہ داری کا اضافہ ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

باب ششم

ہندوستانی مسلمان کی چند دینی و ملّی خصوصیات

مسلمانوں کی پہلی خصوصیت ایک متعیّن عقیدہ اور مستقل دین و شریعت ہے

دنیا کے تمام مسلمانوں (اور ہندوستان کے مسلمان بھی اس کلیہ سے مستثنیٰ نہیں) کی پہلی خصوصیت یہ ہے کہ ان کے ملّی وجود کی بنیاد ایک معیّن عقیدہ اور ایک مستقل دین و شریعت پر ہے جس کو اختصاراً مذہب[1] کہتے ہیں، اگرچہ اس سے اس کا صحیح مفہوم ادا نہیں ہوتا اور وہ لفظی اشتراک کی وجہ سے بہت سی غلط فہمیاں اور التباس پیدا کر دیتا ہے اسی لئے ان کا ملّی نام، اور عالمگیر لقب کسی نسل، خاندان، دینی پیشوا، بانیٔ مذہب اور ملک کے بجائے ایک ایسے لفظ سے مشتق ہے، جو ایک معین عقیدہ اور رویہ کو ظاہر کرتا ہے، دنیا کی

---

[1] دنیا کے بہت سے مذاہب بالخصوص مسیحی دنیا میں، جو خاص تجربوں اور آزمائشوں سے گزری ہے اور جہاں ریاست (STATE) زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہے اور جس کا شروع سے یہ مقولہ رہا ہے کہ "جو کچھ خدا کا ہے، وہ خدا کو دو اور جو کچھ قیصر کا ہے وہ قیصر کو دو" مذہب کا ایک بہت محدود مفہوم اور دائرۂ اثر رہ گیا ہے اور وہاں عام طور پر یہ حقیقت تسلیم کر لی گئی ہے کہ مذہب انسان کا پرائیویٹ معاملہ ہے اسی طرح ہندوستان میں بھی بہت جگہ مذہب یا دھرم صرف عبادات اور چند مذہبی رسوم (RITES) کی تعمیل کا نام رہ گیا، اسلام میں دین کا مفہوم اس سے زیادہ وسیع اور حاوی ہے اور اسی لئے وہ زیادہ موثر و متاثر ہونے والا عنصر ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

عام مذہبی قومیں اپنے اپنے دینی پیشواؤں، بانیان مذاہب، پیغمبروں، ملکوں یا نسلوں کی طرف منسوب ہیں، اور ان کے نام انھیں شخصیتوں یا انھیں نسلوں اور ملکوں کے نام سے مشتق ہیں، جیسے یہودی، یہود (JUDAIST) اور بنی اسرائیل (BANI ISRAEL) کہلاتے ہیں، یہوداہ (JUDAH) حضرت یعقوبؑ کے بیٹوں میں سے ایک بیٹے کا نام اور اسرائیل خود حضرت یعقوبؑ کا نام ہے، عیسائی (CHRISTIANS) حضرت عیسیٰؑ (CHRIST) کی طرف منسوب ہیں، قرآن شریف میں ان کو نصاریٰ کے لقب سے بھی یاد کیا گیا ہے، ناصرہ (NAZARETH) حضرت مسیح کے وطن کا نام ہے، مجوسیوں کے مذہب کے پیروؤں کا جن کو عام طور پر ہندوستان میں پارسی کے نام سے یاد کرتے ہیں، صحیح نام (ZOROASTRIANS) یا زرتشتی ہے، جس کی نسبت اس مذہب کے بانی (ZARATHUST) سے ہے، بودھ مذہب (BUDDHIST) اور بدھ مت (BUDDHISM) اپنے بانی گوتم بدھ (BUDDHA) کی طرف منسوب ہیں، یہی حال ہندوستان کے بیشتر مذاہب کا ہے۔

امّت مسلمہ کا خطاب

لیکن مسلمانوں کی نسبت، جن کو قرآن شریف اور تمام مذہبی کتابوں اور تاریخوں اور ادبیات میں "مسلمون" اور "امت مسلمہ" کے لقب سے یاد کیا گیا ہے، اور اب بھی دنیا کے ہر گوشہ میں وہ "مسلم" کے لقب سے جانے پہچانے جاتے ہیں، لفظ اسلام کی طرف ہے، جس کے معنی خدا کی بادشاہی کے سامنے سر تسلیم خم کردینا، سپر ڈال دینا اور اپنے کو حوالہ کردینا ہے (SURRENDER)، جو ایک مستقل فیصلہ، ایک معین رویہ، طرز حیات اور

www.abulhasanalinadwi.org

مسلک زندگی ہے، وہ باوجود اپنے پیغمبر سے شدید تعلق کے بحیثیت قوم کے محمدی نہیں کہلاتے ہندوستان میں پہلی مرتبہ انگریزوں نے ان کو (MOHAMMEDANS) اور ان کے قانون کو (MOHAMMEDAN LAW) کے نام سے موسوم کیا لیکن ان لوگوں نے جو اسلام کی روح سے واقف تھے، اس پر اعتراض کیا، اور اپنے لئے اسی قدیم لقب مسلم کو ترجیح دی اور ان اداروں کو جن کا نام انگریزوں کے ابتدائی دور حکومت میں (MOHAMMEDAN COLLEGE) یا محمڈن کانفرنس پڑ گیا تھا، مسلم سے تبدیل کر دیا۔[1]

عقیدہ اور دین و شریعت مسلمانوں کے نزدیک بنیادی اہمیت رکھتے ہیں

اسی بنا پر عقیدہ اور دین و شریعت مسلمانوں کے پورے نظام زندگی اور ان کی تہذیب و معاشرت میں بنیادی اہمیت رکھتے ہیں، اور وہ قدرتی طور پر ان کے معاملہ میں غیر معمولی طریقہ پر ذکی الحس (SENSITIVE) واقع ہوئے ہیں، ان کے انفرادی اور قومی مسائل پر غور کرنے نیز قانون سازی، دستور اور آئین، حتیٰ کہ معاشرتی اور اخلاقی امور میں اس بنیادی حقیقت کو پیش نظر رکھنے کی ضرورت ہے، یہ بات بھی

---

[1] مثلاً سر سید احمد خاں مرحوم کے قائم کئے ہوئے مدرسۃ العلوم علی گڑھ کا نام پہلے اینگلو محمڈن کالج (ANGLO-ORIENTAL MOHAMMEDAN COLLEGE) تھا، جب یونیورسٹی قائم ہوئی تو اس کا نام مسلم یونیورسٹی رکھا گیا، اس طرح علی گڑھ کی مشہور تعلیمی کانفرنس کا نام ابتدا میں محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس (MOHAMMEDAN EDUCATIONAL CONFERENCE) تھا، بعد میں اس کو مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے نام سے لکھا اور یاد کیا جانے لگا۔

www.abulhasanalinadwi.org

ذہن میں رہنی چاہئے کہ ان چند قوانین کو مستثنیٰ کرکے جو مقامی رواج، عرف (CONVENTION) یا جاگیردارانہ نظام کے اثر سے مسلمانوں نے اختیار کیے اور ان کو انگریزی دور میں محمڈن لا میں شامل کردیا گیا ان کا شخصی اور عائلی قانون (PERSONAL LAW) کا اصل اور بنیادی حصہ قرآن شریف سے ماخوذ ہے، اور اس کی تفصیلات و جزئیات اور تشریحات حدیث و فقہ پر مبنی ہیں۔

مسلم پرسنل لا مسلمانوں کی شریعت و مذہب کا جز ہے اور وہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے، کسی سماجی تجربہ یا سماجیات (SOCIAL SCIENCES) کے مطالعہ و علم، یا دانشوروں، قانون سازوں اور اصلاحی کام کرنے والوں (REFORMERS) کی دین نہیں ہے اس لئے کوئی مسلمان حکومت بھی اس میں تبدیلی نہیں کرسکتی۔

وہ اس لئے بھی مذہب کا جزء ہے اور اس پر عمل کرنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ اسلام میں مذہب کا دائرہ عقائد و عبادات میں محدود نہیں، وہ باہمی تعلقات، حقوق و فرائض اور معاشرت و تمدن پر حاوی ہے، اور اس لئے بھی کہ مذہب کو اگر تمدن و معاشرت سے، اور تمدن و معاشرت کو مذہب سے الگ کردیا جائے تو مذہب بے اثر، محدود اور کمزور، اور تمدن و معاشرت شتر بے مہار اور خواہشات و مفادات کا آلۂ کار بن جاتے ہیں۔[۱]

قوانین شریعت میں ترمیم یا تغیر کا کسی کو حق نہیں

ان میں کچھ حصہ ایسی وضاحت و قطعیت کے ساتھ قرآن مجید میں آیا ہے، یا وہ ایسے تواتر کے ساتھ ثابت اور ایسے تسلسل کے ساتھ اس پر عمل رہا ہے، یا اس پر علماء کا ایسا اجماع ہوچکا ہے کہ اس کا انکار کرنے والا اب اصولی و قانونی لحاظ

---

[۱] اس کو مزید سمجھنے کے لئے ملاحظہ ہو "مسلم پرسنل لا کی صحیح نوعیت و اہمیت" از مصنف

www.abulhasanalinadwi.org

سے دائرۂ اسلام سے خارج سمجھا جائے گا، اور خواہ اس کی تشریح اور عملی تطبیق (APPLICATION) میں کتنا ہی زمانہ کا لحاظ کیا جائے، اس میں تغیر و تبدل اور ترمیم کا کوئی سوال نہیں، اس معاملہ میں کسی مسلم اکثریت کے ملک کی نمائندہ حکومت اور مجلس قانون ساز کو بھی کسی تبدیلی کا اختیار نہیں اور بالفرض اگر ایسا کیا گیا یا کرنے کا ارادہ ہے تو یہ ایک تحریف کا عمل اور مداخلت فی الدین کے مرادف ہے، البتہ جو مسائل اجتہادی ہیں، اور جن میں زمانہ کے تغیر سے برابر ترمیم یا لچک پیدا کی جاتی رہی ہے، وہ مسلم دانشور اور ماہرین فقہ جو مسائل کے استنباط کی اہلیت رکھتے ہیں، اپنے ارادہ و اختیار سے اور ضروری بحث و نظر کے بعد غور و فکر، جدید حالات و تغیرات کی رعایت کرتے ہوئے ان کو وقت اور عملی زندگی سے ہم آہنگ بنا سکتے ہیں اور یہ عمل (PROCESS) تاریخ اسلام کے ہر دور میں جاری رہا ہے، اور مسلمانوں کے آخری نسل تک ضروری ہے۔

دوسری ملّی خصوصیت، طہارت کا مخصوص تخیّل اور نظام ہے

مسلمانوں کی دوسری ملّی خصوصیت طہارت کا مخصوص تخیّل اور نظام ہے، اس موقع پر نظافت (CLEANLINESS) و طہارت (PURIFICATION) کا فرق بھی سمجھ لینا چاہئے، ہمارے بہت سے غیر مسلم دوست اور بھائی ان دونوں کے فرق کو عام طور پر نہیں جانتے، نظافت کے معنی یہ ہیں کہ بدن پر میل کچیل نہ ہو، کپڑے صاف ستھرے ہوں، طہارت کے معنی یہ ہیں کہ جسم یا کپڑوں میں پیشاب، پاخانہ یا ایسی گندی چیزیں مثلاً شراب کا کوئی قطرہ، خون، کتے کا لعاب وغیرہ جانور کا گوبر، گو یا حرام پرندکی بیٹ وغیرہ نہ لگی ہو، اگر جسم یا کپڑے پر پیشاب کی ایک چھینٹ بھی لگ جائے یا خون کا کوئی قطرہ یا گوبر

www.abulhasanalinadwi.org

بیٹ وغیرہ لگی ہو تو جسم کتنا ہی صاف اور کپڑے کتنے ہی اجلے ہوں مسلمان طاہر نہیں ہوگا، اور اس جسم اور کپڑے کے ساتھ نماز نہیں پڑھ سکے گا، اسی طرح اگر اس نے پیشاب اور پاخانہ کے بعد استنجاء نہیں کیا ہے یا اس کو غسل کی ضرورت ہے تو وہ نجس ہے نماز نہیں پڑھ سکتا، یہی حکم برتنوں ظروف فرش اور زمین کا ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ اگر وہ صاف ستھرے اور بے داغ ہوں تو وہ طاہر بھی ہوں، ان چیزوں کے لگ جانے سے جن کا تذکرہ اوپر آیا ان میں سے کوئی چیز بغیر پاک کئے طاہر نہیں ہوگی اور وہ استعمال کے قابل نہیں بنے گی۔

تیسری ملّی خصوصیت ان کی غذا کا نظام ہے جو قرآن کریم کے احکام کے تابع ہے

ان کی تیسری ملّی خصوصیت یہ ہے کہ وہ کھانے پینے اور جانوروں اور پرندوں کے گوشت کے استعمال میں آزاد نہیں ہیں کہ جو چاہیں کھائیں پئیں ان کے لئے قرآن مجید و شریعت میں حلال و حرام اور خبیث (PROHIBITED) و طیّب (PERMISSIBLE) کے درمیان ایک لکیر کھینچ دی گئی ہے، وہ اس کو پھلانگ نہیں سکتے، جانوروں اور پرندوں کے بارے میں وہ اس کے پابند ہیں کہ ان کو بغیر شرعی طریقہ پر ذبح کئے اور ذبح کے وقت اللہ کا نام لئے بغیر ان کا گوشت استعمال نہیں کر سکتے، اگر کوئی جانور شرعی طریقہ پر ذبح نہیں ہوا یا شکار میں کسی پرندہ کو حلال کرنے کی نوبت نہیں آئی تو وہ ان کے لئے مردار کا حکم رکھتا ہے[۱] اسی طرح اگر جانور کو ذبح کیا جائے لیکن وہ غیر اللہ کی نیت سے ہو یا اس پر غیر اللہ کا نام لیا جائے خواہ وہ کوئی دیوی، دیوتا یا بُت ہو، یا کوئی پیغمبر، ولی اور شہید تو وہ بھی ان کے لئے مردار کی حیثیت رکھتا ہے اور اس کا کھانا جائز نہیں، جانوروں میں سُور اور کتا تو ابدی طور پر

---

[۱] اس میں بعض شکلیں مستثنیٰ ہیں، تفصیل مسائل کی کتابوں میں دیکھی جا سکتی یا علماء سے پوچھی جا سکتی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

حرام اور نجس ہیں، بعض کا کھانا ممنوع اور گوشت حرام ہے حالانکہ وہ اپنی ذات سے نجس نہیں، مثلاً........ درندے شیر، تیندوا، چیتا وغیرہ، اسی طرح بعض پرندے ان کے لئے حلال ہیں اور بعض حرام مثلاً شکار کرنے والے اور پنجہ سے کھانے والے پرندے شکرا، باز وغیرہ حرام ہیں اور غیر شکاری چونچ سے کھانے والے حلال، یہ درحقیقت ابراہیمی تہذیب کا شعار ہے، اور انھیں کے ذوق و وجدان کو اس کے بارے میں معیار قرار دے کر مسلمانوں کو خواہ وہ دنیا کے کسی ملک اور تاریخ کے کسی دور کے ہوں اس کا پابند بنا دیا گیا ہے، ہندوستانی مسلمان بھی اپنے ہر دور میں اس نظامِ غذا کے پابند رہے ہیں، اور اس وقت بھی وہ بہت سے اسلامی ملکوں کے مقابلہ میں جنہوں نے مغربی تمدن و تعلیم کا اثر زیادہ قبول کیا ہے، اور دولت کی فراوانی نے بھی ان کی مذہبی زندگی کو کمزور بنا دیا ہے، زیادہ محتاط، پابند اور ذکی الحس واقع ہوئے ہیں یہی معاملہ شراب کا ہے، جو شروع سے اسلامی شریعت میں حرام ہے، اور اس کو ام الخبائث کے لقب سے یاد کیا گیا ہے، مسلمان کے لئے وہ کسی حال میں جائز نہیں، اس بارے میں بھی ہندوستانی مسلمان دوسرے ممالک کے ترقی یافتہ و مغرب زدہ مسلمانوں سے زیادہ محتاط اور دینی تعلیمات کے پابند ہیں۔

چوتھی خصوصیت، حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قلبی ربط و تعلق (اگر غلو و مبالغہ سے پاک) ہے

ان کی چوتھی خصوصیت ان کا اپنے پیغمبر سے گہرا تعلق ہے، ان کے یہاں پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیثیت محض ایک بڑے انسان، قابل تعظیم شخصیت اور مذہبی پیشوا کی نہیں، ان کا تعلق آپ کی ذات کے ساتھ اس سے کچھ زیادہ اور اس سے کچھ مختلف ہے، جہاں تک آپ کی عظمت کا تعلق ہے، اس کو اس مشہور مصرعہ سے

www.abulhasanalinadwi.org

زیادہ بہتر طریقہ پر ادا نہیں کیا جا سکتا کہ ؎

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ان کو آپ کے بارے میں تمام مشرکانہ خیالات اور اس غلو اور مبالغہ سے بھی روکا گیا ہے، جو بعض پیغمبروں کی امتوں نے اپنے پیغمبر کے متعلق روا رکھا ہے ایک صحیح حدیث میں صاف طریقہ پر آیا ہے کہ مجھے میری حد سے نہ بڑھانا، اور میرے بارے میں اس مبالغہ سے کام نہ لینا جو عیسائیوں نے اپنے پیغمبر کے بارے میں روا رکھا، کہنا ہو تو یوں کہنا کہ خدا کا بندہ اور خدا کا رسول۔

مسلمانوں کو اپنے نبی سے جو محبت و عشق ہے اس کی مثال نہیں ملتی

لیکن اس معتدل عقیدہ اور تعظیم کے ساتھ مسلمانوں کو اپنے پیغمبر کے ساتھ وہ جذباتی لگاؤ، وہ قلبی ربط و تعلق ہے، جو ہمارے محدود علم و مطالعہ میں کسی قوم و ملت میں اپنے پیغمبر کے ساتھ نہیں پایا جاتا، یہ کہنا صحیح ہوگا کہ ان میں سے ہزاروں لاکھوں افراد آپ کو اپنے والدین، اولاد اور جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں، اور آپ کے ناموس مبارک کی حفاظت اپنا فریضہ جانتے ہیں، وہ کسی وقت بھی ناموس مبارک پر آنچ آنے تک کو برداشت نہیں کر سکتے، وہ اس معاملہ میں اتنے جذباتی اور حساس واقع ہوئے ہیں کہ ایسے نامبارک موقع پر وہ بے قابو ہو جاتے ہیں، اور اپنی زندگیوں کو قربان کر دینے سے بھی نہیں ہچکچاتے، ہر دور میں اس بیان کی صداقت کے لئے واقعات و دلائل ملیں گے آج بھی آپ کا نام، آپ کا ناموس، آپ کا شہر، آپ کا کلام، آپ سے نسبت رکھنے والی چیزیں مسلمانوں کے لئے محبوب ترین اشیاء ہیں، اور وہ ان کے خون اور اعصاب میں حرکت و حرارت پیدا کرتی رہتی ہیں، اس بات کی ترجمانی ایک مشہور ہندوستانی شاعر مولانا ظفر علی خاں (بی اے علیگ) اڈیٹر زمیندار

www.abulhasanalinadwi.org

نے اپنے ان دو شعروں میں کی ہے، وہ کہتے ہیں ؎

نماز اچھی زکوٰۃ اچھی حج اچھا روزہ بھی اچھا — مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ یثرب کی عزت پر — خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

جس کثرت سے آپ پر درود بھیجا جاتا ہے اور مسلمانوں کے یہاں اس کی جو اہمیت اور فضیلت ہے، جس کثرت سے سیرت پر کتابیں دنیا کی مختلف زبانوں میں اور خود ہندوستان کے اندر لکھی گئی اور لکھی جا رہی ہیں[1] روح کے جس سوز و گداز، قلب کی جس محبت اور عاشقانہ جذبے اور شاعری کے جن محاسن و کمالات، زبان کی جس فصاحت و بلاغت اور بیان کی جس عذوبت و حلاوت کا اظہار نعتیہ[2] شاعری میں کیا گیا اور کیا جا رہا ہے، اس کی نظیر دنیا کے لٹریچر میں نہیں ملتی، اس میدان میں بھی ہندوستانی مسلمانوں کا قدم ایران کے علاوہ (جہاں بہترین نعت گو شعراء گزرے ہیں) دنیا کے ہر اسلامی ملک سے آگے ہے، اس برصغیر میں محسن کاکوروی، امیر مینائی، خواجہ الطاف حسین حالی، مولانا ظفر علی خاں، ڈاکٹر سر محمد اقبال، اقبال احمد سہیل، حفیظ جالندھری، جیسے نعت گو شعراء گزرے ہیں، جن کی نظیر اس وقت دوسرے اسلامی ملکوں میں پائی نہیں جاتی، بہر حال اس سلسلہ میں ہندوستان کے مسلمانوں کا رویہ اور طرز عمل وہ ہے، جو یہیں کے ایک شاعر آسی غازیپوری نے اپنے اس شعر میں بیان کیا ہے ؎

---

[1] ہندوستان کے لئے یہ فخر کی بات ہے کہ سیرت کی بعض بہترین کتابیں (جن کی نظیر عربی و فارسی میں بھی نہیں) ہندوستان میں لکھی گئی ہیں، مثلاً علامہ شبلی نعمانیؒ کی کتاب "سیرۃ النبی" (دو جلدوں میں) جس میں چار جلدوں کا اضافہ ان کے جانشین، مولانا سید سلیمان ندویؒ نے کیا، "رحمۃ للعالمین" از قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ "خطبات مدراس" از مولانا سید سلیمان ندویؒ "النبی الخاتم" از مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ "اصح السیر" از مولانا عبد الرؤف داناپوری

[2] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح و تعریف اور شوق و یاد میں جو اشعار کہے جائیں وہ نعتیہ اشعار کہلاتے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

صبا یہ جا کے تو کہیو مرے سلام کے بعد
کہ تیرے نام کی رٹ ہے خدا کے نام کے بعد

عقیدۂ ختم نبوت

مسلمانوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں، اور آپ پر وحی و نبوت کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا، اب آپ کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے گا، وہ کاذب اور مفتری ہے، اس عقیدہ کی بنیاد قرآن و حدیث اور تواتر[لے] پر ہے، اور اس عقیدہ نے مسلم معاشرہ کے لئے ہمیشہ ایک آہنی حصار اور سرحدی خط (LINE OF DEMARCATION) کا کام دیا ہے، اور اس نے ہر دور میں مسلمانوں کو ہوشیار اور چالاک لوگوں کی سازش کا شکار ہونے سے بچایا ہے۔

صحابہ کرام اور اہل بیت نبوی سے محبت

مسلمان ان سب حضرات کی جنھوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا اور آپ کی صحبت کا ان کو شرف حاصل ہوا اور ان کو عُرف عام میں صحابہ کہتے ہیں، تعظیم ان کے بارے میں اچھا خیال اور ان کی خدمات کا اعتراف کرنا ضروری سمجھتے ہیں، اور ان کو مثالی مسلمان، اپنا محسن اور بزرگ سمجھتے ہیں، اور جب کبھی وہ ان میں سے کسی کا نام لیتے ہیں تو "رضی اللہ عنہ" کہتے ہیں، یعنی اللہ ان سے راضی ہو، ان میں چار جلیل القدر صحابیوں کو جو علی الترتیب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جانشیں و خلیفہ ہوئے یعنی

لے کسی قول یا فعل کے سننے یا دیکھنے والے اور پھر اس کو نقل کرنے والے ہر دور میں اتنی زیادہ تعداد میں رہیں کہ عقل انسانی ان سب کے دروغ گو ہونے کو باور نہ کرے۔

www.abulhasanalinadwi.org

حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، اور حضرت علیؓ کو ان صحابہ میں بھی سب سے بلند مرتبہ سمجھتے ہیں، اور جمعہ و عیدین کے خطبہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کا نام لیتے ہیں، ان کے علاوہ چھ اور صحابی بھی ہیں، جن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کی زندگی ہی میں جنت کی بشارت دی تھی، یہ دس حضرات عشرۂ مبشرہ کہلاتے ہیں۔

مسلمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے لوگوں جن کو اہل بیت کہتے ہیں اور جن میں آپ کی بیویاں، صاحبزادیاں اور آپ کے نواسے (امام حسنؓ امام حسینؓ) شامل ہیں، سے محبت رکھنا بھی اپنا فرض سمجھتے ہیں، اور ان کو ہمیشہ محبت و تعظیم اور عزت و ادب کے ساتھ یاد کرتے ہیں، اور اس کو اپنے پیغمبر سے محبت کا تقاضا اور لازمہ سمجھتے ہیں۔

قرآن مجید کی عظمت اور اس کا مقام

یہی معاملہ ان کا قرآن مجید کے ساتھ ہے کہ اس کو محض دانشمندی، اخلاقی نصائح اور معاشرتی قوانین کا کوئی مجموعہ نہیں سمجھتے جو کسی درجہ میں قابل احترام ہیں اور جب سہولت سے ممکن ہو اس پر عمل کر لیا جائے بلکہ وہ اس کو اول سے لے کر آخر تک لفظاً و معنیً خدا کا کلام اور وحی الٰہی سمجھتے ہیں جس کا ایک ایک حرف اور ایک ایک نقطہ محفوظ ہے اور اس میں کسی شوشہ کی تبدیلی بھی نہیں ہو سکتی، وہ اس کو ہمیشہ باوضو پڑھتے اور اونچی جگہ رکھتے ہیں۔

قرآن مجید کے حفظ کا مسلمانوں میں رواج

قرآن مجید کے حفظ کا تمام دنیا میں رواج ہے ہندوستان میں اس کے لئے مستقل

لہ فرقۂ اثنا عشریہ کا اس بارے میں اختلاف سب کو معلوم ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

مدارس قائم ہیں جہاں تجوید کی فنی طور پر تعلیم دی جاتی ہے اور حفظ کرایا جاتا ہے[1]، صرف ہندوستان میں حفاظ کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہو کر لاکھوں تک پہونچ گئی ہے، ان میں ایسے جید حفاظ بھی ہیں، جو ایک ایک شب میں قرآن شریف سنا دیتے ہیں اور ایسی ہستیاں بھی پائی جاتی ہیں، جن کا رمضان میں روزانہ ایک قرآن شریف حفظ پڑھ لینا برسوں سے معمول چلا آرہا ہے، ان حفاظ میں دس دس بارہ بارہ برس کے بچے بھی بکثرت ہیں جن کو یہ ضخیم[2] کتاب زبانی یاد ہے، اور اس کو وہ روانی کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں، عورتوں[3] میں بھی ہر زمانہ میں ایک بڑی تعداد حافظوں کی رہی ہے۔

---

[1] ہمارے شہر لکھنؤ کو یہ فخر ہے کہ اس میں حفظ و تجوید کا ایک بہت بڑا مدرسہ "مدرسہ فرقانیہ" کے نام سے قائم ہوا جس سے نکلے ہوئے حفاظ و قراء افغانستان، ترکستان اور حجاز میں بھی پھیلے اور انھوں نے وہاں درس دیا اور ان کو اس فن کا استاد کامل اور امام مانا گیا، یہ مدرسہ مولانا سید عین القضاۃ حیدرآبادی ثم لکھنوی (متوفی ۱۳۴۳ھ ۱۹۲۵ء) کے والد نے ۱۹۰۸-۱۹۰۹ء میں قائم کیا تھا، اور وہ مولانا کی زندگی میں نقطۂ عروج پر پہونچ گیا تھا، اب بھی وہ کسی نہ کسی شکل میں قائم ہے، ہندوستان میں تمام بڑے عربی مدارس کے ساتھ حفظ و تجوید کی تعلیم کا بھی انتظام ہے، اور ہر سال سیکڑوں کی تعداد میں حفاظ پیدا ہوتے ہیں۔

[2] غیر مسلموں کے اندازہ کے لئے لکھا جاتا ہے کہ اس کتاب میں (قرآن میں) تین لاکھ چالیس ہزار سات سو چالیس حروف ہیں (تفسیر ابن کثیر جلد اول ص۷) اور مصری ٹائپ میں اس کی متوسط ضخامت ۸۰۰...۹۰۰ صفحات کے درمیان عام طور پر ہوتی ہے، ہندوستان میں بھی عام طور پر متوسط سائز کے قرآن مجید چھ سو سے لے کر آٹھ سو صفحات میں ہوتے ہیں۔ [3] صرف میرے مختصر خاندان میں میرے بچپن میں ایک درجن کے قریب حافظ عورتیں تھیں جن میں صرف میرے گھرانے میں میری والدہ میری خالہ ایک پھوپھی ایک ممانی اور ایک خالہ زاد بہن تھیں وہ رمضان میں قرآن شریف سناتی تھیں، اور عورتوں کی ایک بڑی تعداد ان کے پیچھے ہوتی تھی۔

www.abulhasanalinadwi.org

حدیث وسنت اور فقہ سے تعلق

پیغمبر خدا اور کتاب الٰہی کے بعد دوسرے درجہ میں مسلمانوں کا تعلق حدیث وسنت شریعت اور فقہ وغیرہ سے ہے، حدیث کو مسلمانوں نے جس طرح سند ومتن کے ساتھ محفوظ رکھا ہے، اس کے لئے جو مستقل علوم اصول ورجال وغیرہ وضع کئے، اس پر جو عظیم کتب خانہ انھوں نے تیار کیا اور اس علمی ترکہ کو جس طرح وہ ابھی تک اپنے سینے سے لگائے ہوئے ہیں، یہ ایک بڑی علمی تاریخی کتاب کا موضوع ہے، اور اس پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے، ہندوستانی مسلمانوں نے علم حدیث کی طرف خصوصی توجہ کی اور اس میں امتیاز پیدا کیا اور آخر کی ۲ دو اسلامی صدیوں (تیرہویں اور چودھویں ہجری، انیسویں، بیسویں صدی عیسوی) میں تو وہ سارے عالم اسلام کا مرکز اور اس فن میں ملجا وماویٰ بن گیا، اب بھی جس اہتمام اور تفصیل کے ساتھ یہ فن اس کے دینی مدارس میں بالخصوص دارالعلوم دیوبند، مظاہر علوم سہارنپور اور دارالعلوم ندوۃ العلماء، مرکزی دارالعلوم بنارس اور بعض دوسرے مدارس میں پڑھا یا جاتا ہے، اس کی عرب اور اسلامی ممالک میں بھی مثال نہیں، اس موضوع پر تصنیف وتالیف اور تدوین وتحقیق کا سلسلہ اب بھی جاری ہے، اور یہاں بعض ایسے علماء پائے جاتے ہیں، جن کی نظیر بیرون ہند میں ملنی مشکل ہے۔

مسلمانوں کی پانچویں ملّی خصوصیت، عالمگیر اسلامی برادری سے ربط وتعلق اور اس کے مسائل سے دلچسپی ہے

مسلمانوں کی پانچویں ملّی خصوصیت جس کا سمجھنا اور لحاظ کرنا حقیقت پسندی کا

www.abulhasanalinadwi.org

تقاضہ ہے یہ ہے کہ وہ اپنے کو ایک عالمگیر ملت اور اپنے دین کو آفاقی اور عالمی دین سمجھتے ہیں، وہ اپنے اس ملک سے (جہاں کے وہ باشندے ہیں) انس و محبت اور وفاداری و خیر سگالی کا پورا جذبہ اور اس کی تعمیر و ترقی میں سرگرم حصہ لینے کے ساتھ اپنے کو اس بین الاقوامی کنبہ کا ایک فرد یا اس بین الاقوامی ملت کا ایک کنبہ تصور کرتے ہیں، اور وہ عام اسلامی مسائل سے دلچسپی لیتے، دوسرے مسلم ممالک کے مصائب و مسائل سے متاثر ہوتے اور امکانی و قانونی حدود کے اندر ان کے ساتھ اظہار ہمدردی اور ان کی اخلاقی مدد کو حب الوطنی اور ملکی وفاداری کے منافی نہیں سمجھتے، بلکہ دین، انسانیت، فطرت اور انصاف کا تقاضہ تصور کرتے ہیں، اور اس کو اپنے ملک کے لئے مفید اور باعث استحکام یقین کرتے ہیں، ہندوستانی مسلمان اس جذبہ کے اظہار میں ہمیشہ پیش پیش رہے ہیں، انھوں نے خلافت کے مسئلہ کی جس زور شور سے تائید کی اور خلافت کے پاسبان ترکوں کے ساتھ جس ہمدردی کا اظہار کیا اور خلافت کمیٹی قائم کرکے جس طرح انھوں نے سارے ملک اور خود ہندوستان کے سب سے بڑے لیڈر گاندھی جی کا تعاون حاصل کیا، اور علی برادران، مولانا آزاد اور مولانا عبدالباری اور ان کے رفقاء نے جس طرح سارے ملک میں ایک حرکت اور زندگی پیدا کردی اس کے دیکھنے والے ابھی موجود ہیں مسئلہ فلسطین کے ساتھ بھی انھوں نے اپنی گہری دلچسپی کا اظہار کیا یہ ان کا ملی مزاج اور ان کی تعلیم و تاریخ کا فطری تقاضا ہے، اور ان کے بارے میں کوئی رائے قائم کرنے یا کوئی طرز عمل متعین کرنے سے پہلے ان کی اس مزاجی خصوصیت کا سمجھ لینا بہت ضروری ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org